شکسپیئر کا بے مثل رنگین ڈرامہ

انطونی اور کلابطرہ

مترجمہ

مولانا عنایت اللہ دہلوی بی اے

ناشر
ساقی بک ڈپو دہلی

قیمت ایک روپیہ

مطبوعہ محبوب المطابع دہلی

ڈراما کے لوگ

مارک انطونی
اوکتے ویوس قیصر
ایمی لیوس لیپایدس
— یہ تینوں روما پر شرکت میں سلطنت کرتے ہیں

سیکسٹس پومپیوس

اینوبربس
ونتدیوس
اسکدریوس
دیمی تریوس
ایروس
درکی تاس
فیلو
— انطونی کے دوست احباب

میکی ناس
اگریپا
دولابیلا
پروکیولوس
تھریوس
گالس
— سیزر اوکٹے ویوس کے دوست احباب

مینا س
مینی کراتیس } پومپی کے دوست

داریوس

تاروس — قیصر کا نائب سپہ سالار
کانیدیوس — انطونی کا نائب سپہ سالار
سیلیوس — ونتیدیوس کی فوج کا ایک افسر
یفرونیوس — انطونی سے قیصر کی جانب ایک سفیر

ایلکساس
مردیان (خلنے)
سیلیوکس } ملکہ کلابطرہ کے ملازمین
دایومیدیس

نجومی

مسخرا

کلابطرہ — ملکہ مصر۔ بطلیوس کی بیٹی
اوکتے ویا — قیصر کی بہن اور انطونی کی دوسری بیوی

چارمیاں
ایراس } کلابطرہ کی خواصیں

افسران فوج ۔ قاصد اور دیگر ملازمین ۔
مناظر :۔ رومانی سلطنت کے چند حصص ہیں ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انطونی اور کلا بطرہ

جزو اوّل

پہلا منظر

(اسکندریہ۔ کلابطرہ کے محل کا ایک کمرہ۔ ڈیمی تریوس اور فیلو کمرے میں آتے ہیں)۔

فیلو: ۔ لیکن اب ہمارے امیر لشکر کے عشق حماقت آمیز کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے۔ وہ نگاہیں جو کسی زمانہ میں زرہ پوش خدائے جنگ کی نگاہوں کی مانند صفوں اور جنگی دستوں کے دیکھنے میں مصروف رہتی تھیں اب ان کی بڑی خدمت یہ رہ گئی ہے کہ وہ ایک سانولی عورت کی سج دھج کو اطاعت گذاری کے ساتھ دیکھتی رہیں۔ ایک مردِ میدان کا وہ بہادر اور قوی دل کہ لڑائی کے گھمسان میں جب وہ اترتا تھا تو چار آئینے کے بند سینے پہ ٹوٹنے لگتے تھے۔ اب اعتدال کی حد سے گذر کر اس لئے رہ گیا ہے کہ ایک آوارہ عورت کی حدتِ نفس

کو ٹھنڈا کرنے کیلئے ایک نازک۔ پنکھیا کا کام دے۔

(ساز اور باجے بجتے ہیں۔ انطونی اور کلابطرہ مع اپنی خواصوں کے

جو ملکہ پر مور چھل جھلتی ہیں کمرہ میں داخل ہوتے ہیں)

دیکھو وہ آرہے ہیں۔ غور کیجئے کہ دُنیا کا یہ تیسرا استون ایک بیسوا کے قبضے میں آکر کیا اُتو بنا ہے۔ دیکھئے اور غور کیجئے۔

کلابطرہ :۔ اگر حقیقت میں آپ کو عشق ہے تو فرمائیے کہ وہ کتنا ہے؟

انطونی :۔ جس عشق کا اندازہ ہو سکے وہ قلّت یا عدم عشق ہے۔

کلابطرہ :۔ جو عشق مجھ سے کیا جائے اس کی میں ایک حد قائم کرنا چاہتی ہوں۔ تاکہ اس حد سے عشق تجاوز نہ کرے۔

انطونی :۔ اگر عشق میں حد بندی کا شوق ہے تو پھر ایک دوسرا آسمان اور دوسری زمین پیدا کرنی ہوگی جس میں وہ عشق سمائے۔

(ایک ملازم کمرہ میں آتا ہے)

ملازم :۔ آقا! روما سے قاصد خبر لائے ہیں۔

انطونی :۔ عیش میں خلل نہ ڈالو۔ جو کچھ کہنا ہے مختصر کہو۔

کلابطرہ :۔ نہیں! جو خبر آئی ہے اُسے سُن تو لیجئے۔ ممکن ہے فلویہ خفا ہوگئی ہوں۔ کون جانتا ہے کہ نو عمر قیصر جو ابھی پورے طور پر سبزہ آغاز بھی نہیں ہے کوئی حکم ایسا بھیجا ہو جس سے انکار کرنا ممکن نہو۔ حکم میں درج ہو کہ ایسا کرو ویسا کرو۔ فلاں سلطنت پر تصرف کر دو اور فلاں کو آزاد کردو۔ حکم بجا لاؤ۔ ورنہ الزام عائد ہوگا۔

انطونی :۔ جانِ من اتنے طعن و طنز کیوں کرتی ہو۔

کلابطرہ :۔ ممکن ہے قاصد حکم لایا ہو کہ مصر میں زیادہ قیام نہ کرو۔ مصر سے روانہ ہو جانیکا فرمان لایا ہو۔ انطونی! قاصد جو خبر لایا ہے اُسے آپ ضرور سُنیں۔ کون جانتا ہے کہ فلویہ کا ارشاد یا قیصر کا فرمان یا دونوں کی طرف سے کوئی ھدایت اس کے پاس ہو قاصدوں کو اندر بلاؤ۔ ملکہ مصر حکم دیتی ہے۔ انطونی! آپ کا چہرہ سُرخ ہو گیا ہے۔ چہرہ پر یہ خون قیصر کا اطاعت گذار بن کر ظاہر ہوا ہے یا پھر فلویہ کی خفگی جب ہوتی ہے تو یہ خون چہرے پر خوف یا شرمندگی ظاہر کرنے پیدا ہوتا ہے۔ روما کے آئے ہوئے قاصد کہاں ہیں؟

انطونی :۔ روما کو تو پانی ہو کر تائبر میں بہہ جانے دو۔ اور اس کی رفیع الشان محرابِ سلطنت کی جو شکل ہے تر تیب و تعمیر ہوس سے ٹوٹ کر گر جانے دو۔ ہمارا قیام تو اب یہی مصر ہے سلطنتیں خاک ہیں ۔۔۔ یہ ناپاک زمین وحشی جانوروں اور انسان کو یکساں غذا پہنچاتی ہے۔ لیکن شرافت اور مروّت کے معنی یہی ہیں کہ دو دل ایک ہو کر (کلابطرہ کو گلے لگاتا ہے) عشق و الفت میں مشغول ہوں۔ اور عشق بھی ایسا لاثانی ہو کہ اگر کوئی دُنیا میں دوسرا عاشق و معشوق ایسا نکال دے تو جو کچھ ہارنے کو موجود ہوں۔

کلابطرہ :۔ واہ کیا صاف اور پاکیزہ دروغ ہے۔ اگر فلویہ سے بیاہ کیا تھا تو اس سے اُلفت کیوں نہ کی؟ مگر میرا یہ سوال بھی حماقت

کا ہے۔ گو میں احمق نہیں ہوں۔ ممکن ہے کہ انطونی کا رنگ طبیعت پھر وہی ہو جائے جو پہلے تھا۔

انطونی :۔ ہاں۔ اگر کلا بطرہ اسی طرح اصلاح طبیعت پر آمادہ ہیں۔ اچھا اب اگر مضمون عشق ہے تو اس کے اوقاتِ نشاط انگیز کو ضائع نہ کرنا چاہیے۔ اب زندگی کا ایک دقیقہ بھی ایسا نہیں جسے بغیر عیش و نشاط کے گذارا جائے۔ ملکہ! فرمائیے آج کیلئے کیا کیا کھیل تماشے ہیں؟

کلا بطرہ :۔ پہلے قاصدوں کو جو کچھ کہنا ہے وہ تو سُن لیجئے۔

انطونی :۔ ملکہ مصر آپ کسی بات پر اتنی تکرار اور حجت کیوں کرتی ہیں۔ تمھارے لئے تو ہر بات ستانے اور رُلانے کیلئے ہو جاتی ہے۔ ہر شعور و ادراک تم میں آ کر حسین، قابلِ مدح و ستائش ہو جاتا ہے۔ کوئی قاصد نہیں بلکہ تم ساتھ ہو گی۔ ہم دونوں تنہا شہر کے گلی کوچوں میں لوگوں کا حال دیکھنے گشت لگائیں گے۔ آؤ ملکہ ساتھ چلو۔ کل شب کو تم ہی نے تو یہ کہا تھا۔ بس اب ہم سے کوئی بات نہ کرے۔

(انطونی اور کلا بطرہ مع حالی موالی کے کمرہ سے باہر جاتے ہیں)

دیمی تریوس :۔ کیا انطونی قیصر اوکتے ویوس کو اتنا بے حقیقت سمجھتا ہے؟

فیلو :۔ جی ہاں جب انطونی انطونی نہیں ہوتا۔ اور یہ کمی انطونی میں اِس وقت موجود ہے۔ حالانکہ انطونی کو ہمیشہ انطونی ہی رہنا چاہئے۔

ڈیمی ٹریوس :۔ مجھے افسوس ہے کہ روما میں جو لوگ انطونی کو بُرا کہتے ہیں انھیں جھوٹا سمجھا جاتا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ سچے ہوتے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ آئندہ حالات بہتری کی صورت اختیار کریں گے۔ اچھا خوش رہو۔ خدا حافظ۔

(ڈیمی ٹریوس چلا جاتا ہے)

دوسرا منظر

کلابطرہ کے محل کا ایک کمرہ

چارمیاں، ایراس خواصیں اور ایلکساس ملازم مع ایک نجومی کی آتا ہے

چارمیاں خواص :۔ نواب ایلکساس، نواب بہادر ایلکساس اور ان سے بھی بڑھکر ایلکساس اور سب سے اعلیٰ و ارفع ایلکساس وہ نجومی کہاں ہے جس کی تعریف آپ نے ملکہ کے حضور کی تھی؟

ایلکساس :۔ (پکارتا ہے) نجومی۔ نجومی!

نجومی :۔ جو حکم!

چارمیاں خواص :۔ اچھا یہی وہ نجومی ہیں۔ کیوں جناب۔ کیا آپ ہی وہ بزرگ ہیں جنھیں پیش آنیوالی باتوں کا علم ہے؟

نجومی :۔ رازہائے فطرت کے صحیفۂ لامتناہی کو قدرے قلیل پڑھ سکتا ہوں۔

ایلکساس ملازم :۔ چارمیاں اپنا ہاتھ انھیں دکھاؤ۔

(کمرہ میں انطونی کا دوست اینوبربس داخل ہوتا ہے)

اپتوبرلس :۔ ضیافت کا سامان جلد تیار کر و۔ شراب کافی ہو تاکہ ملکہ کا ابطرہ کا جامِ محبت پیا جا سکے۔

چار میاں خواص :۔ نجومی! دیکھنا۔ میری قسمت میں اچھی اچھی باتیں بتانا۔

نجومی :۔ قسمت بنانا میرا کام نہیں۔ البتہ اس کا پڑھنا جانتا ہوں۔

چار میاں خواص :۔ اچھا بتاؤ میری قسمت میں کیا لکھا ہے؟

نجومی :۔ آپ اب سے کہیں بڑھکر حسین ہونیوالی ہیں۔

چار میاں خواص :۔ حُسن سے آپ کا کیا مطلب! حُسنِ صورت یا حُسنِ تقدیر؟

ایراس خواص :۔ گھبراتی کیوں ہو۔ جب بڑھیا ہو جاؤ تو چہرے پر رنگ لیپا کرنا۔

چار میاں خواص :۔ میرے چہرہ پر جھریاں کیوں پڑنے لگیں۔

ایلکساس ملازم :۔ نجومی کو ستاؤ نہیں۔ جو کچھ وہ کہے اُسے غور سے سُنو۔

چار میاں :۔ اچھا بس اب سب خاموش رہیں۔

نجومی :۔ آپ جتنی دوسروں سے محبت کرینگی دوسرے آپ سے نہ کرینگے۔

چار میاں :۔ تو پھر محبت کی جگہ شراب پی کر جگر میں سوزش پیدا کرونگی۔

ایلکساس ملازم :۔ پہلے نجومی کی پوری بات تو سُن لو۔

چار میاں :۔ اچھا میاں نجومی! اب کوئی بہت ہی اچھی بات قسمت کی بتائیے۔ آج ہی دوپہر سے پہلے تین بادشاہوں سے میری شادی ہو۔ اور ان سب کے بعد میں جیتی رہوں۔ پچاس سال کی عمر میں

ایک بچّہ ہو اور بچّہ بھی ایسا ہو کہ یہودیہ کا ہیرودؔ اس کے آگے اپنا سر جھکا دے۔ کوئی تدبیر ایسی بتاؤ کہ قیصر اوکٹےؔ ویوس سے میری شادی ہو جائے۔ اور درجے اور منزلت میں میں اپنی ملکہ کلا بطرہؔ کے ہم پلّہ ہو جاؤں۔

نجومی:۔ جس ملکہ کی خدمت میں آپ اس وقت ہیں اس کے قضا کرنے کے بعد آپ زندہ رہیں گی۔

چارمیاں:۔ زیادہ عمر کی میں قدردان نہیں۔

نجومی:۔ جیسی قسمت آپ کی اب تک اچھی رہی ہے آئندہ نہیں رہیگی۔

چارمیاں:۔ تو کیا میرے بچّے بن باپ کے ہوں گے اور ان کا کوئی نام نہ ہوگا؟ مہربانی کر کے اتنا اور بتا دیجئے کہ میرے کتنے لڑکے لڑکیاں ہوں گی؟

نجومی:۔ اگر آپ کی خواہشوں میں سے ہر خواہش ایک بطن ہوگی اور ہر بطن بچّہ کش ہوگا تو سب ملا کر دس لاکھ سمجھئے۔

چارمیاں:۔ چل دُور احمق۔ کہیں تجھے بھوت بنا کر زندہ نہ جلوا دوں۔ خیر اب تو جانے دیا۔ معاف کیا۔ اب ذرا اس ایراسؔ میری سہیلی کی تقدیر کا حال بھی بتا دیجئے۔

ایلکساس ملازم:۔ ہم سب کو اپنی اپنی تقدیر کا حال معلوم ہے۔

اینوبربس:۔ خود اپنی اور دوسروں کی تقدیر تو آج شب کو یہ ہوگی کہ کثرت سے شراب پی کر سب غافل سو جائیں گے۔

ایراس خواص :۔ یہ ہتیلی تو وہ ہے جس سے کم سے کم عفت و پاک دامنی تو ضرور ظاہر ہوتی ہے۔

چارمیاں :۔ کیا خوب ایسی ہی عفت و پاکدامنی برستی ہے جیسے نیل کی طغیانی سے قحط کے آثار۔

ایراس خواص :۔ چل دُور۔ رات کی ساتھ سونے والی گنواری تو کیا کسی کے کرم بانچے گی۔

چارمیاں :۔ نہیں۔ تیری پیسجی ہتیلی سے ظاہر ہوتا ہے کہ اولاد بہت ہوگی۔ جو یہ سچ نہ نکلے تو پھر بات نہیں۔ نجومی مہربانی کر کے اس کی قسمت بہت ہی معمولی قسم کی بتائیے گا۔

نجومی :۔ تم دونوں کی قسمت ایک ہی سے ہے۔

ایراس خواص :۔ یہ کیسے! تفصیل بتائیے۔

نجومی :۔ مجھے جو کچھ بتانا تھا بتا چکا۔

ایراس خواص :۔ تو کیا میری قسمت اس کی قسمت سے ذرا بھی بڑھیا نہیں؟

چارمیاں :۔ خدا تمھارے ان گندے اور ناپاک خیالات کی اصلاح کرے۔ ایلکساس ذرا ادھر آؤ۔ تمھاری قسمت کا حال بھی معلوم کیا جائے۔ نجومی اس کی تقدیر میں تو یہ نکالو کہ اس کی شادی ایسی عورت سے ہو جس کے بچہ نام کو نہ ہو اور پھر میں ایسیس دیبی سے دُعا مانگوں گی کہ اس کی یہ عورت مر جائے۔ اور جب اسکی جگہ دوسری کرے تو وہ پہلی سے بھی بد ہو اور جب تیسری کرے

تو وہ بدتر ہو۔ یہاں تک کہ آخری بیوی بدترین ہو اور ہنستی ہوئی شوہر کو اس کی قبر تک پہنچائے۔ میری اچھی دیبی ایسیس میری دُعا قبول کرے۔ پھر چاہے اس سے بھی بڑھکر کوئی دُعا مانگوں تو قبول نہ کیجیئو۔ پر یہ دُعا جو اس وقت بڑی منتوں سے مانگ رہی ہوں اسے ضرور قبول کرلے۔

ایراس خواص :۔ آمین۔ پیاری دیبی ہماری یہ دُعا قبول کرلے۔

چارمیاں :۔ آمین۔

اینوبربس :۔ خاموش ! انطونی تشریف لا رہے ہیں۔

چارمیاں :۔ انطونی نہیں ملکہ تشریف لا رہی ہیں۔

(کلابطرہ کمرے میں آتی ہے)

کلابطرہ :۔ تم نے انطونی کو دیکھا ہے ؟

اینوبربس :۔ نہیں حضور۔

کلابطرہ :۔ کیا وہ اِدھر نہیں آئے ؟

چارمیاں :۔ ملکۂ عالم۔ وہ اس طرف تشریف نہیں لائے۔

کلابطرہ :۔ خاصے ہنس بول رہے تھے کہ یکایک روما کے معاملات کا خیال آیا۔ اینوبربس سُنا تم نے ؟

اینوبربس :۔ حضور۔

کلابطرہ :۔ جاؤ انھیں تلاش کرکے یہاں لاؤ۔ ایلکساس کہاں ہے ؟

ایلکساس :۔ حاضر ہوں ملکہ سلامت۔ لیجیئے آقا انطونی خود ہی تشریف لا رہے ہیں

کلابطرہ:۔ ہم ان کی صورت نہ دیکھیں گے۔ ایلکساس تم میرے ساتھ آؤ۔

(انطونی کمرہ میں آتا ہے۔ ملازمین اور ایک قاصد ہمراہ ہے)

قاصد:۔ میدانِ جنگ میں جس نے پہلے قدم رکھا وہ آپ کی بیوی فلویہ تھیں۔

انطونی:۔ ہیں! میرے بھائی لوکیوس کے مقابلہ میں وہ لڑی۔

قاصد:۔ مگر وہ لڑائی جلد ختم ہو گئی۔ اور ملکی معاملات نے کچھ ایسی صورت پکڑی کہ دونوں میں جلد صلح ہو گئی۔ لیکن پھر دونوں نے اپنی فوجوں کو یکجا کر کے قیصر اوکیٹیویس کے مقابلہ میں لڑنا شروع کیا۔ اس معرکہ میں قیصر کو فتح ہوئی اور پہلی ہی جنگ میں قیصر نے ان کو ایطالیہ سے ملک بدر کر دیا۔

انطونی:۔ اس سے بدتر خبر اور کیا ہو سکتی ہے۔

قاصد:۔ بری خبر کی خاصیت یہ ہوتی ہے کہ خبر دینے والے پر بھی اسکا اثر ہوتا ہے۔

انطونی:۔ جب اس خبر کو کسی احمق یا بزدل سے تعلق ہو۔ جو بات گذر چکی پھر میں اسے یاد نہیں کیا کرتا۔ سچی بات سے خواہ اس میں موت ہی کی خبر کیوں نہ لکھی ہو میں خوش ہوتا ہوں۔

قاصد:۔ حضور۔ یہ خبر بری ہے کہ لابینوس نے فرات کی راہ سے ایشیا پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور اس کی فتح کے پرچم شام سے اٹھکر لائیڈیا اور آئی اونیا تک اڑنے لگے ہیں ... درحالیکہ ...

انطونی :۔ آگے کہو گے کہ انطونی ....

قاصد :۔ حضور مالک اور آقا ہیں۔

انطونی :۔ نہیں بات صاف کہو۔ بات بنانے کی ضرورت نہیں۔ جو عام خیال لوگوں کا ہو وہ بیان کرو۔ کلا بطرہ کی نسبت روما میں لوگوں کا کیا خیال ہے۔ فلویہ جس طرح مجھ پر خفا ہوتی ہے وہی تم بھی بیان کرو۔ میری بُرائیوں کو اسی آزادی کے ساتھ کہو۔ جو سچائی اور عداوت اپنی پوری قوت سے حیطۂ بیان میں لا سکتی ہیں۔ جب تک ہماری طبیعتوں پر صدق و صفا کا ہل نہ چلے اس وقت تک زمین سے زہریلی نباتات پیدا ہوتی رہتی ہیں۔ مگر جب ہمارے عیوب ہمارے مُنہ پر بیان کر دیئے جائیں تو پھر قلب کی زمین پر وہ مفید سبزہ اُگتا ہے جو ان زہریلی نباتات کو بے اثر کر دیتا ہے۔ اچھا کچھ دیر کو رخصت۔

قاصد :۔ بہت خوب۔

(قاصد باہر چلا جاتا ہے)

انطونی :۔ (ایک ملازم سے پوچھتا ہے) کیوں کیا سکیون سے بھی کوئی خبر آئی ہے، دریافت کر کے بتاؤ؟

پہلا ملازم :۔ حضور سکیون سے ایک آدمی آیا ہے۔

دوسرا ملازم :۔ حضور وہ آدمی حاضر ہے۔ حکم کا منتظر ہے۔

انطونی :۔ اچھا۔ اسے اندر آنے دو۔ مصر کی ان زنجیروں کو یا تو توڑنا

پڑے گا ورنہ اس نامعقول عشق و الفت کے قصے میں اپنے تئیں تباہ و غارت کر دینا ہوگا۔

(دوسرا قاصد کمرے میں آتا ہے)

انطونی:۔ تم کون ہو؟ کیا خبر لائے ہو؟

دوسرا قاصد:۔ حضور کی بیگم فلویہ کا انتقال ہوگیا۔

انطونی:۔ کہاں انتقال ہوا؟

دوسرا قاصد:۔ حضور شہر ایکیوں میں اُن کا انتقال ہوا۔ مرض کی مدت اور ضروری باتیں جو حضور دریافت کرنا چاہیں وہ اِس میں مذکور ہیں۔

(اتنا کہہ کر قاصد انطونی کو ایک خط دیتا ہے)

انطونی:۔ (خط لیکر) اچھا کچھ دیر کو معاف کرو۔ افسوس ایک بڑی رُوح دُنیا سے چل بسی۔ میں اکثر سوچا کرتا تھا کہ وہ مرجائے تو اچھا۔ نفرت اور بیزاری کی حالت میں جس چیز کو ہم اپنے سے دُور پھینک دیتے ہیں تو پھینکنے کے بعد حسرت ہوتی ہے کہ پھر وہ چیز ہمیں مل جاتی۔ ممکن ہے کہ اس وقت کا عیش و آرام زمانہ کی گردش اور حالات کے انقلاب سے رنج و تکلیف میں بدل جاتے، جب وہ مرگئی تو اس کی خوبیاں یاد آتی ہیں۔ جس کے مرنے کی آرزو، اس کی موت سے پہلے رہا کرتی تھی اب اگر وہ مل جاتی تو کیسا خوش ہو کر میں اس کا دامن پکڑ لیتا۔ اب مجھے اس ساحرہ

بلکہ مصر سے قطع تعلق کرنا ہے۔ جس قدر آفات و مصائب کا پیش آنا اس وقت میں سمجھ رہا ہوں ان سے دس ہزار گنے زیادہ نقصانات میری اس وقت کی کاہلی اور سستی سے پیدا ہو جائیں گے۔ اینوبربس سنا۔ کیا خیال ہے اب کیا ہوگا؟

اینوبربس:۔ ہوگا وہی جو حضور کی مرضی اور خوشی ہوگی۔

انطونی:۔ اب تو ہیں مصر سے جس قدر جلد ممکن ہو روانگی چاہتا ہوں۔

اینوبربس:۔ تو پھر اتنی عورتوں کو جان سے مارنا ہوگا۔ ہم خوب جانتے ہیں کہ ذرا سی نامہربانی بھی ان کیلئے موجب ہلاکت ہو سکتی ہے۔ یہ سچ ہے کہ جب کوئی اہم معاملہ درپیش ہو تو عورت کوئی چیز نہیں ہوتی۔ لیکن اگر کلابطرہ کے کان میں آپکی روانگی کی آواز ذرا بھی پڑ گئی تو وہ فوراً جان دیدے گی کیونکہ اس سے بھی کم موقعوں پر اُسے مرتے دیکھ چکے ہیں۔ میرا خیال تو یہ ہے کہ اس کی اس بار بار موت میں بھی عشق گھسا بیٹھا ہے۔ جس طرح بار بار عشق ہوتا ہے اسی طرح موت بھی بار بار اور جلد اُسے آتی ہے۔

انطونی:۔ اس کی مکاریاں انسان کے فہم و ادراک سے باہر ہیں۔

اینوبربس:۔ نہیں آقا۔ اس کے جذبات تو پاک صاف نتھری نتھرائی عشق صادق کے تاثرات ہیں۔ اس کی آہوں اور اشکوں کو ہوا اور پانی سے نسبت نہیں دی جا سکتی۔ اس کی آہیں اور آنسو تو ان آندھیوں طوفانوں اور موجوں کے تلاطم سے بھی

بڑھکر ہیں جن کی خبریں جریدوں اور تقویموں میں شائع ہوا کرتی ہیں، اسے مکاری نہیں کہہ سکتے۔ بلکہ سمجھنا چاہیئے کہ میگھ دیوتا سے بھی کہیں زیادہ بارش وہ زمین پر لاسکتی ہے۔

انطونی :۔ کاش میں نے اس کی صورت کبھی نہ دیکھی ہوتی۔

اینوبربس :۔ اگر ایسا ہوتا تو حضور دُنیا کی ایک عجیب چیز دیکھنے سے محروم رہ جاتے۔

انطونی :۔ فلویہ دُنیا سے چل بسی۔

اینوبربس :۔ حضور کون ؟

انطونی :۔ فلویہ کا انتقال ہوگیا۔

اینوبربس :۔ حضور کیا فلویہ گذر گئیں ؟

انطونی :۔ ہاں فلویہ گذر گئیں۔

اینوبربس :۔ تو پھر اس حادثہ کی شکر گذاری میں حضور جس قدر چاہیں بُتوں پر نذریں چڑھائیں۔ معبودانِ فلک کو جب منظور ہوتا ہے کہ کسی شوہر کو اس کی بیوی سے جُدا کر دیں تو اس سے ان کی مُراد صرف یہ ہوتی ہے کہ دُنیا بھر کے درزی اور خیاط پیش کر کے شوہر کو تسلی دیں۔ اور بتائیں کہ جب لباس پُرانا اور بوسیدہ ہو جائے تو اس حالت میں شوہر کیلئے ایسا سامان موجود ہے کہ نیا لباس اس کیلئے فوراً تیار کرا دیا جائے اگر دُنیا میں فلویہ کے سوا کوئی عورت نہ ہوتی تو البتہ آکی موت

سخت صدمے کی بات ہوتی اور اس میں شک نہیں کہ یہ حادثہ سخت درد و الم کا ہو جاتا۔ لیکن اس رنج والم کے ساتھ یہ کیسی تسکین و تسلی موجود ہے کہ پرانے لباس کی جگہ اب حضور کو نئی پوشاک نصیب ہوگی۔ اس رنج پر آنسو بہانے ایسے ہی ہیں جیسے پیاز سونگھتے ہوئے آنکھوں میں پانی بھر آئے۔

انطونی:۔ لیکن اس موت نے امور سلطنت میں جو پیچیدگیاں ڈالی ہیں ان کی وجہ سے روما سے میری غیر حاضری کسی طرح مناسب نہیں۔

اینوبربس:۔ لیکن جو پیچیدگیاں یہاں کے معاملات میں پڑ گئی ہیں وہ بھی تو بغیر آپ کے سلجھائے سلجھنے والی نہیں۔ بالخصوص ملکہ کلا بطرہ کا معاملہ جس کا تصفیہ ہونا آپ کے یہاں رہنے پر موقوف ہے۔

انطونی:۔ ایسی ہلکی باتیں کیوں منہ سے نکالتے ہو۔ جو حکم ہم اس وقت دیتے ہیں وہ تعمیل کی غرض سے ہمارے فوجی افسروں کو پہنچادو۔ ہم خود ملکہ مصر سے کہدیں گے کہ ایک اشد ضرورت کی وجہ سے ہمیں باہر جانا ہے۔ اور اس کی اجازت سے روما روانہ ہو جائیں گے۔ کیونکہ فلویہ کی موت یا چند افسردہ کن واقعات ہماری روانگی کا سبب نہیں ہیں بلکہ بعض ہمدرد اور نیک مشورہ دوستوں کے خطوط روما سے ایسے آئے ہیں جو ہمیں وطن واپس بلاتے ہیں۔

سیکسٹس پومپی، قیصر اوکتے ویوس سے جنگ کرنے پر آمادہ ہے۔ سمندر کا وہ مالک ہو چکا ہے۔ ہماری ناقدر شناس اور بیوفا قوم جس کے مزاج میں تلون بہت ہے اور اُسے کبھی ایسے شخص سے لگاؤ نہیں ہوتا جو درحقیقت لائق اور قابل ہو۔ آج کل وہ پومپی اعظم کے اعزاز و درجات کو اس کے فرزند سیکسٹس کی طرف منتقل کر رہی ہے۔ اس وقت سیکسٹس شہرت و اقتدار میں قیصر اوکتے ویوس اور اپنے باپ پومپی اعظم دونوں سے برتر ہے۔ اور اُسے دعویٰ ہے کہ وہ دُنیا میں سب سے بڑا بہادر ہے۔ اگر یہی دعویٰ قائم رہا تو روما کی سلطنت کو اس سے خطرہ ہے۔ اور واقعات ایسے پیش آ رہے ہیں کہ یہ خطرہ بڑھتا ہی جاتا ہے۔ ابھی تک اس خطرہ کو پانی میں گھوڑے کا بال ہی سمجھئے۔ ابھی یہ بال سانپ نہیں بنا ہے۔ بس جاؤ اور افسران ماتحت کو اطلاع دو کہ جس قدر جلد ممکن ہو مصر سے روانہ ہو جانا ہماری عین خوشی ہے۔

اینوبربس:۔ حضور ابھی جا کر اطلاع دیتا ہوں۔

تیسرا منظر

(کلابطرہ کے محل کا ایک دوسرا کمرہ۔ کلابطرہ، چارمیاں اس کی خواص۔ ایراس دوسری خواص اور ایلکساس ملازم کمرہ میں آتا ہے)

کلابطرہ :۔ انطونی کہاں ہیں ؟

چارمیاں :۔ اُس وقت کے بعد سے پھر میں نے انھیں نہیں دیکھا۔

کلابطرہ :۔ جاؤ معلوم کرو۔ وہ کہاں ہیں۔ کون اُن کے ساتھ ہے اور کیا کر رہے ہیں۔ یہ نہ کہنا کہ میں نے بھیجا ہے۔ اگر انھیں افسردہ خاطر پاؤ تو کہنا کہ میں ناچ رہی ہوں۔ اور اگر وہ خوش ہوں تو کہنا کہ میں یکایک بیمار پڑ گئی ہوں۔

چارمیاں :۔ ملکہ عالم۔ اگر حضور کو انطونی سے واقعی عشق ہے تو کیا آپ کو کوئی تدبیر ایسی نہیں معلوم کہ ویسا ہی عشق انطونی کو آپ سے ہو ؟

کلابطرہ :۔ پھر تم ہی بتاؤ کہ وہ کیا تدبیر ہے جو میں نہیں کرتی۔

چارمیاں :۔ بس یہی تدبیر ہے کہ جو وہ کہیں وہی کیجئے۔ اور کوئی بات ان کی کاٹیئے نہیں۔

کلابطرہ :۔ واہ واہ سبق پڑھانے بھی بیٹھیں تو ایک بیوقوف معلم کی طرح کہ ہاتھ سے نہ جاتا ہو تو بھی جاتا رہے۔

چارمیاں :۔ حضور عشق میں اتنی آزمائش اچھی نہیں۔ زیادہ آزمائش سے پرہیز کیجئے۔ جس چیز سے ہم ڈرتے ہیں ایک وقت ایسا آتا ہے کہ اس سے نفرت کرنے لگتے ہیں۔ لیجئے وہ انطونی خود تشریف لا رہے ہیں۔

(انطونی کمرے میں آتا ہے)

کلابطرہ :۔ میں بیمار اور خفا ہوں۔

انطونی :۔ افسوس ہے کہ اس حال میں مجھے آپ سے اپنا ایک مطلب کہنا ہے۔

کلابطرہ :۔ چارمیاں پیاری۔ مجھے یہاں سے لے چل ورنہ میں گر پڑونگی۔ میری یہ حالت زیادہ دیر تک قائم نہیں رہ سکتی۔ فطرت کو اتنی برداشت نہیں۔

انطونی :۔ میری پیاری ملکہ۔

کلابطرہ :۔ مہربانی فرما کر مجھ سے ذرا دُور کھڑے رہیں۔

انطونی :۔ خیر تو ہے۔ بات کیا ہوئی؟

کلابطرہ :۔ آپ کی نگاہوں سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی اچھی خبر آپ سُنانے والے ہیں۔ فرمائیے آپ کی بیاہتا بیوی کیا فرماتی ہیں۔ اچھا جائیے۔ کیا اچھا ہوتا کہ آپ کی بیوی آپ کو یہاں آنے کی اجازت ہی نہ دیتیں۔ مجھے آپ پر کیا اختیار ہے۔ اختیار تو جو کچھ ہے وہ آپ کی بیوی کو آپ پر ہے۔

انطونی :۔ اس کا حال تو خدا بہتر جانتا ہے۔

کلابطرہ :۔ ہائے ایسی بیوفائی تو کبھی کسی ملکہ کے ساتھ نہیں ہوئی ہوگی۔ میں تو پہلے ہی جانتی تھی کہ مجھ سے کوئی بات چھپائی جاتی ہے۔

انطونی :۔ کلابطرہ آپ کیا فرماتی ہیں۔

کلابطرہ :۔ میں کیوں سمجھوں کہ تم میرے ہو کر رہو گے۔ بیوفائی تجرد گی جس وقت قسمیں کھانے پر آتے تھے تو ان خداؤں کے تخت ہلا ڈالتے تھے جو فلویہ پر مہربان نہ تھے۔ جھوٹے قول و اقرار جو قسمیں کھاتے ہی توڑ دیئے جائیں جب ان کے دام میں کوئی پھنس جائے تو پھر اس کیلئے شورش انگیز جنون کے سوا اور کیا رہتا ہے۔

انطونی :۔ میری پیاری ملکہ۔

کلابطرہ :۔ نہیں جانیکا کوئی حیلہ نہ نکالو۔ اگر جانا ہے تو خدا کو سونپ کر ہمیشہ کو رخصت ہو۔ ان باتوں کے بتانیکا موقع تو وہ تھا جب تم نے یہاں مستقل قیام کرنا چاہا تھا۔ مگر اس وقت تو تم نے جانیکا نام تک نہ لیا۔ اور لبوں پر یہی قول تھا کہ نگاہیں ہمیشہ ساتھ دیں گی۔ ہماری خمدار ابروؤں پر مسرت برستی تھی۔ اسوقت چھوٹی سے چھوٹی چیز بھی ایسی نہ تھی جس کی اصل آسمان سے نہ بتائی جاتی ہو۔ اب بھی ہماری ہر چیز آسمانی ہے۔ یا پھر تم جو دنیا کے سب سے بڑے مرد پیکار ہوتی الواقع دنیا کے سب سے بڑھکر دروغ گو ہو۔

انطونی :۔ ملکہ یہ آپ کو کیا ہو گیا۔

کلابطرہ :۔ کاش میں تمھارا سا قد و قامت رکھتی ہوتی تو پھر بتا دیتی کہ ملکہ مصر میں اتنی ہمت و قوت ہے کہ وہ تمھیں اپنے قدموں میں

پڑا دیکھے۔

الطونی:۔ ملکہ میری بات سنیئے۔ زمانہ اور حالات مقتضی ہیں کہ میری خدمات دوسری جگہ منتقل ہوں۔ جاؤں گا۔ مگر دل آپ ہی میں پڑا رہے گا۔ ملک ایطالیہ میں خانہ جنگی کی تلوار چمکنے لگی ہے۔ سیکسٹس پومپی روما کے دروازے تک آگیا ہے۔ دو مساوی طاقتوں کی موجودگی میں ملک میں دو فریق پیدا ہو گئے ہیں۔

ان میں وہ فریق جس سے پہلے بالعموم نفرت کی جاتی تھی، وہ قوت پکڑ کر لوگوں کو عزیز ہو گیا ہے سیکسٹس پومپی جسے لوگ بُرا کہتے تھے اب وہ اپنے باپ پومپی اعظم کی شہرت و ناموری کا وارث بن کر جلد جلد لوگوں کے دلوں میں جگہ پا رہا ہے۔ اور یہ لوگ وہ ہیں جو حکومت وقت کی برکتوں سے متمتع نہیں ہوئے ہیں۔ یہ تعداد میں اتنے زیادہ ہیں کہ ملک کو ان سے خطرہ ہے۔ امن و سلامتی کا مدت تک ایک ہی حال پر قائم رہنا ملک کے حق میں ایک قسم کا مرض ہو گیا ہے۔ اور اس مرض کا ازالہ ملکی انقلاب ہی سے ہو سکتا ہے۔ خواہ یہ انقلاب کیسا ہی موجب تکلیف و آزار ہو۔ مگر وہ اس حال سے خوش ہوں گے۔ علاوہ کارہائے سلطنت کے جن میں اکثر میرے متعلق ہیں جو چیز مجھے یقین دلاتی ہے کہ میرا اس وقت مصر سے جانا آپ کو ناگوار نہ ہوگا وہ فلویہ کی موت ہے۔

کلا بطرہ :۔ گو سن شعور کو پہونچ چکی ہوں مگر اتنی نہیں ہوں کہ زندگی کو خطا سے بچائے رکھوں ۔ لیکن اتنی بچہ بھی نہیں ہوں کہ فلویہ کی موت کی خبر جو آپ نے سنی ہے اس کا یقین کر لوں ۔

انطونی :۔ پیاری ملکہ ! میری بیوی فلویہ اب زندہ نہیں ہے ۔ یہ خط موجود ہے ۔ جب کبھی شاہانہ مشاغل سے مہلت ہو اسے ملاحظہ کریں ۔ اور اس موت سے سلطنت میں جو فساد اور فتنے برپا ہو رہے ہیں ان کا حال بھی پڑھیں ۔ بہ مرتبہ آخر جو کام بہتر سے بہتر فلویہ نے میرے حق میں کیا وہ یہ تھا کہ خود دُنیا سے رخصت ہو گئی ۔

کلا بطرہ :۔ اے عشق باطل وہ تیرے صاف شفاف بلوریں قرابے کہاں ہیں جنھیں تو اپنے اشکوں سے پُر کرے ۔ اب میں دیکھتی ہوں اور سمجھتی ہوں کہ فلویہ کی موت تو کسی نے جس طرح سنی وہ سُنی ، میری موت کی خبر کوئی کس طرح سُنے گا ۔

انطونی :۔ ملکہ قصہ نہ بڑھائیے ۔ بلکہ مجھے جو اپنا ارادہ آپ پر ظاہر کرتا ہے اپنے مشورہ سے اس کا تصفیہ کیجئے کہ اپنے اس قصد کو انجام دوں یا نہ دوں ۔ قسم ہے اس چشمۂ نور کی جس کی شعاعیں اس مٹی میں جو رود نیل اپنی طغیانی کے بعد کھیتوں میں چھوڑ جاتا ہے نمو کی قابلیت کو ترقی دیتی ہیں ۔ گو میں مصر سے جاتا ہوں ، لیکن میں تیرا ہی سپاہی اور تیرا ہی خادم رہوں گا ۔ اور اس

خیال سے وطن جا رہا ہوں کہ لڑائی یا صلح جو کچھ کروں گا وہ تیرے ہی مشورہ اور ایما سے کروں گا۔

کلابطرہ :۔ چارمیاں۔ میری قبا کے بند کھول دے۔ نہیں۔ جانے دے۔ میں بیمار بھی جلد ہوتی ہوں اور صحتیاب بھی جلد۔ اچھا تو انطونی کو مجھ سے عشق ہے۔

انطونی :۔ میری محبوبہ، میری جان۔ بس معاف کر اور سچے دل سے میرے عشق کی گواہی دے۔ میرا یہ عشق وہ ہے کہ اگر عزت و آبرو کا پاس کر کے اس کی آزمائش کی جائے تو وہ ہر آزمائش میں پورا اُترے گا۔

کلابطرہ :۔ درست ہے۔ فلویہ بھی مجھ سے یہی فرماتی تھیں۔ اب آپ سے التجا ہے کہ مُنہ پھیر کر اس کے لئے رو لیجئے۔ اور زبان پر بھی ہو کہ یہ آنسو ملکہ مصر کیلئے ہیں۔ اچھا۔ بہت اچھا اب ریاکاری کا کوئی بہتر سے بہتر تماشا دکھائیے۔ اور ظاہر یہی کیجئے کہ یہ عزت و ناموس کا بہترین تماشا ہے۔

انطونی :۔ بس اب مجھے غصہ دلا کر رنج و عذاب میں مبتلا نہ کیجئے۔ اب زیادہ کچھ نہ کہئے۔

کلابطرہ :۔ واہ واہ۔ اتنی کوشش بھی بُری نہیں رہی۔ مگر آپ تو اس سے کہیں بڑھکر تماشا دکھا سکتے ہیں۔

انطونی :۔ بہ سوگند شمشیر۔

کلا بطرہ :۔ اور ہدف کو بھی قسم میں شامل کر لیا ہوتا۔ چار میاں دیکھنا یہ حالت پہلے سے تو بہتر معلوم ہوتی ہے۔ مگر یہ حالت بہترین نہیں ہے۔ دیکھنا نسلِ ہرقل کا یہ بہادر رومانی قہر و غضب کی نقل اتارنے میں کیسا کمال دکھا رہا ہے۔

انطونی :۔ ملکہ! اب میں آپ سے رخصت ہوتا ہوں۔

کلا بطرہ :۔ مشفق و مہربان آقا۔ صرف ایک بات آپ سے اور کہنی تھی۔ اب آپ اور میں جدا ہوتے ہیں۔ اوہو۔ یہ بات کہنی نہ تھی۔ مجھ میں اور آپ میں عشق ہوا اور آپ اس بات کو یقیناً جانتے ہیں۔ نہیں یہ بھی کہنا نہ تھا۔ کچھ اور ہی بات کہنی تھی۔ یہ بھول کم بخت بھی مجھے انطونی کی طرح دھوکے دینے لگی۔ افسوس اب کوئی بھی مجھے یاد نہ رکھے گا۔

انطونی :۔ اگر بیکاری اور سہل انگاری کو بادشاہ ہو کر آپ اپنا حلقہ بگوش بنائے رکھنا ضروری نہ سمجھیں تو میں اتنا ضرور کہتا کہ آپ مجسّم بیکاری اور کاہلی ہیں۔

کلا بطرہ :۔ جس طرح چاہو ہنسی اڑاؤ۔ جس چیز کو آپ بیکاری اور کاہلی سمجھتے ہیں وہ دل کا ایک بوجھ ہے۔ جو مجھ سے اٹھائے نہیں اٹھتا۔ گو بہ ظاہر میں اس کی پروا نہیں کرتی۔ مجھے معاف کرنا۔ وہی خوبیاں جن پر مجھے ناز ہے جب وہ آپ کو بیہودہ اور نامعقول معلوم ہوتی ہیں تو میری تکلیف اور بڑھتی ہے۔ پاسِ عزت و

ناموس تو آپ کو مجبور کرتا ہے کہ آپ مصر سے چلے جائیں۔ اس لئے میری احمقانہ شکایتوں کی طرف سے آپ کان بند کرکے ظالم و بے رحم بن جائیں۔ خدا آپ کا حامی و مددگار رہے آپکی تلوار فتح و ظفر کے پھولوں سے آراستہ ہو۔ کامیابی آپ کی فرشِ راہ بنے۔

انطونی:۔ اب مجھے جانے دیجئے۔ اس مفارقت میں تمہاری پرواز ایسی ہوگی کہ آپ یہاں رہکر بھی میرے ھمراہ ہونگی۔ گو میں یہاں نہ ہونگا۔ مگر پھر بھی آپ ہی کے ساتھ ہوں گا۔ اچھا اب جاتا ہوں۔

(انطونی چلا جاتا ہے)

چوتھا منظر

(روما کا شہر۔ قیصر اوکٹے ویوس کا محل)

(قیصر ایک خط پڑھتا ہوا آتا ہے۔ لیپا یدس مع اپنی ہالی موالی کے کمرے میں آتا ہے)

قیصر:۔ لیپایدس! آپ ذرا اس خط کے مضمون پر غور کریں۔ اور اس بات کو اپنے علم میں رکھیں کہ یہ قیصر میں کوئی قدرتی نقص نہیں ہے کہ وہ اپنے شریک سلطنت کو نفرت یا حقارت سے دیکھے۔ اسکندریہ سے جو خبریں آرہی ہیں وہ یہی ہیں کہ انطونی مچھلی کا شکار کھیلتا

ہے۔ شراب پیتا ہے۔ راتیں چراغوں کی روشنی میں مستانہ نوشی میں بسر ہوتی ہیں۔ مردانگی اب اس میں کلا بطرہ سے زیادہ نہیں اور نسائیت میں وہ بطلیموس کی ملکہ (کلا بطرہ) سے بڑھ گیا ہے۔ انطونی نے ہمارے قاصدوں سے بات تک نہیں کی۔ اور نہ یہ خیال اُسے آیا کہ روما کی نظم سلطنت میں اور بھی اس کے شریک ہیں۔ آپ دیکھیں کہ انطونی اس وقت اُن تمام خطاؤں کا عطر بنا ہے جو انسان سے سرزد ہو سکتی ہیں۔

لیپا یدس :۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس میں اتنی بُرائیاں ہیں کہ اس کی تمام خوبیاں ان میں چھُپ جائیں۔ اس کی بُرائیاں اس وقت اس طرح چمک رہی ہیں جیسے شب تاریک میں آسمان پر ستارے چمکیں۔ اس کے یہ عیوب موروثی ہیں ذاتی نہیں ہیں۔ اگر اب بھلائی وہ پسند بھی کرے تو اپنے حال سے بدل نہیں سکتا۔

قیصر :۔ لیپا یدس آپ انطونی کی بہت رعایت کرتے ہیں۔ بطلیموس کے بستر پر جا کودنا۔ نشے کی ترنگ میں ایک پوری سلطنت دوسرے کو دیدینا۔ یا ادنیٰ طبقے کے آدمیوں کے ساتھ شراب پی کر بدمست ہو جانا۔ یا دن دہاڑے نشے میں بازاروں میں جھومتے پھرنا، یا ایسے لوگوں میں دھکے کھانے جن کے پسینے سے بدبُو آتی ہو، اگر ان سب باتوں کو مان بھی لیں کہ اُسے سزاوار ہیں تو سمجھنا چاہیئے کہ اس کی شرافت اتنی اعلیٰ وارفع اور عدیم المثال ہے

کہ ان عیبوں سے بھی اس پر کوئی داغ نہیں آتا۔ اس پر بھی انطونی کی خطاؤں سے درگذر کرنا ممکن تھا لیکن جس حال میں اس کی ان سُبک حرکتوں سے سلطنت کا کُل بار ہم پہ پڑجاتا ہے ان خطاؤں سے درگذر ممکن نہیں۔ اگر اُس نے اپنی فرصت کے اوقات کو اس طرح عیش و عشرت کی زیادتی میں ضائع کیا تو پھر اس کی سزا رنج و عذاب میں وہی ملے گی جو ایسی حالتوں کا قدرتی نتیجہ ہوتا ہے۔ اس کی ان خطاؤں کا خواہ اس سے جواب طلب کیا جائے یا نہ کیا جائے، بہرکیف اس کی یہ تضیع اوقات بہ آوازِ بلند اُسے متنبہ کرتی ہے کہ اب وہ اپنی عیاشیوں کو ترک کرے اور یہ تنبیہہ اس کی اور اپنی حالت پر غور کرتے ہوئے اور بھی سخت ہو جاتی ہے اور اس زجر و توبیخ کو لازم کر دیتی ہے جو لڑکوں کو کیا جاتا ہے کہ باوجود عقل رکھنے کے وہ اپنا وقت لہو و لعب میں گزارتے ہیں اور اس طرح عقل سے سرکشی کر کے وقت کا خون کرتے ہیں۔

(ایک قاصد کمرے میں آتا ہے)

لیپایدس:۔ لیجئے اور خبر آئی۔

قاصد:۔ حضور کے حکم کی تعمیل ہو گئی۔ اور اے شریف قیصر ساعت بہ ساعت آپ کو خبر ملتی رہے گی کہ ملک سے باہر کیا واقعات پیش آرہے ہیں سیکسٹس پومپی سمندر پر قابض ہو گیا

رہے ہیں۔ قیصر سے جو لوگ خوف زدہ تھے وہ سیکسٹس کی طرف رجوع معلوم ہوتے ہیں۔ جس قدر لوگ ناراض و ناخوش تھے وہ بتدرگاہوں میں جمع ہو کر کہہ رہے ہیں کہ سیکسٹس کے باپ پومپی اعظم کے ساتھ بے انصافی کی گئی ہے۔

قیصر:۔ میرا خیال بھی اس بارے میں کچھ کم نہیں ہے۔ یہ بات ہمیشہ سے دیکھنے میں آئی ہے کہ جب تک کوئی شخص قوت و اختیار رکھتا ہے سب اس کو اس کی جگہ برقرار رکھنا چاہتے ہیں اور جس شخص کا اثر اور اقتدار زوال پذیر ہونے لگے تو پھر اس سے تعلق اور محبت لوگوں کو اس وقت تک پیدا نہیں ہوتی جب تک کہ تعلق و محبت بالکل زائل ہو کر پھر اس شخص کی ضرورت پیدا نہ کردے۔ اور یہی ضرورت ہوتی ہے جس کی وجہ سے لوگ اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ رہے عوام تو ان کا حال یہ ہے جیسے دریا کی سطح پر نیلوفر کی شاخ ہوتی ہے کہ موج سے کبھی ادھر ہوتی ہے کبھی ادھر یہاں تک کہ بار بار کی ان جنبشوں سے اس کی جڑیں گل جاتی ہیں۔

قاصد:۔ میں خبر لایا ہوں کہ مینی کراتیس اور مینا س مشہور بحری قزاقوں نے سمندر پر تصرف کر کے اس پر ہر طرح کے جہاز چلائے ہیں۔ ایطالیہ پر انھوں نے بڑی بڑی یورشیں کی ہیں۔ ساحل کے رہنے والوں میں مقابلہ کی ہمت نہیں۔ اور وہاں کی قوی الجثہ

اور سرکش لوگ ان قزّاقوں کا ساتھ دے رہے ہیں۔ جہاں سمندر پر کوئی جہاز ڈرتے ڈرتے آیا تو قزّاق دیکھتے ہی اُسے گرفتار کر لیتے ہیں۔ کیونکہ پومپی کے نام کا لوگوں میں اتنا ڈر ہے کہ اگر اس سے مقابلہ ہو جائے تو اتنا خوف نہ ہو۔

قیصر:۔ انطونی! کاش تو اپنی یہ بدمستیاں اور میخواریاں چھوڑ دیتا۔ ایک وقت تجھ پر وہ بھی آیا تھا کہ مدونا میں تجھے شکست ہوئی تھی جہاں تو نے ہرتیوس اور پانسا قنصلوں کو قتل کر دیا تھا اور اس شکست کے بعد تجھے قحط سے سابقہ پڑا تھا۔ اس قحط کا انسداد تو نے بڑی محنت وجاں فشانی سے کیا تھا۔ تو ناز و نعمت کا پروردہ تھا۔ مگر جس صبر و استقلال کے ساتھ کام کیا وہ غیر مہذّب وحشیوں سے بھی ممکن نہ تھا۔ گھوڑوں کا پیشاب اور ایسا غلیظ پانی تک تو نے پیا جسے جانور بھی سُونگھ کر اُبکائیاں لینے لگے۔ بدمزہ سے بدمزہ پھل تو نے خوش ہو کر کھائے۔ جس وقت چراگاہوں میں گھاس پر برف کی چادر بچھی ہوا اور بارہ سنگھا مجبور ہو کر درخت کی چھالیں کھائے اسی طرح قحط میں تو نے بھی گذر کیا مشہور ہے کہ اَلپس کے پہاڑوں میں تو نے ایسا گوشت کھایا جسے دیکھکر اس خیال سے کہ یہ کھانا پڑیگا لوگ مر گیے۔ یہ باتیں وہ ہیں جن کے بیان سے اب تیری عزّت میں خلل آتا ہے۔ مگر یہی وہ باتیں ہیں جو تو نے ایک مرد میدان کے سے صبر و استقلال کے ساتھ

اس طرح برداشت کیں کہ تیرے چہرے کی رونق کم نہ ہوئی ۔

لیپاپیدس :۔ حالت واقعی قابل رحم ہے ۔

قیصر :۔ کاش انطونی تیری یہ شرمناک حرکتیں تجھے نادم کر کے روما میں واپس لائیں ۔ اب وقت آگیا ہے کہ ہم دونوں ملکر لڑائی کے میدان میں اتریں ۔ اور اسی مطلب سے ایک مجلس قرار دیں ۔ ہماری اس بیکاری کی حالت میں سکیٹس پومپی روز بروز زور پکڑتا جاتا ہے ۔

لیپاپیدس :۔ بہتر ہے قیصر ۔ میں آپ کو کل صحیح طور پر اطلاع دوں گا کہ اس خطرہ کو دور کرنے کیلئے میں خشکی و تری میں کیا انتظام کرسکتا ہوں ۔

قیصر :۔ جب تک پھر ملاقات ہو میں بھی اسی اہتمام میں مصروف ہونگا اچھا خدا حافظ ۔

لیپاپیدس :۔ قیصر ۔ آپ کو بھی خدا کے سپرد کیا ۔ اس عرصہ میں سلطنت کے باہر اگر کوئی فساد اٹھتا معلوم ہو تو اس کے فرو کرنے کے لئے مہربانی فرما کر آپ مجھے بھی ضرور شریک کریں ۔

قیصر :۔ یہ تو میرا فرض ہے ۔ آپ مطمئن رہیں ۔ اس میں ذرا فرق نہ ہوگا ۔

پانچواں منظر

اسکندریہ ۔ کلابطرہ کا محل

(کلابطرہ، چارمیاں ایراس خواصیں اور مردیان خواجہ سرا آتے ہیں)

کلابطرہ :۔ چارمیاں!

چارمیاں :۔ حضور۔

کلابطرہ :۔ اہا ہا۔ مجھے تھوڑا سا مندراگو پلا دے۔

چارمیاں :۔ یہ کیوں حضور؟

کلابطرہ :۔ تاکہ انطونی جب تک مصر سے باہر رہے میں سوتی رہوں۔

چارمیاں :۔ آپ تو ان کا اس قدر خیال کرتی ہیں۔

کلابطرہ :۔ کیوں کیا خیال کرنا بھی کوئی گناہ ہے؟

چارمیاں :۔ نہیں حضور۔ میں ایسا کیوں یقین کرنے لگی۔

کلابطرہ :۔ ارے مردیان خواجہ سرا تو کہاں ہے۔

مردیان :۔ حاضر ہوں حضور۔ کیا ارشاد ہے؟

کلابطرہ :۔ تیرا گانا سننے کو اس وقت جی چاہ رہا ہے۔ چارمیاں بھلا بتا تو انطونی اس وقت کہاں ہوگا۔ کھڑا ہوگا یا بیٹھا ہوگا۔ یا چل رہا ہوگا یا گھوڑے پر سوار ہوگا۔ ہائے وہ گھوڑا بھی کیسا خوش قسمت ہوگا جو انطونی کا بوجھ اٹھائے ہوگا۔ شاباش گھوڑے شاباش۔ تجھے خبر بھی ہے کہ کسے سواری دے رہا ہے۔

تیر اسوار زمین کا دیمی اٹلس ہے جو دُنیا کو سر پر اٹھائے ہے۔ وہی نیلِ آدم کا دست و بازو اور وہی اس کے سر کا تاج ہے۔

چارمیاں! کیا انطونی اس وقت باتیں کرتا ہوگا۔ کیا خبر ہے۔ چپکے چپکے کہتا ہو کہ پُرانے نیل کی وہ میری ناگن کہاں ہے یہی نام اس نے میرا رکھا تھا نا؟ اس کا اور اس کی خوبیوں کا تذکرہ گو اس وقت تمام شہر میں ہے لیکن وہ میرے سخت رنج والم کا باعث ہوا ہے۔ کیونکہ اس کا بیان ہونا مجھے سخت تکلیف اور درد کے ساتھ یاد آتا ہے۔ چارمیاں! کیا وہ مجھے یاد کرتا ہوگا۔ اور سوچتا ہوگا کہ سُورج دیوتا کی کرنوں نے اپنے عشق کی گرمی سے میرے چہرے پر کلونس نہ پیدا کر دی ہو۔ اور وقت کے گذرنے سے کہیں میرے چہرے پر جھرّیاں نہ پڑ گئی ہوں۔ کشادہ پیشانی سیزر جب زندہ تھا تو میں اس تاجدار کا لقمۂ شیریں بنی تھی۔ پومپی اعظم کھڑا اس طرح میری طرف نظر جمائے تھا کہ گویا نظر کا اُدھر سے ہٹانا اس کی قدرت میں نہ تھا۔ اور اس طرح سفینۂ نگاہ کو لنگر انداز کر کے مجھے یعنی اپنی جان کو دیکھتے ہی دیکھتے جان دیدی۔

(ایلکساس کمرے میں آتا ہے)

ایلکساس:۔ شہریار مصر زندہ باد۔

کلابطرہ:۔ تو میرے انطونی سے کس قدر مختلف ہے لیکن چونکہ تو

اس کے پاس سے آرہا ہے اس لئے اس اکسیرِ حیات نے اپنے اثر سے تجھے بھی متاثر کر دیا۔ کہو میرا بہادر انطونی کیسا ہے؟ اور کس حال میں ہے؟

ایلکساس :۔ آخری بات جو اس نے کی وہ متعدد بوسہائے سابق کے سلسلے کا ایک بوسہ تھا جو اس چمکتے ہوئے موتی کا اس نے لیا تھا۔ اس کی تقریر میرے دل پر نقش ہے۔

کلابطرہ :۔ اچھا تو اس نقش کو میں تیرے دل سے اتار دینے بیٹھی ہوں۔

ایلکساس :۔ انطونی مجھ سے کہنے لگا کہ اے عزیز۔ ملکہ سے کہہ دینا کہ وہ رستم وقت رومن ایک صدف کا گنجِ قاروں (موتی) آپکو بطور تحفے کے بھیجتا ہے۔ اور اس تحفہ پر اضافہ اس طرح کریگا کہ دولتِ مصر کے ساتھ چند اور سلطنتیں بھی شامل کی جائیں گی تاکہ کُل مشرق اس کو اپنی ملکہ کہنے لگے۔ یہ کہتا ہوا وہ ایک بڑے اصیل گھوڑے پر سوار ہوا۔ گھوڑا اس زور سے ہنہنایا کہ جو کچھ وہ اور کہتا تھا وہ مجھے سُنائی نہ دیا۔

کلابطرہ :۔ انطونی افسردہ تھا یا خوش؟

ایلکساس :۔ سال میں گرم سے گرم اور سرد سے سرد موسموں کے درمیان جو کیفیت ہوتی ہے وہی اس کی تھی۔ نہ افسردہ تھا نہ خوش۔

کلابطرہ :- واہ مزاج میں کیا خوب اعتدال ہے۔ میری اچھی
چارمیان ذرا غور تو کر، وہ افسردہ نہ تھا۔ وہ اپنے چہرے کی روشنی
ان پر ڈالتا تھا جو اس کے اشارے پر چلتے تھے۔ وہ خوش بھی نہ
تھا کیونکہ وہ ان پر ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ وہ ملکہ مصر کو یاد کرتا ہے
اس کی مسرت کا سرچشمہ مصر میں ہے۔ غرض افسردگی اور زندہ
دلی دونوں کے درمیان اس کی حالت تھی۔ یہ کیسا اعلیٰ درجہ
کا اعتدال تھا۔ پیارے انطونی چاہے تو افسردہ ہو چاہے خوش
ان دونوں حالتوں کی زیادتی بھی جیسی تجھے زیب دیتی ہے
کسی انسان کو نہیں دیتی۔ میرے قاصد تجھے ملے تھے؟

ایلکساس :- حضور بیس قاصد ملے تھے معلوم نہیں حضور اتنے قاصد
کیوں بھیجا کرتی ہیں۔

کلابطرہ :- جس دن انطونی کے پاس قاصد نہ بھیجوں گی اس دن
جو آدمی پیدا ہوگا وہ فقیر و محتاج ہو کر مرے گا۔ چارمیان کاغذ
قلم اور سیاہی جلد حاضر کرو۔ ایلکساس تو بڑا نیک قدم ہے۔
چارمیان کیا میں نے سیزر سے اتنی محبت کی تھی؟

چارمیان :- کیا اس شیر دل جولیوس سیزر سے آپ کی مُراد
ہے؟

کلابطرہ :- میرا دم گھٹ جائے جو تو پھر سیزر کی اس طرح تعریف
کرے۔ بہادر اور شیر دل انطونی کہہ۔

چارمیاں :۔ بہادر سیزر۔
کلابطرہ :۔ دیبی آئسیس کی قسم تیرے دانتوں سے خون نکال دونگی جو پھر تو نے سیزر کا مقابلہ انطونی سے کیا۔ انطونی مردوں کا مرد ہے۔
چارمیاں :۔ حضور خطا معاف کریں جس کو پہلے آپ نے سراہا تھا اسی کو میں اب سراہتی ہوں۔
کلابطرہ :۔ وہ میری کم سنی کا وقت تھا عقل پختہ نہ ہوئی تھی تو ٹھنڈی پڑ جائے جواب سیزر کی تعریف اس طرح کرے جیسے کہ میں کم سنی میں کیا کرتی تھی۔ کاغذ قلم سیاہی جلد حاضر کر۔ میں روزانہ انطونی کو اپنا سلام لکھکر بھیجا کروں گی۔ اگر ایسا نہ ہوا تو میں اس ملک کی آبادی کو غارت کر کے مصر کو ویران کردوں گی۔

جزوِ ثانی

پہلا منظر

روما ۔ پومپی کا مکان

سیکسٹس پومپی، مینی کراٹیس، میناس لڑنے پر آمادہ نظر آتے ہیں

سیکسٹس پومپی :۔ اگر معبودانِ اکبر میں عدل و انصاف ہے تو ایسے آدمیوں کی وہ مدد کریں گے جو خود عدل و انصاف رکھتے ہیں۔

مینی کراٹیس :۔ لائق سیکسٹس سمجھ لیجئے کہ جب کسی چیز کے ملنے میں دیر ہوتی ہے تو اس کے معنی یہ نہیں ہوتے کہ اس کے دینے سے انکار ہے۔

سیکسٹس پومپی :۔ ہم ان کے تخت کے مدعی ہیں اور اپنے دعوے کی سرسبزی کیلئے خداؤں کے سامنے دست بدعا ہیں۔ لیکن جس چیز کا ہمیں دعویٰ ہے اس کی قیمت اس تاخیر سے کم ہوتی ہے۔

مینی کراٹیس :۔ ہم حالتِ نادانی میں اکثر وہ چیزیں طلب کرتے ہیں جو ہمارے نقصان کا باعث ہوتی ہیں۔ لیکن اربابِ فلک جو دانا و

بیناہیں ہمارے ہی فائدہ کے لئے چیزوں کے دینے سے انکار کرتی ہیں۔ اور اس طرح دعاؤں کے مقبول نہ ہونے میں ہمارا ہی فائدہ ہے۔

سیکسٹس پومپی:۔ مجھے اپنے صاحبِ ثروت و اقبال ہو جانیکا یقین ہے جمہور کو مجھ سے تعلق و محبت ہے۔ سمندر پر میرا قبضہ ہو چکا ہے۔ میری قوت کو روز بروز ترقی ہے۔ امید پیشین گوئی کرتی ہے کہ یہ ترقی درجۂ کمال کو پہونچنے والی ہے۔ مارک انطونی مصر میں بیٹھا رات دن شراب سے شغل رکھتا ہے۔ مصر سے نکل کر باہر لڑنیکا ارادہ نہیں رکھتا۔ قیصر روپیہ جمع کرنیکی فکر میں رہتا ہے۔ جس سے روپیہ وصول کرتا ہے دینے والے کا دل اس سے پھر جاتا ہے۔ لیپایدس ادر قیصر انطونی کی اور انطونی ان دونوں کی خوشامد میں رہتا ہے۔ لیکن انطونی کو نہ کسی سے انس ہے اور نہ انھیں اس کی پروا ہے۔

مینی کراتیس:۔ قیصر اور لیپایدس لڑائی کے میدان میں اتر آئے ہیں۔ ہر ایک کے ساتھ ایک لشکر جرار ہے۔

سیکسٹس پومپی:۔ یہ تم نے کس سے سُنا؟

مینی کراتیس:۔ یہ خبر میں نے سلویوس سے سنی تھی۔

سیکسٹس پومپی:۔ وہ تو خواب دیکھا کرتا ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ قیصر اور لیپایدس دونوں روما میں بیٹھے انطونی کا انتظار کر رہے ہیں۔ اے

مست ناز کلابطرہ عشق والفت کی فریفتہ گری سے اپنے لبھائے
نازک کو جن کی شیرینی کم ہو چلی ہے زیادہ شیریں اور حسین بنادے
اور اپنے حسن وعشق کی گرمی میں ہوا و ہوس کو شامل کر کے
اس زہر خرابات انطونی کو مے نوشی کے جلسوں اور ضیافتوں میں
مصروف رکھے۔ شراب کی بُو سے اس کا دماغ معطل اور لذیذ
کھانوں سے اسکی اشتہا کو ایسا تیز کر کہ سوائے خورو خواب کے اُسے کسی بات
کا ہوش نہ رہے۔

(سیکسٹس پومپی کا دوست واریوس آتا ہے)

سیکسٹس پومپی :۔ کہو واریوس کیا خبر ہے؟
واریوس :۔ صحیح خبر سنتا ہوں کہ انطونی عنقریب روما میں وارد ہونے
والا ہے۔ کیونکہ مصر سے چلے ہوئے اُسے اتنا زمانہ ہو چکا ہے
جو مصر اور روما کی مدت سفر سے زیادہ ہے۔
سیکسٹس پومپی :۔ اگر اس خبر سے کم درجہ کی کوئی خبر ہوتی تو میں اُسے
زیادہ توجہ سے سنتا۔ مینا س میں یہ نہ سمجھا تھا کہ یہ عاشق شوریدہ
سر اتنے چھوٹے معرکہ کیلئے لڑائی کا خود سر پر رکھے گا۔ شجاعت اور
سپہ گری میں وہ قیصر اور لیپاپدس دونوں سے دہ چند مہارت
رکھتا ہے۔ بس اس بات پر میرا فخر کرنا درست ہو گا کہ میری بغاوت
کو انطونی اتنا اہم سمجھا کہ مصر کی بیوہ ملکہ کا پہلو اور وہاں کا عیش و
آرام جس سے وہ کبھی سیر نہ ہوتا تھا چھوڑنا اس نے ضروری سمجھا۔

میناس :۔ مجھے توقع نہیں کہ قیصر اور انطونی خوش ہو کر باہم ملاقات کریں گے۔ انطونی کی بیوی نے قیصر کو حکومت سے بے دخل کرنا چاہا۔ انطونی کا بھائی قیصر سے لڑا۔ گو میرا خیال ہے کہ انطونی کی اس میں تحریک نہ تھی۔

سیکسٹس پومپی :۔ میں نہیں سمجھتا کہ یہ چھوٹی چھوٹی عداوتیں ان بڑی عداوت کے ہوتے ہوئے جو انھیں مجھ سے ہے رفع ہو جائیگی اگر آج کو ہم ان کے مقابلے پر نہ آتے تو وہ ضرور آپس میں لڑ بیٹھتے۔ کیونکہ باہم تیغ آزمائی کی کافی وجہ وہ رکھتے ہیں۔ لیکن ہمیں ابھی اس بات کا اندازہ نہیں کہ ہمارا خوف انکی آپس کی مخالفتوں کو دُور کر کے انھیں یکجہت اور متفق کردیگا اس میں خداؤں کو جو منظور ہو گا وہ ہو گا۔ اس وقت جو چیز اپنی جانوں کی سلامتی کیلئے ضروری ہے وہ یہ ہے کہ جس قدر بل بوتا ہم میں ہے وہ سب اسی کام میں لگا دیں۔ میناس آؤ چلیں۔

دُوسرا منظر

(روما کا شہر۔ لیپاپدس کا مکان)

(اینوبربس اور لیپاپدس اندر آتے ہیں)

لیپاپدس :۔ واقعی۔ اینوبربس یہ بڑا ہی نیک کام ہو گا۔ اور تم اس

کیلئے بہت موزوں ہو۔ ضرور اپنے دوست انطونی سے کہو
کہ وہ گفتگو میں نرمی کو ملحوظ رکھے۔

اینوبربس :۔ وعدہ تو میں نہیں کر سکتا مگر انطونی سے اتنا ضرور کہہ دونگا کہ وہ اپنی شان اور مرتبہ کے مطابق جواب دے۔ میں سمجھتا ہوں کہ انطونی، قیصر کے ساتھ غرور اور بے اعتنائی سے پیش آئیگا۔ ممکن ہے کہ وہ اس سے خدائے جنگ کی طرح کڑک کر بات کرے۔ قسم ہے اگر آج انطونی کی ڈاڑھی میرے منہ پر ہوتی تو اس ملاقات کے لئے میں اُسے منڈواتا تک نہیں۔

لیپاپدس :۔ یہ موقع ذاتی رنجشوں کے ظاہر کرنیکا نہیں ہے۔

اینوبربس :۔ ہر بات کیلئے اس کا ایک موقع ہوا کرتا ہے۔

لیپاپدس :۔ لیکن جب کوئی بڑا معاملہ پیش ہو تو چھوٹے معاملات کو علیحدہ رکھا جاتا ہے۔

اینوبربس :۔ لیکن جب چھوٹے معاملات پہلے پیش آئے ہوں تو پھر تقدیم لازم ہو جاتی ہے۔

لیپاپدس :۔ تمھاری تقریر میں غصہ زیادہ ہے، پرانے جھگڑوں کو اس وقت اٹھانا نہیں چاہیے۔ لو وہ شریف انطونی آرہے ہیں۔

(انطونی اور ونتیدیوس کمرہ میں آتے ہیں)

اینوبربس:۔ اور لیجیے۔ سامنے سے قیصر بھی تشریف لا رہے ہیں۔

(قیصر، میکی ناس اور اگریپا آتے ہیں)

انطونی:۔ اگر تصفیہ قابل اطمینان ہو گیا تو پھر ہم پارتھیا روانہ ہوں گے

سنا تم نے ونتیدیوس۔

قیصر:۔ مجھے نہیں معلوم۔ میکی ناس آپ اگریپا سے دریافت کریں۔

لیپایدس:۔ شریف دوستو۔ اس وقت جس بات نے ہمیں یکجا کیا ہے

وہ ایک بڑا معاملہ ہے۔ اس لئے کوئی خفیف معاملہ بیچ میں آنا نہ

چاہیئے۔ جو شکایت ہو اُسے نرمی اور صبر کے ساتھ سُنا جائے۔

کسی خفیف بات پر غل مچا مچا کر گفتگو کرنے کے یہ معنی ہوں گے کہ

زخموں کو مندمل کرنے کے بجائے ہم ایک دوسرے کی جان

لینے کے درپے ہیں۔ پس اے سلطنتِ روما کے معظم شرکا۔

التماس ہے کہ تلخ و ترش شکایتوں کو بھی نرم اور شیریں الفاظ

میں بیان کیا جائے۔ تاکہ معاملات کے تصفیہ میں کوئی بے لطفی

نہ ہو۔

انطونی:۔ لیپایدس آپ کی یہ ہدایت بہت مناسب اور معقول ہے۔

اگر ہم اپنے لشکروں کے آگے لڑائی کیلئے تیار کھڑے ہوتے

تب بھی میں یہی کرتا۔

(اتنا کہکر انطونی قیصر کی طرف مصافحہ کیلئے ہاتھ بڑھاتا ہے)

قیصر:۔ روما میں آپکی تشریف آوری ہمارے لئے مبارک ہے۔

انطونی :۔ میرا شکریہ قبول فرمائیں ۔
قیصر :۔ انطونی آپ تشریف رکھیں ۔
انطونی :۔ نہیں پہلے آپ ۔
قیصر :۔ اچھا اب ؟
انطونی :۔ سُنتا ہوں کہ آپ نے میری چند باتوں کا بہت بُرا مانا ہے حالانکہ کوئی بات ان میں بُرا ماننے کی نہ تھی ۔ اور اگر ہو بھی تو وہ آپ سے غیر متعلق تھی ۔
قیصر :۔ اگر میں بلاوجہ یا کسی خفیف وجہ سے آپ سے ناراضی ظاہر کرتا تو دنیا مجھ پر ہنستی اور یہ ناراضی اور کسی سے بھی نہیں آپ سے! یا کبھی نامناسب الفاظ میں آپ کا نام زبان پر لانا۔ بالخصوص ایسی صورت میں کہ اس معاملے سے میرا ذاتی تعلق نہ ہو تو یہ مجھ سے ممکن نہ تھا ۔
انطونی :۔ میرا مصر میں رہنا ایسی بات تھی جس سے قیصر آپ کو کوئی تعلق نہ تھا ۔
قیصر :۔ بیشک آپ کا مصر میں قیام ایسا ہی تھا جیسے میرا یہاں رہنا ۔ لیکن اگر مصر کے قیام میں آپ نے میری مخالفت میں کوئی کارروائی کی تو پھر آپ کا قیام بحث میں آجاتا ہے ۔
انطونی :۔ مخالفت میں کارروائی سے آپ کا کیا مطلب ؟
قیصر :۔ جو کچھ مجھ پر یہاں گذری اس سے آپ قیاس فرما سکتے ہیں

آپ کی بیوی اور آپ کے بھائی نے مجھ سے جنگ کی۔ اور
اُن کی لڑائی کا سبب آپ ہی قرار پائے۔ اور آپ ہی کا نام
نامی نعرۂ جنگ بنا۔

انطونی:۔ معاف کیجئے گا آپ اس بات کے سمجھنے میں غلطی کر رہے ہیں۔ میرے بھائی نے مجھے کبھی وجہ مخاصمت قرار نہیں دیا چنانچہ یہ بات میں نے اس سے دریافت کی تھی اور ان لوگوں سے بھی حقیقت پوچھی تھی جنھوں نے اس کی طرف سے تلوار اٹھائی تھی۔ اس نزاع میں اگر میرے بھائی نے آپ کے اختیارات کو نہیں مانا تو اس میں اس نے میرے اختیارات کو بھی تسلیم نہیں کیا اور میری مرضی کے خلاف آپ سے لڑنے میں گویا وہ مجھ سے لڑا۔ چونکہ میرا آپ کا معاملہ ایک تھا۔ اس امر خاص میں میرے گذشتہ خطوط نے آپ کی تشفی کر دی ہے۔ اگر آپ نزاع پیدا ہی کرنا چاہتے ہیں تو میرے بھائی کا معاملہ کافی بنیاد نہیں ہو سکتا۔

قیصر:۔ میری رائے کو غلط قرار دیکر آپ اپنی تعریف پیدا کرتے ہیں۔ لیکن آپ کے عذرات بھی تو معقول نہیں ہیں۔

انطونی:۔ نہیں ہرگز ایسا نہیں ہے۔ مجھے پورا یقین ہے کہ آپ میری حالت سے واقف ہو کر اس بات کو ناممکن سمجھ رہے تھے کہ میں جس کے فوائد آپ کے ساتھ مشترک ہیں، ان

لڑائیوں کو اچھی نظر سے نہ دیکھتا ہوں گا۔ یہ لڑائیاں وہ تھیں جو میرے اطمینانِ قلب کیلئے سخت مُضر تھیں۔ رہی میری بیوی تو عرض ہے کہ یہی مزاج کی تیزی اور غصہ کسی اور عورت میں ہوتا تو آپ چوتھائی دُنیا کے مالک ہیں لگام دیکر اُسے قابو میں لا سکتے تھے مگر میری بیوی پر قابو پانا ناممکن تھا۔

اینو بربس :۔ خدا ایسا کرتا کہ ہم سب کی بیویاں ایسی ہی لڑاکا ہوتیں تا کہ ہم انھیں اپنے ساتھ لڑائیوں پر لے جایا کرتے۔

انطونی :۔ قیصر اس کا یہ مرض لاعلاج تھا۔ اُسے اپنے مزاج پر قابو نہ تھا۔ جتنے جھگڑے اور فساد اس نے برپا کیے انکی بنیاد بھی اس کی بدمزاجی تھی۔ جس میں بڑی ہوشیاری کے ساتھ ایک غرض بھی شامل کر لی تھی۔ اس نے آپ کو تکلیف پہنچائی۔ آپ کے اطمینان میں خلل ڈالا اور شکایت کا موقع دیا۔ لیکن باوجود ان باتوں کے آپ کو یہی کہنا پڑے گا کہ اس کی ان حرکتوں کو روکنا میرے امکان میں نہ تھا۔

قیصر :۔ جب اسکندریہ میں ہنگامے ہوئے تو میں نے آپ کو خط لکھا۔ آپ نے خط جیب میں ڈال لیا۔ اُسے پڑھا تک نہیں۔

جو قاصد نامہ لیکر گیا تھا اسے سخت سُست کہکر اپنے سامنے سے نکلوا دیا۔

انطونی:۔ سُنیئے۔ آپ کا یہ قاصد درانہ میرے کمرے میں چلا آیا۔ اندر آنے کی اجازت تک نہ مانگی۔ اس وقت تین بادشاہ پہلی مرتبہ میرے ساتھ ضیافت کھا رہے تھے۔ اور وہ جانتے تھے کہ صبح کی طرح اس وقت بھی میں اپنے ہوش میں نہیں ہوں تا دوسرے دن آپ کے نامہ بر کو بُلا کر میں نے اس سے کہا کہ اس وقت میں اپنے ہوش میں نہ تھا۔ گویا اس طرح ایک طور پر میں نے اس سے معافی بھی چاہی۔ ہمارے آپ کے اس نزاع میں قاصد کا معاملہ پیش نہ ہونا چاہیئے۔ اگر شکایت ہی کرنی ہے تو جو کچھ برتاؤ میرا قاصد کے ساتھ ہو اُسے خارج از بحث رکھنا مناسب ہو گا۔

قیصر:۔ آپ نے اُس قول و اقرار کو توڑا جس پر آپ حلف لے چکے تھے۔ مجھ پر آپ کسی قسم کی عہد شکنی کا الزام نہیں رکھ سکتے۔

لیپابڈس:۔ اتنے تیز نہ ہوجئے نرمی سے گفتگو ہونی چاہیئے۔

انطونی:۔ نہیں لیپابڈس قیصر کو آپ کہنے دیں۔ قول و اقرار پر ثابت قدم رہنے کی عزت جس کی طرف قیصر نے اشارہ کیا ہے مجھے عزیز ہے۔ فرض کر لیجیے کہ اس عزت کا خیال مجھ میں موجود

نہ تھا مگر قیصر آپ وہ قول واقرار بتائیں جن پر میں نے حلف لیا تھا۔ اور انھیں ایفا نہ کیا۔

قیصر:۔ وہ قول یہ تھا کہ ضرورت کے وقت آپ فوج سے مدد کریں گے۔ میرا حکم مانیں گے۔ لیکن ان دونوں باتوں سے آپ کو انکار رہا۔

انطونی:۔ انکار نہیں بلکہ یہ فرمائیے کہ غفلت کی۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ فوجی کمک بھیجنے میں اس وقت غفلت کی جبکہ عیش وعشرت کے نشے میں ایسا چور تھا کہ طبیعت کی شرافت کو بھی بھول چکا تھا اور اس پر اپنی عزت وخودداری کو برقرار رکھتے ہوئے جہانتک ممکن ہے میں آپ کے سامنے اظہار ندامت کرتا ہوں میری عزت وبزرگی اسی میں ہے کہ صفائی قلب کے ساتھ میں اپنے قصوروں اور فروگذاشتوں کو تسلیم کروں۔ اور صاف گوئی کے ساتھ ان کو تسلیم کرنا میری عظمت وبزرگی میں کوئی نقصان نہیں لاسکتا۔ حقیقت یہ ہے کہ میری بیوی فلویہ نے اس غرض سے کہ میں کسی طرح مصر سے نکل آؤں یہاں لڑائیاں برپا کردیں۔ اور میں حالتِ لاعلمی میں ان لڑائیوں کا موجب قرار پاگیا۔ جس کی معافی اس حدتک کہ میری عزت پر حرف نہ آئے میں آپ سے مانگتا ہوں۔

لیپایدس:۔ مقتضائے شرافت یہی بات ہے۔

میکی ناس :۔ اگر آپ کی مرضی ہو تو میری صلاح یہ ہے کہ آپ اِس وقت اپنی رنجشوں پر زیادہ زور نہ دیں۔ انھیں بھول جانے کے معنی یہ ہوں گے کہ آپ نے ضرورتِ وقت کو یاد رکھا تا کہ سب کے دل ایک ہو جائیں۔

لیپایدس :۔ خوب فرمایا۔

اینوبربس :۔ یا پھر یہ کیجیئے کہ ایک آنِ واحد کیلئے ایک دوسرے کی محبّت کو مُستعار لے لے اور جب پومپی کا قصّہ ختم ہو لے تو پھر اپنی اپنی محبّت واپس لے لیں۔ پومپی کا قصّہ ختم ہونے کے بعد جب کوئی دوسرا کام نہ ہو تو آپ کو اپنی رنجشوں کو تازہ کرنے کیلئے کافی وقت ملے گا۔

انطونی :۔ اینوبربس تم اکھڑ سپاہی ہو۔ اس بات میں تم زبان نہ بولو۔

اینوبربس :۔ درست ہے۔ بھول سا گیا تھا کہ سچ کو ہمیشہ اپنی زبان بند رکھنی چاہیئے۔

انطونی :۔ تم تو اس شریف مجمع کی توہین سی کرنے لگے۔

اینوبربس :۔ بہتر ہے۔ آئندہ آپ مجھے ایک پتھر کی مانند خاموش اور متین پائیں گے۔

قیصر :۔ اینوبربس نے جو کچھ کہا میں اُسے ناپسند نہیں کرتا۔ لیکن اس کا طرزِ گفتگو ایسا ہے جس سے معلوم ہو رہا ہے کہ ہم زیادہ

مدت تک دوست نہ رہ سکیں گے۔ کیونکہ دونوں کے مزاج اپنے اپنے کاموں کے تعلق سے بیحد مختلف واقع ہوئے ہیں، لیکن اگر کوئی چیز جو ہماری دوستیوں کو قائم رکھے مجھے معلوم ہو جائے تو میں اُسے دُنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک تلاش کروں۔

اگریپا :۔ مجھے بھی کچھ عرض کرنیکی اجازت ہو۔

قیصر :۔ اگریپا تمھیں بھی جو کچھ کہنا ہے کہو۔

اگریپا :۔ قیصر! آپکی ایک بہن ماں کی طرف سے ہیں یعنی نہایت قابل اوکتے ویا۔ انطونی کی بیوی قضا کر چکی ہے . . . .

قیصر :۔ ایسی بات زبان سے نہ نکالو۔ اگریپا۔ اگر یہی بات کلابطرہ کے کان میں پڑے گی تو اندیشہ ہے کہ تم سخت تودۂ ملامت بنو گے۔

انطونی :۔ کلابطرہ میری بیوی نہیں ہے۔ اس کے ساتھ میری شادی نہیں ہوئی ہے۔ اگریپا کو اپنی بات پوری کہہ لینے دیجئے۔ چاہتا ہوں کہ آگے جو کچھ وہ کہیں میں اُسے سُنوں۔

اگریپا :۔ مطلب یہ ہے کہ آپ دونوں کو ہمیشہ کیلئے دوست اور بھائی بنا دیا جائے۔ اور ایک ایسے رشتہ میں باندھ دیا جائے جو کبھی نہ ٹوٹ سکے۔ انطونی آپ سے عرض ہے کہ آپ اوکتے ویا سے شادی کرلیں۔ اس کا حُسن ایسا ہے کہ جو آپ سے

شرافت و شجاعت میں کم ہو اس کے لائق وہ نہیں۔ اس کا نیک چلن، حرکات و سکنات سب ایسے ہیں کہ دوسرے میں وہ نہیں۔ اس شادی سے وہ خفیف تکررنجیاں اور بڑے بڑے خوف جو اپنے خطرے پیش کر رہے ہیں سب دُور ہو جائیں گے۔ پھر جتنی باتیں ہونگی وہ سب سچّی ہونگی اور جھوٹی افواہیں جو اب سچّی معلوم ہوتی ہیں۔ سب کالعدم ہو جائیں گی۔ اس کی محبّت دونوں میں ایک واسطہ ہوگی جو دونوں کے دلوں کو ایک کرتی رہے گی۔ اور جمہور روما سے دونوں کا تعلق بڑھتا جائیگا۔ مجھے معاف فرمائیے گا۔ یہ بات ایسی نہیں ہے جو چھوٹی سی ہو بلکہ اپنا فرض سمجھکر مدت کے غور کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں۔

انطونی:۔ قیصر اس پر کچھ فرمائیں گے؟

قیصر:۔ جب تک یہ نہ معلوم ہو جائے کہ انطونی اس بات کو سُن کر کس طرح متاثر ہوتے ہیں میں کچھ نہ کہوں گا۔

انطونی:۔ اگر میں نے منظور کیا بھی تو اگریپا کو اس معاملہ میں کیا اختیار اور قدرت حاصل ہے؟

قیصر:۔ وہی اختیار جو قیصر کو ہے۔ اور وہی قدرت جو قیصر اوکتیویا پر رکھتا ہے۔

انطونی:۔ اس اچھّے خیال میں جس سے عمدہ توقعات ہیں خدا سے دُعا ہے کہ کبھی کوئی خلل یا بے لطفی پیدا نہ ہوگی۔ قیصر اپنا ہاتھ

دیجئے کہ یہ مسرت افزا بات بخیر و خوبی انجام پائے۔ اور اس وقت سے ہم دونوں میں برادرانہ محبت قائم رہے۔ اور یہ محبت بڑے مقاصد میں ہماری معاون و مددگار رہے۔

قیصر:۔ میرا ہاتھ حاضر ہے۔ ایک بہن آپ کو دیتا ہوں۔ اور بہن بھی وہ جس سے مجھے اتنی محبت ہے کہ کسی بھائی کو بہن سے نہیں ہو سکتی۔ خدا اُسے زندہ و سلامت رکھے کہ ہماری سلطنتیں قائم اور ہمارے دل یک جہت رہیں۔ اور یہ محبت اور تعلق ایسا ہو کہ کبھی ایک کو دوسرے سے جُدائی نہ ہو۔

لیپایڈس:۔ خوشی و خرمی کے ساتھ انجام بخیر ہو۔ آمین۔

انطونی:۔ مجھے خیال نہ تھا کہ سیکسٹس پومپی کے خلاف مجھے تلوار اٹھانی پڑے گی۔ کیونکہ حال میں جو اخلاق اور مروّت کا برتاؤ اس نے ہمارے ساتھ کیا ہے اس کا مجھے شکریہ ادا کرنا ہے۔ اور بس۔ تاکہ کوئی یہ نہ کہے کہ گذشتہ احسانات کو میں بھول گیا۔ شکریہ کے بعد پومپی سے کہوں گا کہ اب آپ اپنا لشکر لے کر مقابلہ پر آئیں۔

لیپایڈس:۔ وقت مقتضی ہے کہ سیکسٹس پومپی سے ملاقات کی جائے ورنہ وہ ہم کو تلاش کر کے ہم سے ملاقات کریگا۔

انطونی:۔ اس کا لشکر کہاں ہے؟

قیصر:۔ کوہ مسینم کے قریب کہیں ہے۔

انطونی :- بری فوج اس کی کس قدر ہے ؟

قیصر :- بہت ہے اور اس کی تعداد بڑھتی ہی جاتی ہے یمندر کا سوائے اس کے دوسرا مالک نہیں ۔

انطونی :- یوں فرمائیے کہ ایسا مشہور ہے ۔ کاش پہلے کچھ پومپی سے ہماری گفتگو ہو جاتی ۔ اس لئے جلدی کرنی چاہیئے ۔ لیکن لڑائی پر جانے سے پہلے جس امر میں ابھی گفتگو ہوئی ہے اسے انجام دے دینا چاہیئے ۔

قیصر :- نہایت خوشی سے ۔ میں آپ کو اپنی بہن سے ملاقات کے لیئے مدعو کرتا ہوں ۔

انطونی :- لیپایدس آپ ضرور ساتھ چلیں ۔

لیپایدس :- شریف انطونی میں ہر طرح حاضر ہوں ۔ اگر مزاج ناساز ہو جائے تب بھی آپ کے ہمراہ چلوں گا ۔

(باجے بجتے ہیں ۔ قیصر ۔ انطونی اور لیپایدس باہر چلے جاتے ہیں)

میکی ناس :- (اینوبربس سے کہتا ہے) مصر سے واپسی مبارک ہو ۔

اینوبربس :- اچھا آپ میکی ناس ہیں ۔ جن سے قیصر کو دلی تعلق ہے ۔ آپ اگریپا ہیں ۔ میرے بڑے دوست ہیں ۔

اگریپا :- شریف اینوبربس ۔

میکی ناس :- ہمیں خوش ہونا چاہیئے کہ معاملات اس طرح خیر و خوبی سے طے پا گئے ۔ فرمائیے مصر میں تو خوب گذری ہوگی ۔

اینوبرلبس :۔ دن کو سو کر رات بناتے تھے اور رات کو مے نوشیوں کے جلسوں میں جاگ کر دن کرتے تھے۔

میکی ناس :۔ کیا یہ صحیح ہے کہ صبح کے کھانے پر آٹھ مسلّم کباب خنزیر صحرائی کے تیار کئے جاتے تھے۔ اور کھانے والے صرف بارہ آدمی ہوتے تھے۔

اینوبربس :۔ یہ تو کچھ بھی نہیں۔ عقاب کے مقابلہ میں مگس سمجھئے ضیافتوں میں کھانے اس سے کہیں بڑھکر قابلِ ذکر ہیں۔

میکی ناس :۔ جو کچھ مشہور ہے اگر وہ صحیح ہے تو سمجھنا چاہیئے کہ ملکۂ مصر نہایت ہی محتشم حسین و جمیل خاتون ہے۔

اینوبربس :۔ جب انطونی سے وہ ملی ہے تو دریائے کدنس پر ملتے ہی اس کا دل اپنے قبضے میں کرلیا۔

اگریپا :۔ دریائے کدنس پر اس کا آنا صحیح ہے یا یہ بھی لوگوں کا ایک وہم و خیال ہے؟

اینوبربس :۔ میں عرض کرتا ہوں۔ جس کشتی میں ملکہ بیٹھی تھی وہ کشتی جلاکردہ سونے کے تخت کی طرح ایک شعلہ کے مانند روشن تھی۔ کشتی کا پچھلا حصّہ زرِ کوبیدہ کا تھا۔ بادبان ارغوانی رنگ کے تھے۔ اور ایسے معطّر تھے کہ ہوا کے جھونکے جو اُدھر سے آتے تھے بیمارِ عشق معلوم ہوتے تھے۔ کشتی کے چپّو چاندی کے تھے۔ اور بانسریوں کی لے پر پانی پر پڑتے تھے۔ پانی تیزی سی حرکت

کرتا تھا گویا اس کو بھی چپوؤں کے چلنے سے عشق تھا۔ رہا ملکہ کا حُسن وجمال تو وہ بیان سے باہر ہے۔ ملکہ ایک شامیانہ کے نیچے بیٹی تھی۔ شامیانہ زربفت کا تھا۔ شکل وصورت میں ملکہ وینس کی اس تصویر سے زیادہ حسین تھی جس میں مصور کے کمال نے تصویر کے حُسن کو فطرت کے حُسن سے بڑھا دیا تھا۔ ملکہ کے دونوں جانب نہایت حسین لڑکے جن کے رخساروں میں گڑھے پڑتے تھے خدائے عشق کیوپڈ کا روپ بھرے کھڑے تھے۔ ان کے ہاتھ میں مختلف رنگوں کے مورچھل اور پنکھے تھے۔ مورچھلوں کی ہوا ملکہ کے نازک رخساروں کو ٹھنڈک پہنچا کر حُسن میں گرمی پیدا کرتی تھی۔

اگریپا:۔ انطونی کی نظروں میں تو یہ عجیب منظر ہوگا۔

اینوبربس:۔ اس کی خواصیں سمندر کی پریاں تھیں۔ اس طرح کہ نیچے کا دھڑ مچھلی سے اور اوپر کا دھڑ ایک حسین پری سے مشابہ تھا۔ آنکھ کے اشارے پر خدمت کرتی تھیں۔ کشتی کا پتوار ایک جل پری کے ہاتھ میں تھا۔ باقی خواصیں پھول سے ہاتھوں میں ریشمی ڈوریاں لئے کشتی بانی کی خدمت پر مامور تھیں۔ کشتی سے ایک شمیم جاں پرور نے دریا کے کناروں کو مہکا رکھا تھا۔ شہر کے لوگ تماشا دیکھنے دریا کے کنارے جمع ہو گئے۔ انطونی اس وقت چوک میں ایک تخت پر تنہا بیٹھا تھا۔ بجز ہوا کے کوئی

پیشی میں نہ تھا۔ اگر یہ خوف نہ ہوتا کہ اس کے اٹھنے سے عالم میں خلا پیدا ہو جائیگا تو وہ بھی ملکہ کے حُسن وجمال کے دیدار کو چلا جاتا اور اس طرح فطرت میں خلا پیدا کر دیتا۔

اگریپا :۔ مصر کی یہ ملکہ بھی عجیب ہے۔ اس کی مانند دوسری نہیں۔

اینوبربس :۔ جب ملکہ کشتی سے اتری تو انطونی نے اُسے اپنے ہاں شب کی ضیافت میں مدعو کیا۔ ملکہ نے جواب دیا کہ انطونی کا اگر ہاں مہمان ہونا بہتر ہوگا۔ اور اس کیلئے اس نے باضابطہ رقعہ بھی بھیجا۔ ہمارا خلیق و بامروّت انطونی جس نے آجتک کسی عورت سے "نہیں،، نہیں کی بھتی دس دس دفعہ ڈاڑھی مونچھ منڈوا صاف ستھرا بن ملکہ کی ضیافت میں گیا۔ اور وہاں آنکھوں سی جو کچھ دیکھا اس کی قیمت میں دل نذر کر دیا۔

اگریپا :۔ واہ کیا شاہانہ دبدبہ کی ملکہ ہے۔

اینوبربس :۔ ایک دفعہ میں نے دیکھا کہ بازار میں چالیس قدم دوڑتی چلی گئی۔ دم چڑھ گیا۔ مگر وہ اسی حال میں باتیں کرتی اور ہانپتی تھی۔ اس بگڑنے میں بھی اس کا سنورنا درجہ کمال کو پہنچا تھا۔ جس حالت میں کہ خود سینہ میں سانس نہ سماتا تھا دوسروں میں نفس حیات دم کرتی تھی۔

میکی ناس :۔ مگر اب تو انطونی کو ملکہ سے قطع تعلق کرنا پڑیگا۔

اینوبربس :۔ واہ ایسا کبھی نہ ہوگا۔ عمر کی زیادتی ملکہ میں بڑھاپا

نہیں لاسکتی۔ اور نہ عادت اس کے حُسن کی نیرنگیوں میں کوئی
فرق لاسکتی ہے۔ عورتیں جس اشتہا کو پیدا کرکے اسے سیر
کردیتی ہیں لیکن وہ جس اشتہا کو سیر کرتی ہے اشتہا اور تیز
ہوتی ہے وہ باتیں جو نہایت قبیح و مذموم ہیں اس میں آکر
حسین بن جاتی ہیں۔ اور جب بادۂ ناب پی کر مست ہوتی ہے
تو دیر و حرم کے کاہن اس کے حق میں دُعا کرتے ہیں۔

میکی ناس:۔ اگر حسن عقل و انکسار انطونی کا دل رکھ سکتے ہیں تو
اوکتے ویا سے شادی بڑی برکت ثابت ہوگی۔

اگریپا:۔ اب چلنا چاہیئے۔ اینوبربس جب تک آپ یہاں ہیں میری
مہمان ہیں۔

اینوبربس:۔ نہایت خوشی سے۔ شکریہ قبول فرمائیں۔

تیسرا منظر

روما۔ قیصر کا محل

(انطونی اور قیصر اور ان دونوں کے بیچ میں اوکتے ویا اور بہت سے
ملازم ساتھ آتے ہیں)

انطونی:۔ دُنیا کی مکروہات اور کارہائے منصب جو مجھ سے متعلق
ہیں کبھی کبھی مجھے آپ سے جُدا رکھیں گے۔

اوکتے ویا:۔ ایسے زمانوں میں خداؤں کے سامنے جھک کر آپکے حق میں

دعائے خیر کرتی رہوں گی۔

انطونی :۔ اچھا۔ رخصت۔ میری پیاری اوکٹے ویا۔ دُنیا جو کچھ کہے اس میں میرے عیوب و نقائص کو نہ دیکھنا۔ اب تک میں کسی قاعدے اور اصول کا پابند نہیں رہا۔ ممکن ہے کہ آئندہ زندگی قاعدہ کے ساتھ بسر ہو۔ پیاری اوکٹے ویا تجھے خدا کے سپرد کیا۔ تیرا خدا حافظ و نگہبان رہے۔

قیصر :۔ خدا حافظ انطونی۔

(قیصر اور انطونی کمرے سے چلے جاتے ہیں)

(کمرہ میں ایک نجومی آتا ہے)

انطونی :۔ کیا تم مصر واپس ہونا چاہتے ہو؟

نجومی :۔ کاش میں یہاں آتا ہی نہیں۔ اور نہ آپ مصر سے یہاں آتے۔

انطونی :۔ کیوں۔ کیا وجہ؟

نجومی :۔ دل جو بتا رہا ہے اُسے زبان ادا نہیں کر سکتی لیکن پھر بھی یہی کہنا پڑتا ہے کہ آپ مصر جلد واپس چلے جائیں۔

انطونی :۔ نجومی بھلا بتاؤ تو میری قسمت قیصر سے یا قیصر کی قسمت مجھ سے اچھی رہے گی۔

نجومی :۔ قیصر کی قسمت آپ سے اچھی رہے گی۔ اس لئے حضور اس کے قریب نہ رہیں۔ آپ کا نگہبان فرشتہ شجاعت اور شرافت

میں بڑھا ہوا ہے اور کوئی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ قیصر کا نگہبان فرشتہ ایسا نہیں ہے۔ لیکن جب آپ کا فرشتہ قیصر کے فرشتہ کے قریب آتا ہے تو وہ از سر تا پا خوف کی تصویر بن جاتا ہے اور قیصر کا فرشتہ اسے زیر کر لیتا ہے۔ اس لئے جس قدر جلد ممکن ہو حضور قیصر سے دُوری اختیار فرمائیں۔

انطونی:۔ نجومی خبردار۔ پھر ایسی بات مُنہ سے نہ نکالنا۔

نجومی:۔ سوائے آپ کے اور کسی سے یہ بات کہنے کی نہ تھی۔ مجھے جو کچھ عرض کرنا ہوگا آپ ہی سے عرض کروں گا۔ آپ جو بازی قیصر سے کھیلیں گے اس میں آپ کی ہار ہوگی۔ اور تقدیر کی یہ کمی ایسی ہے کہ قیصر کا مقدر آپ سے ورے رہے گا۔ جس وقت قیصر چمکے گا آپ کی چمک مدھم پڑ جائیگی۔ جو فرشتہ آپ کا نگہبان ہے وہ قیصر کے قریب آپ کی نگہداشت نہیں کر سکتا لیکن جب قیصر سے آپ دُور رہیں گے تو آپ کی تقدیر اچھی ہو جائے گی۔

انطونی:۔ نجومی اب تم جاؤ۔ میں ذرا ونتیدیوس سے بات کرنی چاہتا ہوں۔

(نجومی چلا جاتا ہے)

ونتیدیوس! تمہیں پارتھیا جانا چاہیئے۔ خواہ عمل نجوم ہو خواہ بخت و اتفاق ہو۔ لیکن نجومی نے جو کچھ کہا ہے وہ سچ ہے۔ قیصر

کے ہاتھ میں پانسا ہے اور جو عدد چاہے وہ پھینک سکتا ہے۔ ہماری آپس کی بازیوں میں اس کی کامیابی کے سامنے میری عقل و ذہانت سب معطل ہو جاتی ہے۔ جب ہم قرعہ ڈالتے ہیں تو اس کے مُرغ میرے مُرغوں سے لڑائی جیت لیتے ہیں اور اس کی لڑائی کی بٹیریں حلقہ باندھ کر میری بٹیروں کو مار لیتی ہیں۔ میں تو اب مصر جاتا ہوں۔ یہ شادی محض مصلحت کے خیال سے میں نے کر لی ہے۔ لیکن لطف و لذت جو کچھ ہے وہ مشرق میں ہے۔

(وِنتیدیوس کمرے میں آتا ہے)

آؤ وِنتی دیوس۔ بہتر ہے کہ تم پارتھیا چلے جاؤ۔ اس مضمون کا فرمان تمہارے نام تیار ہو چکا ہے۔ میرے ساتھ آؤ تو وہ فرمان تمہارے حوالے کروں۔

(دونوں کمرے سے چلے جاتے ہیں)

چوتھا منظر

روما کا شہر ہے

(ایک رستے پر لیپایدس میکی ناس اور اگریپا دکھائی دیتے ہیں)

لیپایدس:۔ آپ زیادہ تکلیف نہ کریں۔ افسرانِ فوج کو اس طرف بھیج دیں۔

اگریپا :۔ مارک انطونی اپنی بیوی کا رخصتی بوسہ لینے گیا ہے ۔ ہم بھی اسی کے ساتھ حاضر ہوتے ہیں ۔

لیپایدس :۔ اچھا اس وقت تک رخصت چاہتے ہیں جب تک کہ ہم دونوں فوجی لباس پہن کر چلنے کو تیار ہوں ۔ یہ لباس ہم دونوں کو بہت زیب دیگا ۔

میکی ناس :۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم آپ سے دو دن پہلے کوہ مسینم پہنچ جائیں گے ۔

لیپایدس :۔ آپ کا رستہ چھوٹا ہوگا ۔ میں کسی قدر پھیر کے رستے سے جاؤں گا ۔ اس وجہ سے آپ مجھ سے دو دن پہلے موقع پر پہنچ جائیں گے ۔

میکی ناس :۔ اگریپا خدا آپ کو کامیاب کرے ۔

لیپایدس :۔ خدا حافظ ۔

(سب چلے جاتے ہیں)

پانچواں منظر

اسکندریہ ۔ کلابطرہ کا محل

(کلابطرہ ۔ چارمیاں ، ایراس ملکہ کی خواصیں اور ایلکساس آتی ہیں)

کلابطرہ :۔ گانا سننے کو جی چاہ رہا ہے ۔ بازیچۂ عشق و الفت میں جو لوگ مشغول ہوتے ہیں اُن کے خیالات کیلئے نغمہ و سرور

بہت مرغوب غذا ہیں۔

ملازم :۔ (پکارتا ہے) سازندو۔ بین کارو حاضر ہو۔

(مردیان خواجہ سرا کمرہ میں آتا ہی)

کلابطرہ :۔ گانا ہم نہ سنیں گے۔ آؤ گیند کھیلیں۔ چارمیاں آؤ۔

چارمیاں :۔ میرا ہاتھ دُکھتا ہے۔ آپ مردیان کے ساتھ کھیلیں۔ عورت کا ایک خواجہ سرا کے ساتھ کھیلنا ایسا ہی ہے جیسے عورت کا عورت کے ساتھ کھیلنا۔ مردیان آؤ تم ملکہ کے ساتھ کھیلو۔

مردیاں :۔ جیسا کھیلنا آتا ہے کھیلوں گا۔ تعمیلِ ارشاد سر آنکھوں پر۔

کلابطرہ :۔ ارادے میں تو سچے ہو۔ فتح میں کمی رہ جائے تو ارادہ کرنے والا قابلِ الزام نہیں۔ اچھا ہم اب گیند نہ کھیلیں گے۔ ہماری بنسی لاؤ۔ دریا پہ مچھلیاں پکڑیں گے۔ گانے بجانے کی آواز سے چھوٹی مچھلیاں دھوکا کھا کر قریب آجائیں گی۔ قریب آتے ہی انھیں پکڑ لوں گی۔ اور ٹیڑھے کانٹے سے مچھلیوں کے نرم کلوں کو چھید ڈالوں گی۔ اور جب ڈور کھینچکر انھیں پانی سے باہر نکالوں گی تو سمجھوں گی کہ ہر مچھلی انطونی ہے اور قہقہے لگا کر کہوں گی کہ واہ واہ تم تو پھنس گئے۔

چارمیاں :۔ کیا لطف آیا تھا جس دن شرط باندھ کر آپنے مچھلیاں پکڑی تھیں۔ اور غوطے خور نے آپ کے حکم سے ایک نمک گی

مچھلی انطونی کے کانٹے میں اٹکا دی تھی۔ کس قدر خوش ہو کر انطونی نے اس مچھلی کو نکالا تھا۔

کلابطرہ:۔ اچھا اس دن کا ذکر کرتی ہو۔ ہائے وقت بھی کیا چیز ہے۔ اس روز تو میں نے ایسے ایسے پھڑکتے لطیفے کہے تھے کہ انطونی بھی باغ باغ ہو گیا۔ لیکن جب اسی دن شب کو میں نے لطائف وظرائف شروع کیے تو ناخوش سا ہوا۔ دوسرے دن نو بجے سے میں نے اُسے اتنی شراب پلانی شروع کی کہ وہ خواب گاہ میں جا کر سو گیا۔ جب سو گیا تو میں نے اُسے اپنا تاج اور رختِ شاہی پہنایا۔ اور خود اس کی تلوار فلوپیاں اپنی کمر میں باندھی۔

(ایک قاصد کمرے میں آتا ہے)

کیا تم ایطالیہ سے آئے ہو۔ اچھی اچھی خبریں میرے کانوں میں برسا دو۔

قاصد:۔ ملکہ۔ حضور ملکہ۔

کلابطرہ:۔ کیوں خیر باشد۔ کیا انطونی مر گیا۔ بے ایمان۔ اگر تو نے کوئی ایسی خبر سُنائی تو تُو اپنی ملکہ کو ھلاک کریگا۔ اور اگر تو نے یہ خبر سُنائی کہ انطونی خیریت سے ہے اور کسی کا قیدی پابند ہوا نہیں ہے تو پھر زر و سیم تیرے لئے اور میرا یہ شریف ہاتھ تیرے چومنے کیلئے موجود ہوگا۔ یہ وہ ہاتھ ہے جسے دُنیا

کے بادشاہوں نے صرف لبوں سے چھُوا ہے اور لبوں سے
چھُوتے وقت وہ لرزہ بر اندام تھے۔

قاصد :۔ حضور پہلی بات تو یہ ہے کہ انطونی خیریت سے ہیں۔

کلابطرہ :۔ واہ واہ۔ تیرے انعام کیلئے اشرفیاں حاضر ہیں لیکن
بخیر ہونا تو مُردوں کیلئے بھی کہا جا سکتا ہے۔ اگر ایسا ہے تو پھر
یہی اشرفیاں آگ میں گلوا کر تیرے حلق میں ڈالونگی۔

قاصد :۔ حضور پہلے میری بات تو سُن لیں۔

کلابطرہ :۔ اچھا کہہ کیا کہتا ہے۔ بتا انطونی آزاد ہے۔ کسی کی
قید میں تو نہیں۔ تندرست ہے۔ مگر قاصد تیری صورت کچھ
ایسی بھیانک ہو رہی ہے کہ اس سے کوئی اچھی خبر نہیں نکلتی۔
اگر وہ تندرست نہیں ہے تو تجھے قہر و عذاب کی دیبیوں کی
شکل میں سر کو سانپ لپیٹے کر آتا تھا۔ معمولی انسان کی شکل
میں آنے کی کیا ضرورت تھی۔

قاصد :۔ حضور پہلے میری بات تو سُن لیں۔

کلابطرہ :۔ تیری بات سُننے سے پہلے جی چاہتا ہے کہ تجھے خوب
پیٹوں۔ لیکن اگر تو یہ کہے گا کہ انطونی زندہ ہے، اچھا ہے
قیصر کے ساتھ میل ملاپ رکھتا ہے۔ کسی کا نظر بند نہیں ہے
تو پھر تجھ پر سونا برسا کر موتی نثار کرونگی۔

قاصد :۔ ملکہ عالم۔ انطونی اچھے ہیں۔ تندرست ہیں۔

کلابطرہ :۔ یہ خبر تو تُو نے اچھی سُنائی۔
قاصد :۔ قیصر سے ان کے تعلقات دوستانہ ہیں۔
کلابطرہ :۔ تُو بڑا ایماندار معلوم ہوتا ہے۔
قاصد :۔ قیصر سے ان کی ملاقات اور دوستی پہلے سے بھی زیادہ ہے۔
کلابطرہ :۔ اس خبر پر تجھے دولتِ بیکراں عطا کروں گی۔
قاصد :۔ لیکن ملکہ ـــــــ
کلابطرہ :۔ میں یہ "لیکن" سُننا پسند نہیں کرتی۔ کیونکہ اس سے جو کچھ تو نے پہلے کہا تھا اس میں کمی پیدا ہوتی ہے۔ ناہنجار یہ "لیکن" لفظ تو ایک داروغۂ زنداں ہے جو کسی سنگین مُجرم کو پیش کرنیوالا ہے۔ قاصد تجھے جو کچھ کہنا ہے ایک دم سے میرے کانوں میں بھر دے۔ اچھی بُری جیسی خبر ہو فوراً سُنا دے۔ تو کہتا ہے کہ قیصر سے دوستانہ تعلقات ہیں۔ تندرستی اچھی ہے اور انطونی آزاد ہے۔
قاصد :۔ حضور میں نے آزاد کا لفظ نہیں کہا۔ کیونکہ وہ اوکٹے ویا کے ساتھ بندھ گئے ہیں۔
کلابطرہ :۔ لوگو۔ میری صورت تو دیکھو کیسی زرد پڑ گئی ہے۔
قاصد :۔ ملکہ انطونی کی شادی اوکٹے ویا سے ہو گئی۔
کلابطرہ :۔ خدا تجھے غارت کرے۔ وبا تجھے لے جائے۔

(قاصد کو مار کر گرا دیتی ہے)

قاصد :۔ حضور رحم کریں۔

کلابطرہ :۔ تو نے ابھی یہ کیا کہا تھا۔ بس یہاں سے دُور ہو (قاصد کو پھر مارتی ہے) تو بڑا ہی موذی ہے۔ جی چاہتا ہے تیری آنکھیں فرش پر نکال کر پھینکدوں۔ اور تیرے سر کے بال نوچ ڈالوں (اتنا کہہ کر قاصد کو کمرے میں ادھر سے ادھر گھسیٹتی ہے) تاروں کے کوڑے بنوا کر ان سے تجھے پٹواؤں۔ نمک میں تجھے جوش دیکر اچار بننے کا مزا چکھاؤں تا کہ تیری جان اذیّت کے ساتھ بیں دیر سے نکلے۔

قاصد :۔ ملکہ عالم میں تو محض خبر کا لانے والا ہوں۔ شادی تو میں نے نہیں کرائی۔

کلابطرہ :۔ نہیں کہہ کہ ایسا نہیں ہوا۔ اگر ایسا کہے گا تو ایک ملک تجھے بخشوں گی۔ اور دولت سے مالا مال کر دوں گی۔ تیرا درجہ بڑھاؤں گی اور جو طمانچہ تو نے ابھی کھایا ہے وہ میرے غصّے کی تلافی کر دے گا۔ پھر جو کچھ تو مانگے گا تجھے دوں گی۔

قاصد :۔ ملکہ انطونی کی شادی ہو گئی۔

کلابطرہ :۔ نابکار تو بہت دن جی لیا۔

(یہ کہہ کر خنجر نکالتی ہے)

قاصد :۔ تو پھر میں بھاگ جاؤں گا۔ حضور کا کیا مطلب ہے۔ آئیں

میرا کیا قصور ہے۔

(قاصد کمرہ کے باہر چلا جاتا ہے)

چارمیاں :۔ حضور غصہ دور کریں۔ اتنی آپے سے باہر نہ ہوں۔

کلابطرہ :۔ بجلیاں آسمان سے گر کر بہت سے بیگناہوں کی جان لیتی ہیں۔ اُن سے زیادہ رحمدلی کی توقع کیوں مجھ سے کی جائے اس مصر کو پانی کر کے نیل میں بہادو۔ اور جس قدر بے آزار جانیں ہیں انھیں زہریلی سانپ اور بچھو بنادو۔ قاصد کو پھر حاضر کرو۔ گو میں دیوانی سٹرن ہو گئی ہوں مگر اُسے کاٹ نہیں کھاؤں گی۔ قاصد کو ابھی حاضر کرو۔

چارمیاں :۔ ملکہ عالم وہ آتے ہوئے ڈرتا ہے۔

کلابطرہ :۔ یہ ہاتھ ایک کمینے کو مارنے میں شریف نہیں رہا۔ انطونی کے عشق نے جب مجھے خود غلام بنا رکھا ہے تو پھر اس غلام کو مارنا نہ تھا۔

(چارمیاں اور قاصد پھر کمرہ میں آتے ہیں)

کلابطرہ :۔ قاصد اِدھر آ۔ گو تو سچا ہے مگر اس بُری خبر کا لانا اچھا نہیں۔ اچھی خبر کو تو جب جی چاہے کہو مگر بُری خبر کا جب اثر محسوس ہوتا ہے تو وہ خود آشکارا ہو جاتی ہے۔

قاصد :۔ حضور۔ میں نے اپنا فرض ادا کیا تھا۔

کلابطرہ :۔ کیا حقیقت میں انطونی کی شادی ہو گئی؟ تیری اس خبر

سے مجھے اتنی سخت نفرت ہوئی ہے کہ اس سے زیادہ ممکن نہ تھی۔ کیا تو پھر یہی کہے گا کہ خبر صحیح ہے؟

قاصد:۔ حضور۔ انطونی کی شادی ہوگئی۔

کلابطرہ:۔ خدا تجھے غارت کرے۔ کیا تو اب تک اس خبر کو سچ سمجھ رہا ہے؟

قاصد:۔ تو کیا حضور میں جھوٹ بولوں۔

کلابطرہ:۔ ہاں جی تو یہی چاہتا ہے کہ تو جھوٹ بولے۔ ہائے۔ آدھا مصر غرق ہو کر سانپوں بھرا تالاب ہو گیا۔ اگر تو نرجس سے بھی زیادہ حسین ہوتا تو بھی میری نظر میں کریہہ منظر ہوتا۔ کیا انطونی کی شادی ہوگئی؟

قاصد:۔ تقصیر معاف ہو۔

کلابطرہ:۔ کیا واقعی انطونی کی شادی ہوگئی؟

قاصد:۔ حضور ناخوش نہ ہوں۔ میری مجال ناخوش کرنیکی نہیں ہوسکتی۔ جو خبر میں لایا ہوں اس پر مجھے سزا دینی انصاف نہیں ہے۔ ملکہ جہاں۔ اوکٹے ویا کی شادی انطونی سے ہوگئی۔

کلابطرہ:۔ افسوس۔ انطونی کا قصور تجھے تقصیر وار نہیں ٹھیرا سکتا تو مجرم نہیں ہے لیکن کیا تجھے یقین ہے کہ انطونی نے شادی کرلی۔ جا۔ دُور ہو۔ جو مال روما سے تو یہاں بیچنے لایا ہے وہ میرے لئے

بہت گراں ہے۔ یہ مال یونہی پڑا رہے گا۔ اس کا کوئی خریدار پیدا نہ ہوگا۔

(قاصد باہر چلا جاتا ہے)

چارمیاں:۔ حضور صبر کریں اس کے سوا کیا چارہ ہے۔

کلابطرہ:۔ انطونی کی تعریف کرتے وقت میں نے اکثر جولیوس سیزر کو برا کہا ہے۔

چارمیاں:۔ بالکل بجا ہے۔ حضور نے کئی بار ایسا کیا ہے۔

کلابطرہ:۔ اب اس کی یہ سزا مجھے مل رہی ہے۔ چارمیاں مجھ یہاں سے لے چل۔ اری چارمیاں۔ اری ایرا س مجھے تو غش آرہا ہے۔ اچھا نہیں کچھ نہیں۔ یہ کوئی بات نہیں۔ ایلکساس مہربانی کر اور اس قاصد کے پاس جا کر پوچھ کہ او کتے و یا شکل صورت کی کیسی ہے۔ سن کیا ہے۔ مزاج کی کیسی ہے۔ اور یہ پوچھنا نہ بھولنا کہ بالوں کا رنگ کیسا ہے۔ یہ باتیں پوچھ کر ابھی میرے پاس آؤ۔

(ایلکساس باہر چلا جاتا ہے)

اب انطونی سے مجھے کوئی واسطہ نہ ہوگا۔ اب کبھی اُس کی صورت نہ دیکھوں گی۔ خواہ اس کے چہرہ کا ایک رُخ جلال اور عظمت میں خدائے جنگ کی مانند ہی کیوں نہ ہو اور دوسرا رُخ مہیب اور ہولناک گرگن کا سا ہو ایلکساس

کی معرفت جو باتیں میں نے دریافت کرائی ہیں ان کا جواب لائو۔ اور یہ بھی پوچھنا کہ اوکٹے ویا کا قد کتنا ہے۔ چار میاں مجھ پر ترس کھا۔ مگر بات نہ کر۔ مجھے اپنے کمرے میں لے چل۔

چھٹا منظر

کوہ مسینم کے قریب طبل و دہل کی آوازیں آرہی ہیں

سکسٹس پومپی اور مینا س مع نفیر و نقارے کے آتے ہیں۔ دوسری طرف قیصر۔ انطونی۔ لیپاڈس۔ اینو بربس۔ میکی ناس اور سپاہی مارچ کرتے نظر آتے ہیں۔

سکسٹس پومپی :۔ جو آدمی ضمانت میں دئیے گئے ہیں ان میں آپ کے آدمی ہمارے پاس اور ہمارے آدمی آپ کے پاس نظر بند ہیں۔ لیکن لڑنے سے پیشتر ہم گفتگو کرنی چاہتے ہیں۔

قیصر :۔ مناسب ہے کہ پہلے کچھ بات چیت ہو جائے۔ اسی خیال سے ہمیں جو کچھ پیش کرنا تھا وہ ایک تحریر کی شکل میں آپ کے پاس روانہ کر چکے ہیں۔ اگر ہماری اس تحریر پر آپ نے غور کر لیا ہے تو فرمائیے وہ تحریر ایسی ہے کہ آپ بغاوت کی تلوار نیام میں کر لیں۔ اور اپنے جوانانِ قد آور کو صقلیہ واپس لے جائیں ورنہ وہ سب مارے جائیں گے۔

سیکسٹس پومپی :۔ آپ تینوں صاحبوں سے جو اس وقت دُنیا پر حکمراں ہیں میرا خطاب ہے۔ آپ دُنیا کو اپنے احکام پر چلانے والے ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ میرے مقتول باپ کو بھی اس کے خون کا انتقام لینے والوں کی ایسی ہی ضرورت پیدا ہوئی ہے جیسے کہ آپ کو جولیس سیزر کے قتل پر اس کے انتقام کی ضرورت ہوئی تھی۔ میرے مرحوم باپ کے انتقام لینے والوں میں خود اس کا فرزند اور اس کے دوست موجود ہیں۔

جولیوس سیزر جس کی رُوح کو بروٹس نے فلیپائی کے میدان میں دیکھا تھا آپ نے اس کے خون کا انتقام لینے میں کوشش بلیغ کی۔ وہ کیا چیز تھی جس نے اس زرد رُو کسیوس کو قتل سیزر کی سازش پر مجبور کیا۔ وہ کیا چیز تھی جس نے بروٹس جیسے ایماندار اور معزز رومن کو مع دیگر اشخاص کے جو حرّیت کے شیدائی تھے مجبور کیا کہ قصر کیپیٹول کو خون سے رنگ ڈالیں۔ بات صرف اتنی تھی کہ وہ انسان کو انسان سے بڑھکر سمجھنا گوارا نہ کر سکتے تھے۔ بس اسی بنا پر میں اپنے جنگی سفینے تیار کر کے لایا ہوں۔ جن کے وزن سے طوفانِ سمندر اس وقت کف لا رہا ہے کہ ان کے ذریعہ اُس ناحسان مندی کی سزا دوں جو روما نے عداوتاً میرے شریف باپ پومپی کے ساتھ کی ہے۔

قیصر :- آپ کو جو کچھ فرمانا ہے فرمائے جائیں ۔

انطونی :- سیکسٹس پومپی ! آپ سمندر پر اپنے جنگی جہازوں سے ہمیں ڈرا نہیں سکتے ۔ آپ کا مقابلہ ہم سمندر پر بھی کرینگے ۔ رہی خشکی کی لڑائی تو آپ جانتے ہی ہیں کہ ہماری فوجوں کی تعداد کس قدر کثیر ہے ۔

سیکسٹس پومپی :- خشکی پر اپنی فوجوں کی زیادتی کے متعلق آپنے خوب فرمایا ۔ خشکی میں تو میرے باپ کے مکان کی قیمت آپ کو ابھی تک ادا کرنی ہے ۔ لیکن جیسا کہ چکور کا قاعدہ ہے کہ وہ اپنے لئے آشیانہ نہیں بناتی ہے یہی حال میرا ہے ۔

انطونی میری طرف سے آپ کو اجازت ہے کہ جب تک آپ کا دل چاہے آپ اس مکان میں رہیں ۔

لیپایڈس :- پومپی مہربانی فرماکر نفسِ مضمون سے تجاوز نہ فرمائیں ۔ آپ کے مکان کو موجودہ بحث سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔ یہ فرمائیے کہ جو باتیں ہم نے اپنی تحریر میں آپ کو پیش کی ہیں وہ آپ کو منظور ہیں یا نہیں ۔

قیصر :- اصلی بات طے کرنیکی یہی ہے ۔

انطونی :- ہماری درخواست کا خیال نہ کیجیے گا ۔ اپنا نفع نقصان سوچ کر جواب دیں ۔

سیکسٹس پومپی :- آپ نے اپنی تحریر کے مطابق مجھے صقلیہ اور

سروانیہ کے جزیرے تفویض کئے ہیں۔ اور شرط یہ ہے کہ میں بحری قزاقوں سے سمندر کو پاک صاف رکھوں، اور روما میں ایک خاص مقدار میں گیہوں بھیجتا رہوں۔ اگر یہ شرائط مجھے منظور ہوں تو میں اپنی تلواروں کی دھاروں کو بغیر کُند کئے اور اپنی ڈھالوں کو تلواروں کی ضربوں سے بغیر نقشین بنائے یہاں سے چلا جاؤں۔

قیصر، انطونی، لیپاڈس :- ہاں۔ یہی ہماری شرائط اور اغراض ہیں۔ جو ہم نے تحریر کئے تھے۔

سیکسٹس پومپی :- پس آپ کو معلوم ہو کہ میں ان شرائط کے قبول کرنے پر آمادہ ہوں۔ لیکن مارک انطونی نے میری طبیعت پر ایک بوجھ سا پیدا کر رکھا ہے۔ گو اس بات کے ظاہر کرنے میں میری کوئی تعریف نہیں نکلتی۔ لیکن آپ کو معلوم رہنا چاہئے کہ جس زمانہ میں انطونی کا بھائی اور قیصر لڑ رہے تھے۔ تو انطونی کی ماں صقلیہ میں آئی تھیں۔ انھیں وہاں محسوس ہوا کہ وہ دوستوں اور عزیزوں میں آگئی ہیں۔ ہم نے جہاں تک ممکن ہوا ان کی خاطر اور دل جوئی کی۔

انطونی :- پومپی میں نے بھی یہ حال سُنا ہے اور میں تہ دل سے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ حقیقت میں یہ آپ کا بڑا احسان و کرم ہوا ہے۔

سیکسٹس پومپی :۔ مصافحے کیلئے ہاتھ بڑھائیے۔ میں نہیں سمجھتا تھا کہ آپ سے یہاں ملاقات ہوگی۔

انطونی :۔ جی ہاں۔ مشرق میں بستر نرم ہوتے ہیں۔ اور میں اس وجہ سے بھی آپ کا ممنون ہوں کہ قصد سے پیشتر آپ نے مجھے یہاں آنے پر مجبور کیا۔

قیصر :۔ پومپی۔ جب اخیر مرتبہ میں نے آپ کو دیکھا تھا تو اس وقت سے اب آپ کی صورت میں فرق معلوم ہو رہا ہے۔

سیکسٹس پومپی :۔ نہیں عرض کر سکتا کہ مقدر کی سختیوں اور صعوبتوں نے میرے چہرے پر کیسے کیسے شکن ڈالے ہیں۔ لیکن دل کو تقدیر اپنا غلام نہ بنا سکی۔

لیپایڈس :۔ یہاں ملاقات خوب ہوگئی۔

سیکسٹس پومپی :۔ میں بھی ایسا ہی سمجھتا ہوں۔ ہم نے آپکی تحریر کا مضمون تو منظور کر لیا ہے۔ بہتر ہے کہ جو قول و اقرار اس وقت ہوئے ہیں وہ بھی ضبط تحریر میں آجائیں۔ اور اس تحریر پر ہم سب کی مہریں ہو جائیں۔

قیصر :۔ بلاشبہ اب یہی کرنا ہے۔

سیکسٹس پومپی :۔ رخصت ہونے سے پہلے ہم ایک دوسرے کی ضیافت کریں گے۔ آیئے قرعہ ڈالیں کہ کون پہلے ضیافت کرے۔

انطونی :۔ پہلے میں ضیافت کروں گا۔
سیکسٹس پومپی :۔ نہیں انطونی۔ قرعہ ڈال کر دیکھو۔ پہلے یا پیچھے۔ بہرکیف مصر کے باورچیوں کے کھانے مشہور ہیں۔ میں نے سُنا ہے کہ جولیوس سیزر مصر کے کھانے کھا کھا کر بڑے تن و توش کا آدمی بن گیا تھا۔
انطونی :۔ نہیں اصل واقعہ سے آپ نے کسی قدر بڑھکر سُنا۔
سیکسٹس پومپی :۔ میں نے کسی بُرے معنوں میں یہ نہیں کہا۔
انطونی :۔ نہیں۔ آپ کے الفاظ بھی بُرے نہ تھے۔
سیکسٹس پومپی :۔ میں نے سُنا ہے کہ اپولودورس اٹھا کر . . .
انطونی :۔ بس آگے کچھ نہ فرمائیں ہوا ایسا ہی تھا۔
سیکسٹس پومپی :۔ بتائیے تو ہوا کیا تھا۔
اینوبربس :۔ ایک ملکہ کو غالیچہ میں لپیٹ کر سیزر کے پاس پہنچایا تھا۔
سیکسٹس پومپی :۔ اہا۔ اینوبربس آپ کو تو میں نے اب پہچانا۔ فرمائیے مزاج بخیر!
اینوبربس :۔ شکر ہے۔ اچھا ہوں اور اچھا رہوں گا۔ کیونکہ چار ضیافتیں بہم ہونے والی ہیں۔
سیکسٹس پومپی :۔ ہاتھ ملائیے۔ اینوبربس میں نے کبھی آپ کو بچشم تحقیر نہیں دیکھا۔ ہمیشہ میدانِ جنگ میں آپ کو لڑتے

ہی دیکھا۔ اور آپ کی دلیری اور جوانمردی پہ رشک کرتا رہا۔

اینوبربس :۔ گو مجھے آپ سے زیادہ تعلق نہیں رہا۔ مگر میں نے ہمیشہ آپ کی تعریف کی۔ حالانکہ آپ کے کام ایسے تھے کہ جتنی تعریف میں نے کی اگر اس سے دہ چند تعریف کرتا تو کم ہوتی۔

سیکسٹس پومپی :۔ آپ کی صاف گوئی بھی بڑی دلکش ہے۔ اور وہ آپ ہی کو زیب دیتی ہے۔ سب معززین میری کشتی پر تشریف لے چلیں۔ میں سب کو دعوت دیتا ہوں۔ صاحبانِ ذی وقار آپ آگے چلیں۔

قیصر۔ انطونی۔ لیپاید س :۔ نہیں آپ آگے ہو کر ہماری رہنمائی فرمائیں۔

سیکسٹس پومپی :۔ آئیے۔ تشریف لائیے۔

(سوائے میناس اور اینوبربس کے سب باہر چلے جاتے ہیں)

میناس :۔ (علیحدہ کہتا ہے) پومپی اگر تیرا باپ اس وقت ہوتا تو وہ کبھی اس قسم کی مصالحت نہ کرتا۔ (اینوبربس کو دیکھکر کہتا ہے) میں اور آپ کسی زمانہ میں ایک دوسرے سے واقف تھے۔

اینوبربس :۔ شاید سمندر پر آپ کی میری ملاقات ہوئی تھی۔

میناس :۔ بجا ہے۔ بلاشبہ وہیں ملاقات ہوئی تھی۔

اینوبربس :۔ بحری معرکوں میں آپ خوب لڑتے تھے۔

میناس :۔ اور آپ خشکی کی لڑائیوں میں داد مردانگی خوب خوب دیتے تھے۔

اینوبربس :۔ جو شخص میری تعریف کریگا میں اس کی تعریف کرونگا۔ گو اس سے انکار کرنا مشکل ہے کہ میں خشکی میں اچھا لڑ اتھا۔

میناس :۔ اور جو کچھ میں نے سمندر پر کیا اس سے بھی انکار نہیں ہو سکتا۔

اینوبربس :۔ پاسِ عزت جس بات سے گرائیگا وہ یہ ہے۔ کہ آپ سمندر پر بڑے سارق و قزّاق تھے۔

میناس :۔ اور آپ خشکی میں قزّاقی فرماتے تھے۔

اینوبربس :۔ خشکی میں ایسی خدمات سے مجھے انکار ہے۔ لیکن میناس مصافحہ کیلئے ہاتھ بڑھائیے۔ اگر آپ کی نظر کسی کو گرفتار کرنیکا اختیار رکھتی ہے تو وہ دو چوروں کو جن کو باہم دوست ہونیکا دعوےٰ ہے گرفتار کرلے۔

میناس :۔ ہاتھوں نے جو کچھ کیا ہو۔ لیکن مردوں کے چہروں پر صفائی اور سچّائی ضرور ہوتی ہے۔

اینوبربس :۔ مگر کوئی حسین عورت ایسی نہیں جس کے چہرے پر صدق و صفا برستا ہو۔

میناس :۔ میرے اس قول کو کسی برائی پر محمول نہ کیجئے گا حسین

عورتوں کا کام مردوں کا دل چرا لینا ہے۔

اینوبربس :۔ ہم یہاں آپ سے لڑنے آئے تھے۔

مینا س :۔ میں اپنی طرف سے تو یہی کہوں گا، افسوس بجائے کشت و خون کے شراب لنڈھنے لگی۔ پومپی آج پینے ہنسانے، خوش رہنے میں دولت صرف کریگا۔

اینوبربس :۔ اگر ایسا کیا تو پھر اڑائی ہوئی دولت رونے سے بھی واپس نہ آئیگی۔

مینا س :۔ خوب فرمایا۔ مارک انطونی سے ملاقات کی توقع ہمیں نہ تھی۔ کیا ملکہ مصر کلابطرہ سے اس نے اپنی شادی کر لی ہے۔

اینوبربس :۔ قیصر کی بہن کا نام اوکتے ویا ہے۔

مینا س :۔ کیا یہ سچ ہے کہ یہی اوکتے ویا پہلے کاسکو مارکیلس کی بیوی تھی۔

اینوبربس :۔ مگر اب وہ مارک انطونی کی بیوی ہے۔

مینا س :۔ کیا واقعی ایسا ہے ؟

اینوبربس :۔ قطعی۔

مینا س :۔ تو کیا اس رشتہ میں بندھ کر قیصر اور انطونی ہمیشہ کو دوست ہو گئے ؟

اینوبربس :۔ مجھ سے پوچھتے ہو۔ میں ہرگز نہ کہوں گا کہ اس وقت کا اتحاد آئندہ قائم رہ سکے گا۔

میناس :۔ میں سمجھتا ہوں کہ بجائے عشق و محبت کے اس شادی
میں مصلحتِ ملکی کا خیال زیادہ کیا گیا ہے۔
اینوبربس :۔ میرا بھی ایسا ہی خیال ہے۔ اور آپ دیکھیں گے
کہ جس چیز نے اس وقت ان کو متحد کیا ہے آگے چل کر وہی
چیز ان میں اتحاد و اتفاق کا گلا گھونٹ دیگی۔ اوکٹیویا نہایت
خاموش متین اور ٹھنڈے مزاج کی عورت ہے۔
میناس :۔ کون ایسا ہے جو اپنی بیوی کا ایسا ہونا نہ چاہے گا۔
اینوبربس :۔ وہ مرد جو خود اس مزاج کا نہ ہوگا۔ اور یہی کیفیت
مارک انطونی کی ہے۔ وہ مصر میں اپنے خوانِ نعمت پر جا
پہنچے گا۔ اور اوکٹیویا کی سرد آہیں قیصر کے سینہ میں آگ
سُلگا کر اُسے تیز کرتی رہیں گی۔ اور جیسا کہ میں نے ابھی کہا
تھا کہ جس چیز نے اس وقت اتحاد و اتفاق پیدا کیا ہے وہی
چیز موجبِ نفاق و عداوت ہو جائیگی۔ انطونی اس وقت
جہاں اپنی محبت صرف کرتا ہے وہیں صرف کرتا رہیگا۔ یہ
شادی اس نے محض مصلحتِ وقت دیکھکر کی ہے۔
میناس :۔ ممکن ہے کہ جیسا آپ کا خیال ہے وہی پیش آئے۔
آئیے جہاز پر چلیں۔ مجھے تو آپ کا جامِ صحت پینا ہے۔
اینوبربس :۔ میں بھی آپ کا جامِ صحت پیوں گا۔ ہم نے تو مصر میں
بھی اپنے حلق سے بڑے بڑے کام لئے ہیں۔

مینا س :- آیئے اب چلیں۔

(سب چلے جاتے ہیں)

ساتواں منظر

(کوہ سینیم کے سامنے سمندر میں سیکسٹس پومپی کے جہاز پر
آلات موسیقی بج رہے ہیں۔ تین چار ملازم ضیافت کا
سامان لئے آتے ہیں)

پہلا ملازم :- یہاں وہ مہمان آنیوالے ہیں جن کے نخلِ امید کی جڑیں ابھی زمین میں اچھی طرح نہیں جمی ہیں۔ ذرا سی ہوا چلی تو انھیں اُکھیڑ پھینکے گی۔

دوسرا ملازم :- لیپاڈس تو بڑا سرخ ہو رہا ہے۔

پہلا ملازم :- اسے دوست شراب بہت پلا دیتے ہیں۔

دوسرا ملازم :- جب شرارت سے وہ کسی کو اتنی ....
.... شراب پلاتا ہے کہ وہ بیہوش ہو جائے تو لیپاڈس چیختا ہے کہ "بس اور نہیں" لیکن اگر پلانے والے چُپ ہو جاتے ہیں تو لیپاڈس خود جا کر اور چڑھا لیتا ہے۔

پہلا ملازم :- اس سے تو شراب خواری اور بڑھتی ہو گی۔

دوسرا ملازم :- بڑے آدمیوں کے مصاحب بننے کے شوق میں یہی ہوا کرتا ہے۔ بڑے آدمی تو کجا ہیں تو ایک تنکے کا سہارا بھی

لینا پسند نہ کروں۔

پہلا ملازم:۔ حقیقت تو یہ ہے کہ کسی بڑے منصب پر مامور ہونا اور کرسی پر بیٹھکر کچھ نہ کرنا۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے چہرے پر آنکھوں کے حلقے تو ہوں مگر اُن میں آنکھیں نہ ہوں جس سے صورت اور بھی بدنما ہو جائے۔

(ایک نغمہ سُنائی دیتا ہے۔ قیصر، انطونی، لیپاپدس، ہیکٹس پومپی، میکی ناس، اینو بربس، میناس مع چند فوجی افسروں کے آتے ہیں)

انطونی:۔ (قیصر سے کہتا ہے) جی ہاں بس وہ یہی کرتے ہیں نیل کی طغیانی کا اندازہ چند نشانوں سے کیا جاتا ہے۔ یہ علامتیں مصر کے پُرانے اہرام میں بھی اسی غرض سے بنائی گئی تھیں اور انہی علامتوں سے پانی کی انتہائی بلندی یا پستی یا درجۂ اوسط کو دیکھکر وہ ملک میں قحط یا سمے کا اندازہ کر لیتے ہیں۔ جب نیل زیادہ چڑھتا ہے تو زراعت کثرت سے ہونے کی امید ہوتی ہے۔ جب پانی اُتر جاتا ہے تو اس کے بعد جو مٹی یا کیچڑ وہ زمین پر چھوڑ جاتا ہے تو کاشتکار اسی تر مٹی میں بیج ڈال دیتے ہیں اور بلا تردد فصل بہت جلد اچھی تیار ہو جاتی ہے۔ اور تیاری پر اسے کاٹ لیتے ہیں۔

لیپاپدس:۔ سُنا ہے کہ سانپ بھی وہاں عجیب ہوتے ہیں۔

انطونی :۔ جی ہاں۔

لیپاپدس :۔ آپ کے مصر میں تو سانپ اسی مٹی اور کیچڑ میں سورج کی گرمی سے پیدا ہو جاتے ہوں گے۔ اور یہی حال آپ کی مگرمچھوں کا ہوتا ہوگا۔

انطونی :۔ جی ہاں بالکل یہی کیفیت ہے۔

سیکسٹس پومپی :۔ تشریف رکھیے۔ کچھ شراب نوش کیجئے لیپاپدس کا جامِ صحت پیتا ہے۔

لیپاپدس :۔ مجھے صحت کہاں نصیب ہے کہ اس کا جام نوش فرمائینگے لیکن اگر یہی ہے تو پینے کو حاضر ہوں۔

اینوبربس :۔ جب تک آپ استراحت نہ فرمائیں گے میں سمجھتا ہوں کہ برابر پیئے جائیں گے۔

لیپاپدس :۔ سُنتا ہوں کہ شاہان بطلیموس کے اہرام بڑی عالیشان عمارتیں ہیں۔ سب نے ان کی تعریف ہی کی ہے کسی نے انھیں بُرا نہیں کہا۔

میناس :۔ (پومپی سے علیحدہ کہتا ہے) مجھے آپ سے ایک بات کہنی ہے۔

سیکسٹس پومپی :۔ (میناس سے کہتا ہے) اچھا میرے کان میں کہدو۔ وہ ایسی کونسی بات سُننے کی ہے۔

میناس :۔ (پومپی سے علیحدہ کہتا ہے) ذرا کرسی سے اُٹھیے

میری بات مانیئے اور ایک ضروری بات سُن لیجئے۔

سیکسٹس پومپی :۔ (میناس سے علیحدہ کہتا ہے) ابھی تھوڑی دیر کو معاف کرو۔ پھر تمھاری بات سنوں گا۔ یہ جامِ شراب تو لیپاِیدس کے لئے ہے۔

لیپاِیدس :۔ (انطونی سے) آپ کا مگرمچھ کس صورت شکل کا ہوتا ہے۔

انطونی :۔ جناب والا اس کی صورت شکل وہی ہوتی ہے۔ جو اسکی صورت شکل ہے۔ اور چوڑا چکلا بھی اتنا ہی ہوتا ہے جس قدر کہ اس کی چوڑائی چکلائی ہوتی ہے۔ اور اونچا بھی وہ اتنا ہی ہوتا ہے جتنی کہ اس کی اونچائی ہوتی ہے۔ اور اپنے ہی ہاتھ پاؤں پر وہ چلتا بھی ہے۔ اور جو غذا اسے ملتی ہے اس پر وہ پرورش پاتا ہے۔ اور جب وہ چیزیں جن سے وہ زندہ ہے اس میں نہیں رہتیں تو وہ ایک نیا قالب اختیار کر لیتا ہے۔

لیپاِیدس :۔ رنگ اس کا کیسا ہوتا ہے؟

انطونی :۔ بالکل وہی جو اس کا رنگ ہے۔

لیپاِیدس :۔ تو پھر یوں سمجھئے کہ یہ مگرمچھ ایک قسم کا سانپ ہوا۔

انطونی :۔ جی ہاں اور اس کے آنسو بالکل پانی کی طرح تر ہوتے ہیں۔

قیصر :۔ کیا آپ کا یہ بیان لیپاِیدس کی تشفی کر دیگا۔

انطونی :۔ ممکن ہے کہ پومپی جو جام صحت اسے پلا رہا ہے اس کی ساتھ
اس بیان سے اس کی تشفی ہو جائے۔

سیکسٹس پومپی :۔ (میناس سے علیحدہ کہتا ہے) ظالم تو نے تو ستا مارا۔ اچھا کہہ کیا کہنا ہے۔ جلدی سے کہدے اور دُور رہو۔ جو کہوں وہی کر۔ وہ میرا جام کہاں ہے۔

(کرسی سے اٹھکر ایک طرف جاتا ہی)

میناس :۔ پومپی میں نے ہمیشہ آپ کا حکم مانا ہے۔

سیکسٹس پومپی :۔ اس میں شک نہیں کہ تم نے ہمیشہ بڑی ایمانداری سے میری خدمت کی ہے۔ اس کے سوا بھی تمھیں کچھ کہنا تھا۔ صاحبو خوب پیو۔

انطونی :۔ آپ اس بالو اور ریت کی زمین سے دُور رہیں ورنہ وہاں پہونچتے ہی ڈوب جایئے گا۔

میناس :۔ پومپی۔ کیا آپ دُنیا کے مالک بننا چاہتے ہیں؟

سیکسٹس پومپی :۔ ہوں۔ یہ تم نے کیا کہا۔

میناس :۔ میں پوچھتا ہوں کہ کیا آپ کو دُنیا کا مالک بننا منظور ہی۔

سیکسٹس پومپی :۔ یہ کیونکر ممکن ہے۔

میناس :۔ بات خیال میں رکھئے۔ گو آپ مجھے مفلس سمجھتے ہیں۔ مگر میں وہ ہوں کہ آپ کو یہ ساری دُنیا دے سکتا ہوں۔

سیکسٹس پومپی :۔ کیا بہت پی گئے ہو۔

میناس :۔ نہیں میں نے شراب کو ہاتھ تک نہیں لگایا۔ اگر آپ چاہیں اور ہمت ہو تو جس طرح جوپیٹر جہان کا مالک بنا آسمان پر بیٹھا ہے۔ اسی طرح آپ بھی دُنیا کے مالک ہو سکتے ہیں۔ اگر آپ چاہیں تو کُل بحر و بر آپ کے قبضے میں آسکتا ہے۔

سیکسٹس پومپی :۔ وہ کس طرح؟

میناس :۔ اس وقت سلطنت روما کے تینوں شرکار، جو دُنیا پر حکمران ہیں ..... آپ کے جہاز پر موجود ہیں۔ اگر حکم ہو تو جہاز کا لنگر کاٹ دیا جائے۔ اور جب جہاز کچھ دُور سمندر میں نکل آئے تو پھر ان تینوں کے گلے پر چھُری پھیر دی جائے۔ پھر یہ دُنیا آپ کی ہو جائیگی۔

سیکسٹس پومپی :۔ ظالم یہ بات تو تیرے کرنے کی تھی کہنے کی نہ تھی۔ اگر میں نے ایسا کیا تو عہد شکن اور سفاک کہلاؤں گا۔ تو ایسا کرتا تو آقا کا کارگزار اور وفادار سمجھا جاتا۔ سمجھ لے کہ میں کسی نفع کے لئے اپنی عزت کو قربان کرنا نہیں چاہتا۔ عزت کے ساتھ کوئی نفع ملتا ہو تو اُسے قبول کر لوں گا۔ نادم اور پشیمان ہو کہ آج تیری زبان نے مجھ پر ایسے کام کو آشکارا کیا کہ اگر میری لاعلمی میں وہ انجام پاتا تو بعد کو میں اُسے اچھا سمجھنے لگتا۔ بس اب اس خیال کو اپنے دل سے نکال دے اور شراب پی۔

میناس :۔ (علیحدہ جا کر کہتا ہے) بس پومپی تیری بگڑی تقدیریں ہیں تیرا ساتھی نہیں۔ تو دولت کی تلاش ....

سیکسٹس پومپی :۔ یہ جام شراب لیپاڈس کی صحت کا ہے۔

انطونی :۔ لیپاڈس کو تو ساحل پر بھیج دیجئے۔ اس کے بدلے میں یہ جام شراب پیتا ہوں۔

اینوبربس :۔ (ایک جام اٹھا کر پیتا ہے اور کہتا ہے) میناس یہ تیرا جام صحت ہے۔

میناس :۔ اینوبربس آپ کا آنا مبارک ہے۔

سیکسٹس :۔ ساغر کو اتنا بھرو کہ شراب چھلکنے لگے۔

اینوبربس :۔ (لیپاڈس کو اٹھا کر ساحل پر لیجانے لگے تو بولا) دیکھو کیسا وزنی اور مضبوط آدمی ہے۔

میناس :۔ یہ اتنا بھاری ہے۔

اینوبربس :۔ بھاری کیوں نہ ہو۔ دنیا کا تہائی بوجھ ہے۔

میناس :۔ یا یہ کہئے کہ دنیا کا تہائی حصہ شراب کے نشے میں بیہوش ہے۔ اگر تمام دنیا مدہوش ہوئی تو پھر وہ اور بھی تیزی سے گردش کرنے لگے گی۔

اینوبربس :۔ خوب ہو کہ دنیا زور زور سے چکر کھانے لگے۔

سیکسٹس :۔ مگر ہماری یہ ضیافت ابھی تک اسکندریہ کی ضیافتوں کے ہم پلہ نہیں ہوئی۔

انطونی :۔ قریب قریب وہیں کی ضیافت کی برابر ہوئی جاتی ہی۔ خموں کے
مُنہ کھول دو۔ لو یہ جام صحت قیصر کا ہے۔

قیصر :۔ خوشی سے منظور کرتا ہوں۔ مگر جوں جوں شراب سے دماغ
کو پاک کرتا ہوں وہ اور مکدّر ہوا جاتا ہے اور یہ میرے لئے
محنت شاقہ ہے۔

انطونی :۔ زمانہ کے ساتھ چلنا پڑے گا۔

قیصر :۔ نہیں۔ میرا جواب یہ ہے کہ زمانہ کو اپنے قابو میں رکھئے۔
میں تو چار دن شراب سے تائب رہنے کو اس سے بہتر جانتا
ہوں کہ ایک ہی دن میں چار دن کی پی جائے۔

اینوبربس :۔ بہادر انطونی اگر آپ حکم دیں تو آج کی مے نوشی کی
خوشی میں مصر کے خدائے شراب بیکس کا ناچ ناچیں۔

سیکسٹس :۔ ہاں بہادر سپاہی اینوبربس ضرور ناچو۔

انطونی :۔ آؤ۔ ایک دوسرے کے ہاتھ پکڑ لیں اور اس وقت تک
ناچیں کہ شراب جو دُنیا کی فاتح ہے سارے حواس میں دُنیا
کو فراموش کر دے۔

اینوبربس :۔ سب ہاتھ ملا کر رقص کرو۔ جب تک ناچ کے لئے میں
سب کو ترتیب سے کھڑا کروں ساز اور باجے خوب بجتے رہیں۔
مُطرب بھی گانا شروع کرے۔ ہر بند کے ختم پر مصرعہ کی تکرار
خوب زور شور سے ہو۔

(باجے اور ساز خوب زور سے بجتے ہیں۔ اینوبربس سب کو ہاتھ میں ہاتھ
دیکر کھڑا کرتا ہے اور گیت اس طرح شروع ہوتا ہے)

اے شاہ رز

اے سلطان الخمر۔ چشم میگوں والے آ بکیس

اپنی شراب کی موجوں میں سارے افکار و آلام ڈبو دے۔

اپنے انگور کے خوشوں سے سارے سروں کے لئے تاج مہیا
کر۔

جب تک دنیا چل رہی ہے بس ساغر چلے۔

جب تک دنیا گردش میں ہے ساغر بھی گردش میں رہے۔

قیصر:۔ اب اس سے زیادہ اور کیا چاہئے۔ پومپی رات کا سلام قبول کرو۔ اور مجھے رخصت کی اجازت دو۔ ہمارے اور بہت سے اہم معاملات ہماری اس شراب خواری کو غصہ کی نظر سے دیکھ رہے ہیں۔ شریف پومپی اب مجھے اجازت دیجئے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ ہم نے اپنے چہرے شراب پی پی کر کیسے سرخ انگارہ کر لئے ہیں۔ اینوبربس گو مضبوط آدمی ہے مگر شراب کے سامنے اس کی قوت بھی زائل ہو چلی ہے۔ میری زبان نشہ میں لڑکھڑانے لگی ہے۔ منہ سے بات صاف نہیں نکلتی۔ مختلف رنگوں کی شرابوں کا جامہ جو ہم نے پہنا ہے اس نے ہمیں مسخروں کی صورت بنا دیا ہے۔ اب کچھ اور کہنا نہیں ہے۔

انطونی خدا حافظ۔ اپنا ہاتھ دو۔

سیکسٹس پومپی :۔ اب تک تو سمندر پر مے نوشی ہوئی ہے۔ اب زمین پر آپ کی پیش کردہ شراب پینی باقی ہے۔

انطونی :۔ ہاتھ دیجیئے۔ ضرور ضرور۔

سیکسٹس پومپی :۔ انطونی آپ میرے والد مرحوم کے مکان پر قابض ہیں۔ قبضہ جاری رکھیئے اب مجھے اس سے مطلب نہیں۔ اب ہم آپ دوست ہیں۔ آئیے جہاز سے اتر کر کشتی میں بیٹھیں۔

اینوبربس :۔ دیکھو بھولنا نہیں۔

(اینوبربس اور میناس کے سوا سب چلے جاتے ہیں)

میناس :۔ میں ساحل پر نہ جاؤں گا۔ اینوبربس آؤ۔ میرے کمرے میں چلو۔ واہ واہ سب چل دیئے۔ اور یہ نقّارے اور طبل، بانسریاں اور نفیریوں ہی رہے۔ انھیں خوب بجاؤ تاکہ سمندر کے دیوتا نیپٹیون کو معلوم تو ہو کہ ہم نے رخصت کے وقت کس زور شور سے اس کی سلامی اتاری تھی۔ جو لوگ ابھی گئے ہیں وہ بڑے آدمی تھے۔ بجاؤ خوب زور سے بجاؤ۔

(نقّاروں اور نفیر کی آواز بلند ہوتی ہے)

اینوبربس :۔ لیجئے۔ یہ ہے میری ٹوپی۔ کس زور سے اچھالتا

ہوں۔

(اتنا کہکر خوش ہو کر ٹوپی اُچھالتا ہے)

میناس :۔ آؤ۔ ایتھو برلیں۔

(سب چلے جاتے ہیں)

جزو ثالث

پہلا منظر

ملک شام کا ایک میدان

ونٹیدیوس لڑائی جیت کر سیلیوس اور دیگر معزز رومانیوں

افسروں اور سپاہیوں کے ساتھ آتا ہے۔ آگے

آگے پاکورس پسر اوروڈس بادشاہ

پارتھیا کی لاش ہے

ونٹیدیوس :- پارتھیا تو جو اپنے تیر اندازوں پر فخر و ناز کرتا تھا آج وہ مضروب و منکوب ہو گئیے۔ اور طالع خوش نے مجھے آج مارکس کراسوس کے خون کا انتقام لینے والا ثابت کر دیا۔ فوج کے جوانو! بادشاہ کے فرزند کا جنازہ آگے لے چلو۔ دیکھ اے بادشاہ اوروڈس تیرا فرزند پاکورس، مارکس کراسوس کی موت کی سزا بھگت رہا ہے۔

سیلیوس :- شریف ونٹیدیوس تیری تلوار پارتھیوں کے خون سے گرم ہے۔ اور تو ان فراریوں کے تعاقب میں ہے جو ملک

میدیا، ارض شبریہ میں بھاگ کر پناہ گزیں ہوئے ہیں یس ایسے مقامات پر اپنے رسالے ڈپٹا دے۔ سپہ سالار انطونی اب تجھے فتح وظفر کے رتھوں میں بٹھائیگا۔ اور تیرے سر سے پھولوں کے سہرے باندھے گا۔

ونٹیدیوس:۔ سیلیوس ہیلیوس میں نے بڑی محنت اور تندہی سے یہ خدمت ادا کی ہے۔ چونکہ درجے میں کم ہوں اس لئے ممکن ہے یہی کمی میرے کاموں کو ان کی اصلیت سے بڑھکر دکھائے۔ سیلیوس سمجھ لو کہ کسی کام کو اُنہوٗ اچھوڑ دینا اس سے بہتر ہے کہ اس میں ایسے وقت میں شہرت حاصل کی جائے جبکہ اپنا افسر بالا موقع پر موجود نہ ہو۔ یہ بالکل سچ ہی کہ قیصر اور انطونی نے اکثر فتوحات اپنے ماتحتوں کی ذریعہ حاصل کی ہیں۔ بذاتِ خود انھوں نے فتوحات کم کی ہیں۔ ملک شام میں سوسیوس جو میرے ہی درجے کا افسر ہے۔ اور انطونی کا اس زمانہ میں نائب تھا۔ جب اس نے جلد جلد معرکے سَر کر کے شہرت اور ناموری حاصل کی تو انطونی اس اس سے ناخوش ہو گیا۔ جو ماتحت ملازم لڑائی میں اپنے افسر سے بڑھکر کام کرتا ہے وہ گویا اس میں اپنے افسر کا افسر ہو جاتا ہے۔ اور جاہ و منصب حاصل کرنیکا شوق جو سپاہی کی خوبیوں میں شمار ہوتا ہے وہ بجائے فائق

پہونچانے کے نقصان کا موجب ہو جاتا ہے۔ اور اسی گمنامی کی حالت کس مپرسی میں چھوڑ دیتا ہے۔ انطونی کی ناموری کیلئے جو کچھ میں نے کیا ہے اس سے زیادہ کر سکتا تھا لیکن ڈرتا رہا کہ کہیں وہ ناراض نہ ہو جائے۔ اور اس ناراضی میں جو کچھ میں نے کیا ہے وہ بھی نہ غارت ہو جائے۔

سیلیوس:۔ ونتیدیوس تم میں تو وہ چیز موجود ہے جس کے بغیر ایک سپاہی کی تلوار شہرت حاصل نہیں کر سکتی۔ تم انطونی کو مژدۂ فتح بذریعہ تحریر روانہ کرو۔

ونتیدیوس:۔ ہاں میں بہت عجز و انکسار کے ساتھ اس فتح کی خبر انطونی کو دوں گا۔ اور تحریر کروں گا کہ یہ جو کچھ ہوا حضور ہی کے اقبال اور نام سے ہوا۔ اور حضور ہی کے علم اور بڑی تنخواہ دار فوجوں کی مدد سے ہوا۔ ہم نے پارتھیا کے شہزادوں کے توسنوں کو مریل ٹٹو بنا کر لڑائی کے میدان سی باھر کر دیا۔

سیلیوس:۔ انطونی آجکل کہاں ہے؟

ونتیدیوس:۔ اس وقت تو اس کا ارادہ ایتھنز جانیکا تھا اگر اس نے اجازت دیدی تو ہمیں اس فتح کا بارِ گراں اپنے سروں پر اٹھائے اس کے سامنے حاضر ہوں گے۔ اب چلیے آگے بڑھیے۔

(باہر چلے جاتے ہیں)

دوسرا منظر

رُوما۔ قیصر کے محل میں عقب کا ایک کمرہ

ایک دروازہ سے اگریپا اور دوسرے دروازہ سے اینوبربس

کمرہ میں آتے ہیں

اگریپا:۔ کیوں کیا سالے بہنوئی جُدا ہو گئے۔ دونوں نے اپنی اپنی راہ پکڑی۔

اینوبربس:۔ جی ہاں پومپی کے معاملہ کا تصفیہ ہو گیا اور وہ روانہ بھی ہو گیا۔ اب تینوں شرکاء سلطنت عہد نامہ پر اپنی اپنی مُہریں کر رہے ہیں۔ اوکٹیویا روما سے چلے جانے کے خیال سے روتی ہے۔ قیصر افسردہ خاطر ہے۔ اور میناس کا بیان ہے کہ لیپاپڈس نے جب سے پومپی کی ضیافت کھائی ہے وہ قلّت دم کے مرض میں مُبتلا ہے۔

اگریپا:۔ لیپاپڈس بڑا شریف آدمی ہے۔

اینوبربس:۔ ہاں کیوں نہیں۔ اور پھر قیصر سے اُسے بھی محبت ہے

اگریپا:۔ اور پھر مارک انطونی کی بھی کس قدر تعریف کرتا ہے۔

اینوبربس:۔ واہ واہ قیصر تو آدمیوں میں خدائے جوپیٹر کا درجہ رکھتا ہے۔ اچھا۔ اب آپ سوار ہو جائیں۔ اگریپا آپ کو

خدا کے سپرد کیا۔

اگریپا :۔ زندہ رہو۔ بہادر سپاہی اینوبربس۔ تمہاری رائے اور تمہارا فیصلہ ہمیشہ اچھا رہا۔ خدا حافظ۔

(قیصر، انطونی، لیپادس، اوکتے ویا سامنے آتی ہیں)

انطونی :۔ اب آگے تکلیف نہ کریں۔

قیصر :۔ انطونی۔ اب آپ میری جسم و جان کا ایک بڑا حصہ لے چلے ہیں۔ اپنی بیوی کے ساتھ اچھا سلوک کر کے مجھ پر احسان کرتے رہنا۔ بہن اوکتے ویا تو ایسی اچھی بیوی بنیو جیسے میں میں اچھی بیوی سمجھتا ہوں۔ اور جو باتیں تیری غلبت میں میں نے انطونی سے کہی ہیں ان کو صحیح ثابت کر کے اپنی خوبیوں کا ثبوت دینا۔ شریف انطونی اس نیکی کی تعمیر کو جو ہماری تمہاری محبت کو پختہ کرنیوالی ہے ایسی چیز نہ بنانا جو ہم دونوں کی محبت کے حصارِ سنگین کو توڑ دے۔ بہتر ہوتا کہ بغیر اوکتے ویا کے ہماری تمہاری محبت پختہ ہوتی۔

انطونی :۔ اوکتے ویا اور اپنی محبت میں شکوک ظاہر کر کے مجھے ناخوش نہ کیجئے۔

قیصر :۔ مجھے جو کچھ کہنا تھا کہہ چکا۔

انطونی :۔ گو آپ کو اس بارے میں تشویش ہو۔ لیکن جس بات کا آپ کو خوف ہے اس کے پیدا ہونے کی کوئی وجہ پیش نہیں

آئینگی ۔ خدا آپ کو اپنی حفظ و امان میں رکھے ۔ اور رومانیوں کے دل آپ کے مقاصد کو ایفا کرنے میں ہمیشہ مضبوط رہیں اب ہم آپ سے رخصت چاہتے ہیں ۔

قیصر :۔ اچھا خدا حافظ ۔ پیاری بہن تجھے خدا کو سونپا ۔ ارباب فلک تجھ پر مہربان رہیں ۔ تیری جان کو ہر طرح کا عیش و آرام نصیب رہے ۔ تجھے خدا کے سپرد کیا ۔

اوکٹے ویا :۔ خدا حافظ میرے پیارے شریف بھائی ۔

انطونی :۔ اوکٹے ویا کی آنکھوں میں آنسو ایسے بھرے ہیں جیسے موسم بہار کے بادلوں میں پانی بھرا ہو ۔ یہ آنسو اس بارانِ رحمت کے قطرے ہیں جو بہار کو لاتے ہیں ۔ اوکٹے ویا خوش رہو ۔ رنج کو پاس نہ آنے دو ۔

اوکٹے ویا :۔ بھائی ! آپ میرے شوہر کے مکان کی حفاظت کا بندوبست کر دیں ۔

قیصر :۔ اوکٹے ویا ۔ کچھ اور کہنا ہو تو کہدو ۔

اوکٹے ویا :۔ اور جو کچھ کہنا ہے وہ آپ کے کان میں کہونگی ۔

انطونی :۔ اوکٹے ویا کی زبان دل کے خیالات کو ادا نہیں کر سکتی اور دل غم سے ایسا بھرا ہے کہ وہ اپنے خیالات زبان تک نہیں لا سکتا ۔ بھائی سے جدا ہونے اور شوہر کے ساتھ جانے میں اوکٹے ویا کے جذبات کا حال تو بطوں کے نرم پروں کا

سا ہو رہا ہے کہ جب موج بلندی پر ہوتی ہے تو نہ ادھر ہلتے ہیں نہ اُدھر۔

اینوبربس :۔ (اگریپا سے کہتا ہے) کیا قیصر بھی روئیگا۔

اگریپا :۔ (اینوبربس سے کہتا ہے) چہرے پر غبار تو ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔

اینوبربس :۔ انسان تو انسان اگر گھوڑا بھی ہوتا تو آنکھوں سے آنسو نکل پڑتے۔

اگریپا :۔ (اینوبربس سے کہتا ہے) کیوں نہیں۔ اینوبربس۔ انطونی نے جب جولیوس سیزر کو مرتے دیکھا تھا تو دھاڑیں مار کر رونے لگا تھا۔ اور یہی حال ان کا اس وقت تھا جبکہ فلیپائی کی لڑائی میں بروٹس کو روتے دیکھا تھا۔ اس سال تو انطونی کو رونے کا مرض سا ہو گیا تھا۔ جس چیز کو خود غارت کرتا تھا اس پر روتا بھی تھا۔ اور اس طرح اُسے روتا دیکھکر مجھے بھی رونا آتا تھا۔

قیصر :۔ نہیں بہن او کتے دیا۔ میں تجھے بھولوں گا نہیں۔ برابر خط لکھتا رہوں گا۔ جان جسم سے چلی جائے مگر تیری یاد دل سے نہ جائیگی۔

انطونی :۔ قیصر ادھر آئیے ادھر۔ میں اپنی محبت کے بل بوتے پر آپ سے کُشتی لڑوں گا۔ دیکھئے یوں داؤں پر لایا اور یوں

چھوڑ دیا۔ اور آپ کو خدا کے سپرد کیا۔

قیصر:۔ دونوں کو خدا کے سپرد کیا۔ خوش رہو۔ آباد رہو۔

(بھائی بہن کا بوسہ لیتا ہے)

انطونی:۔ خدا حافظ۔

(باجے بجتے ہیں اور سب چلے جاتے ہیں)

تیسرا منظر

اسکندریہ۔ کلابطرہ کا محل

کلابطرہ اور اس کی خواصیں چارمیاں۔ ایراس مع ایلکساس ملازم کے آتے ہیں۔

کلابطرہ:۔ وہ آدمی کہاں ہے۔

ایلکساس:۔ سامنے آتے ہوئے ڈرتا ہے۔

کلابطرہ:۔ جاؤ۔ اُسے ابھی حاضر کرو۔

(قاصد پہلے کی طرح پھر سامنے آتا ہے)

کلابطرہ:۔ اِدھر آؤ۔

ایلکساس:۔ ملکہ عالم یہودیہ کا بادشاہ ہیرود بھی آپ کی صورت اُس وقت دیکھ سکتا تھا جبکہ اس کا مزاج درست ہوتا تھا۔

کلابطرہ:۔ اس ہیرود کا سر میں طلب کروں گی۔ لیکن افسوس انطونی اب چلا گیا۔ یہ کیونکر ممکن ہوگا۔ وہ یہاں ہوتا تو ہیرود کا

سر تن سے جدا کر نیکی فرمائش کرتی۔ قاصد قریب آ۔

قاصد:۔ جہاں پناہ۔

کلابطرہ:۔ کیا تو نے اوکتے ویا کو دیکھا تھا؟

قاصد:۔ حضور دیکھا تھا۔

کلابطرہ:۔ کہاں دیکھا تھا؟

قاصد:۔ حضور روما میں۔ اور یہ بھی دیکھا تھا کہ وہ انطونی اور قیصر کے بیچ میں کھڑی تھیں۔

کلابطرہ:۔ بتا کیا اس کا قد بھی اتنا ہی ہے جتنا کہ میرا ہے۔

قاصد:۔ نہیں حضور ان کا قد اتنا نہیں ہے جتنا کہ آپ کا ہے۔

کلابطرہ:۔ تو نے اُسے باتیں کرتے سُنا تھا۔ آواز تیز ہے یا ہلکی۔

قاصد:۔ ملکہ عالم میں نے انھیں بات کرتے سُنا تھا۔ آواز اُنکی ہلکی ہے۔

کلابطرہ:۔ یہ بات تو اس کے حق میں اچھی نہیں۔ انطونی اُسے زیادہ مدت تک پسند نہیں کر سکے گا۔

چارمیاں:۔ پسند نہیں کرے گا۔ ارے خدایا۔ یہ ناممکن ہے۔

کلابطرہ:۔ چارمیاں! میرا خیال تو یہی ہے آواز کی ہلکی۔ قد کی بونی۔ تو پھر شان ہی کیا رہی۔ جب تم کسی ملکہ کو دیکھوگی تو خیال رکھنا کہ قد بالا اور آواز تیز ہوگی۔

قاصد:۔ حضور چال بھی بہت آہستہ ہے۔ چلنے اور کھڑے ہونے

ہیں فرق نہیں معلوم ہوتا۔ جسم ہی جسم سمجھیئے۔ جان نہیں ہے
ایک بُت بے جان باور فرمائیں جس میں سانس تک چلتا
نہیں معلوم ہوتا۔

کلابطرہ:۔ کیا یہ جو کچھ تو نے کہا سچ ہے۔

قاصد:۔ اگر ایسا نہ نکلے تو حضور مجھے اندھا تصور فرمائیں۔

چارمیاں:۔ حضور تین آدمی بھی اس قاصد کی مانند نظر کے تیز
اور بات کے پرکھنے والے تمام ملک مصر میں نہ نکلیں گے۔

کلابطرہ:۔ یہ قاصد حقیقت میں بہت ہوشیار معلوم ہوتا ہے۔
یہ تو میں بھی سمجھ رہی ہوں کہ اوکٹیویا میں اس نے کوئی
خوبی نہیں بتائی۔ اس آدمی کو صورت کے پرکھنے میں بڑی
تمیز ہے۔

چارمیاں:۔ خاصکر اس بات میں بڑی لیاقت رکھتا ہے۔

کلابطرہ:۔ قاصد تو نے کچھ اس کی عمر کا اندازہ بھی کیا تھا۔

قاصد:۔ ملکہ عالم پہلے وہ بیوہ تھیں۔

کلابطرہ:۔ چارمیاں سُنتی ہے۔ انطونی سے بیاہ سے پہلے
اوکٹیویا بیوہ تھی۔

قاصد:۔ حضور میرے خیال میں تو عمر تیس برس کی ہوگی۔

کلابطرہ:۔ تجھے اس کا چہرہ یاد ہے لمبا ہے یا گول۔

قاصد:۔ حضور۔ بالکل گول ہے۔

کلابطرہ :۔ گول چہرے والے اکثر بیوقوف ہوا کرتے ہیں ۔
بالوں کا رنگ کیسا ہے ؟

قاصد :۔ حضور۔ رنگ بالوں کا بھورا ہے ۔ اور پیشانی اتنی تنگ ہے جس قدر تنگ ہوتی ممکن ہے ۔

کلابطرہ :۔ میں تجھے انعام میں اشرفیاں دیتی ہوں ۔ پہلے جو کچھ سختی میں نے تجھ پر کی تھی اس کا خیال نہ کیجیئو۔ میں پھر تجھ سے خدمت لوں گی ۔ تو بڑا لائق کارگزار ہے ۔ بس تیار رہ ۔ خطوط لکھے ہوئے رکھے ہیں ۔

(قاصد باہر چلا جاتا ہے)

چارمیاں :۔ حضور۔ یہ آدمی بہت ٹھیک ہے ۔

کلابطرہ :۔ اس میں مطلق شبہ نہیں ۔ بہت ٹھیک آدمی ہے ۔ مجھے افسوس ہے کہ میں نے پہلے اس پر تشدد کیوں کیا تھا ۔ اس کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ اوکٹے ویا کچھ بھی نہیں ہے ۔

چارمیاں :۔ حضور۔ کچھ بھی نہیں ۔

کلابطرہ :۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس قاصد نے بڑے بڑے بادشاہوں کو دیکھا ہے اور وہ جانتا ہے کہ بادشاہی شان کس کو کہتے ہیں ۔ چارمیاں تجھ سے ایک بات اور پوچھنی ہے ۔ میری اچھی چارمیاں اچھا کچھ نہیں بس جا اور اس قاصد کو وہاں لیکر آ جہاں میں

بیٹھکر لکھا کرتی ہوں۔ تاکہ یہاں کی باتیں سب ٹھیک ہو جائیں۔

چوتھا منظر

ایتھنز۔ انطونی کا مکان

انطونی اور اوکٹے ویا آتے ہیں

انطونی :۔ نہیں۔ نہیں۔ اوکٹے ویا۔ ایسی ہی اور ہزاروں باتیں ہیں جو معاف کرنے کے قابل نہیں۔ لیکن اب تو قیصر نے سیکسٹس پومپی سے تجدید جنگ کی ہے اور ہم سے پوچھا تک نہیں۔ اور روما کے عوام النّاس کو خوش کرنے کیلئے اپنا یہ ارادہ ان پر ظاہر بھی کر دیا۔ جہاں کہیں میرا ذکر کیا رنجش و ناراضی کے ساتھ کیا بلکہ ایسی صورتوں میں بھی جہاں میرا تذکرہ عزّت و توقیر کے ساتھ ہونا چاہیئے تھا وہاں بھی میرے ساتھ انصاف نہیں کیا۔ میری عزّت و نیکنامی کو اپنے حق میں مُضر سمجھا۔ اور جو موقعے ایسے آئے کہ میری تعریف کی جاتی تو اُن سے گریز کیا۔ اگر کوئی کلمۂ خیر میری نسبت کہا بھی تو ادھورے دل سے محض زبان سے کہا۔ دل کو اس سے کوئی تعلق نہ تھا۔

اوکٹے ویا :۔ میرے سرتاج آپ ایسی باتوں کا یقین نہ کریں۔

اور اگر یقین ہی کرتے ہیں تو ان پر اپنی خفگی ظاہر نہ کیجئے۔ اگر یہ نفاق پڑا تو کوئی عورت بیچ میں آ کر مجھ سے بڑھکر بدنصیب نہ ہوگی۔ دُعائیں میں دونوں کیلئے مانگوں گی۔ مگر میری دُعائیں سُن کر آسمان کے دیوتا مجھ پر ہنسیں گے۔ جب شوہر کیلئے دُعا مانگوں گی کہ اس پر مہربانی کرو تو یہ دعا اُس وقت بیکار ہوگی جب بھائی کے حق میں اسی لئے ہاتھ اٹھاؤں گی شوہر اور بھائی کیلئے دعائیں مانگنی ایسی ہی متضاد ہونگی کہ ایک دوسری کو بے اثر کر دیتی۔ ان دو صورتوں کے علاوہ بیچ میں کوئی تیسری صورت نظر نہیں آتی۔

انطونی:۔ پیاری اوکٹیویا اپنی محبت و الفت کو اس درجے پر پہنچا دے کہ اُسے مضبوطی اور استواری کے ساتھ استقرار ہو جائے۔ اگر اس میں میری عزت جاتی رہی تو میں کہیں کا نہ رہا۔ بہتر ہوتا کہ آج میں تیرا شوہر نہ ہوتا۔ کیونکہ جب میں عزت سے محروم ہوا تو میں اس لائق نہ رہا کہ تم میری بیوی رہو۔ لیکن تم نے ابھی کہا تھا کہ تم خود جا کر اور درمیانی بن کر مصالحت کرا دو گی۔ بہتر ہے جاؤ۔ مگر سمجھ لو کہ جب تک بیچ بچاؤ ہوگا میں لڑائی کیلئے فوجیں تیار کر لوں گا۔ اور پھر تمہارے بھائی کے نام کو داغ نہ لگایا ہو تو نام نہیں۔ جسقدر عجلت ممکن ہو کرو۔ تاکہ میں اپنا یہ مقصد پورا کروں۔

او کتے ویا :۔ شوہر میں آپ کی ممنون ہوئی۔ خدا نے جسے سب قدرت ہے مجھ جیسی کمزور عورت کو آپ دونوں میں مصالحت کرانیوالا تجویز کیا ہے۔ تم دونوں میں جب لڑائی ہوگی تو زمین شق ہوکر اس میں ایک غار پڑ جائیگا۔ اس غار کو بھرنے کے لئے گُشت و خون اور کشتوں کے پشتے درکار ہونگے۔

انطونی :۔ جب تمھیں معلوم ہو جائے کہ نزاع کس نے شروع کی ہے تو تم اپنی ناخوشی بھی اسی سے شروع کرنا۔ کیونکہ ہم دونوں کے قصور ایسے برابر کے نہ نکلیں گے کہ تم اپنی محبت کو ہم دونوں میں مساوی طور پر تقسیم کرسکو۔ تم اپنی روانگی کا جلد بندوبست کرو۔ جن کو چاہو اپنے ہمراہ لے جاؤ۔ مصارف سفر کیلئے جس قدر روپئے کی ضرورت ہو وہ لے لو۔

پانچواں منظر

ایتھنز۔ انطونی کے محل کا دُوسرا کمرہ

اینوبربس اور ایروس، انطونی کے دوست آکر باہم مُلاقات کرتے ہیں۔

اینوبربس :۔ کہو دوست ایروس کیا حال ہے۔

ایروس :۔ کچھ عجیب خبریں سُننے میں آرہی ہیں۔

اینوبربس :۔ وہ کیا ؟

ایروس :۔ سننے میں آیا ہے کہ قیصر اور لیپاپدس نے سیکسٹس پومپی کو اشتہار جنگ دیدیا ہے۔

انیوبرس :۔ یہ خبر تو پرانی ہے اس کے بعد بھی کچھ ہوا۔

ایروس :۔ ہوا کیوں نہیں۔ قیصر نے پہلے تو پومپی سے لڑنے میں لیپاپدس سے کام نکالا۔ اور پھر اسے سلطنت میں اپنا شریک رکھنے سے انکار کر دیا۔ اور اس لڑائی میں جو فتح ہوئی تھی اس سے لیپاپدس کو کچھ حصّہ نہ دیا۔ اور اُلٹا الزام یہ لگایا کہ اس نے لڑائی سے پہلے چند خطوط پومپی کو لکھے تھے۔ چنانچہ اس الزام میں اپنے ہی حکم سے اس نے لیپاپدس کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ غرض سلطنت کا یہ تیسرا شریک آجکل قیدخانہ میں ہے۔ اور اب موت ہی اُسے اس قید سے رہا کرے تو رہا ہو۔

انیوبرس :۔ تو یوں سمجھئے کہ دُنیا کی حکومت میں اب دو شریک رہ گئے۔ اس سے زیادہ نہ رہے۔ بس ایک قیصر اور دوسرا انطونی۔ ان دونوں کے لڑنے میں کوئی چیز اس وقت تک مزاحم نہیں ہو سکتی جب تک کہ ایک دوسرے کو غارت نہ کر دے انطونی آجکل کہاں ہیں۔

ایروس :۔ انطونی باغ میں چہل قدمی کر رہا ہے۔ اور کچھ اس طرح ٹہلتا ہے کہ اگر سامنے کوئی تنکا آجاتا ہے تو اسے پاؤں سے

ہٹا کر کہتا ہے۔ "احمق لیپا یدس" تیرے جس افسر نے پومپی کو مارا ہے تو اس کا گلا گھوٹنے کی فکر میں ہے"۔

اینوبربس:۔ ہمارا جنگی جہازوں کا بیڑا کہاں ہے۔

ایردس:۔ قیصر سے لڑنے ایطالیہ جانیوالا ہے۔ اور بڑی بات یہ ہے کہ انطونی کا حکم ہے کہ اینوبربس فوراً اس کے سامنے حاضر ہو۔

اینوبربس:۔ یہ حکم کچھ اہمیت نہیں رکھتا۔ بہر حال جانا ضروری ہے۔ آپ مجھے انطونی کے سامنے لے چلیں۔

چھٹا منظر

روما۔ قیصر کا محل

قیصر، اگریپا اور میکی ناس آتے ہیں

قیصر:۔ روما کی ذلّت و رسوائی کیلئے یہ سب کچھ اس نے کیا ہے۔ اسکندریہ میں جو روش اس نے اختیار کی وہ عجیب تھی۔ شہر کے چوک میں چاندی کا چبوترہ تیار کرا کے اس پر دو سونے کے تخت بچھوائے۔ ایک پر خود بیٹھا اور دوسرے پر کلابطرہ کو بٹھایا۔ گویا یہ دونوں کی تخت نشینی کی رسم تھی۔ سیزرون جس کی نسبت مشہور ہے کہ وہ میرے باپ کے صُلب سے ہے، اور اس کے ساتھ وہ تمام ناجائز اولاد جو سیزرون

کے بعد انطونی اور کلابطرہ کی عیاشی اور شہوت رانی کا نتیجہ ہے ماں باپ کے قدموں کے پاس بیٹھے۔ کلابطرہ کو مصر کی کی ملکہ قرار دیکر جنوبی شام، قبرص اور لائیڈیا پر اختیارات اس طرح عطا کئے ہیں کہ گویا کلابطرہ کو ان ملکوں کا بادشاہ مطلق العنان بنا دیا۔

میکی ناس:۔ کیا یہ جشن علانیہ تمام رعایا کے سامنے کیا گیا۔

قیصر:۔ جی ہاں اسکندریہ کے ورزش خانہ میں جہاں ہر خاص و عام کا گذر ہے۔ انطونی نے اپنے بیٹوں کو بادشاہوں کا بادشاہ قرار دیا۔ میڈیا، پارتھیا اور ارمینیہ اس نے اپنے بڑے فرزند الگزانڈر کو بخشے۔ اور بطلیموس کو جو کلابطرہ کے بطن سے ہے شام، صقلیہ اور فنیقیہ کا بادشاہ بنایا۔ کلابطرہ تخت پر ایک دیبی کے لباس میں رونق افروز تھی۔ اور بیان ہوا ہے کہ اس سے پہلے بھی ایک دربار اس شکل و ہیئت میں ہوا تھا۔

میکی ناس:۔ جمہور روما کو اس کی اطلاع باقاعدہ طور پر ہونی ضروری تھی۔

اگریپا:۔ روما کے لوگ اس کی انہی حرکتوں سے بیزار ہو چکے ہیں اور جو کچھ بھی اچھا خیال انطونی کی نسبت ان کے دلوں میں تھا اب وہ بھی قطعی دُور ہو جائیگا۔

قیصر:۔ جمہور کو اس کی اطلاع ہے۔ اور جو الزام انطونی نے عائد کئے ہیں وہ بھی جمہور کے پاس پہنچ گئے ہیں۔

اگریپا:۔ انطونی نے کسے ملزم قرار دیا ہے۔

قیصر:۔ مجھ کو۔ ایک الزام یہ بھی ہے کہ صقلیہ میں سیکسٹس پومپی کو لوٹ کر وہاں کے مال غنیمت سے انطونی کو حصہ نہیں دیا گیا۔ ایک اور الزام یہ ہے کہ انطونی نے چند جہاز قیصر کو مستعار دیئے تھے۔ وہ جہاز قیصر نے اب تک واپس نہیں کئے۔ اس کے بعد جس الزام پر سب سے زیادہ زہر اُگلا ہے وہ یہ ہے کہ لیپاڈس کو حکومت سے کیسے معزول کر دیا۔ چونکہ ایسا ہوا ہے اس لئے ہم نے بھی واصلات ملک کی وہ رقم جو قیصر کا حصہ ہوتی تھی روانہ کرنے سے روک دی ہے۔

اگریپا:۔ جناب والا۔ ان الزاموں سے آپکی صفائی ہونا ضروری ہے۔

قیصر:۔ صفائی کے بیانات اور قاصد روانہ ہو چکے ہیں۔ صفائی میں بیان ہوا ہے کہ لیپاڈس بہت ظالم و سفاک ہو چلا تھا۔ اس نے اپنے اعلیٰ اختیارات ناجائز طور پر استعمال کئے۔ اور وہ فی الواقع معزولی کے لائق تھا۔ اور اس قابل تھا کہ نظر بند کر دیا جائے۔ جس قدر ملک میں نے فتح کئے تھے ان میں سے انطونی کو حصہ دے چکا ہوں۔ اور یہ کہ میں بھی

اس کے مفتوحہ ممالک ارمینیہ یا دیگر ممالک سے جن پر اس کا قبضہ ہوا ہے اپنا قبضہ چاہتا ہوں۔

میکی ناس :۔ انطونی کبھی اس بات کو نہ مانے گا۔

قیصر :۔ اگر وہ نہ مانیگا تو ہم بھی جو کچھ وہ کہتا ہے نہ مانیں گے۔

(اوکٹے ویا مع اپنے ملازموں کے اندر آتی ہے)

اوکٹے ویا :۔ زندہ باش۔ سرخاندان زندہ باش۔ میرے پیاری بھائی قیصر۔

قیصر :۔ کہیں ایسا تو نہیں ہوا کہ شوہر نے تجھے گھر سے نکال دیا ہو۔

اوکٹے ویا :۔ نہ تو نکالنے کا لفظ کسی سے سُنا اور نہ ایسا سمجھنے کی کوئی وجہ۔

قیصر :۔ تم ایسی چپ چاپ یہاں آئی ہو کہ نہیں معلوم ہوتا کہ تم قیصر کی بہن اور انطونی کی بیوی ہو۔ نہ تمھاری آگے آگے کوئی فوج ہے جو تمھاری آمد کی خبر دیتی نہ تمھارے جلو میں سوار اور پیدل ہیں کہ گھوڑوں کے ہنہنانے کی آواز سے معلوم ہو جاتا کہ تم آرہی ہو۔ اور نہ راستوں میں لوگ دو طرفہ درختوں پر چڑھے تمھارا انتظار کرتے نظر آئے۔ اور انتظار بھی وہ کہ جب تمھیں دیکھنے میں دیر ہوتی تو آدمی غش کھا کھا کر گرنے لگتے۔ تمھاری سواری میں اتنا لشکر ہونا چاہیئے تھا کہ زمین سے گرد اٹھ کر آسمان تک پہنچتی

تم تو اس طرح آئی ہو جیسے کوئی گاؤں کی لڑکی شہر میں کچھ بیچنے آئے۔ تم نے ہمیں اپنی محبت ظاہر کرنیکا موقع نہ دیا۔ جس کے معنی یہ ہوئے کہ گویا ہمیں تم سے محبت نہ تھی۔ ہم تمھارے استقبال کو خشکی اور تری کے راستوں سے جاتے اور ہر منزل اور ہر مرحلے پر تمھارے خیر مقدم کا انتظام کرتے۔

او کتے و یا:۔ اچھے بھائی میں آپ کے پاس کسی مجبوری کی وجہ سے نہیں آئی ہوں۔ میرے شوہر مارک انطونی نے جب سُنا کہ آپ جنگ کی تیاری کرتے ہیں تو انھوں نے یہ بات مجھ سے بھی کہی۔ مجھے سُنکر سخت صدمہ ہوا۔ اور میں نے اُن سے کہا کہ میں روما واپس جانا چاہتی ہوں۔

قیصر:۔ ایسی درخواست تو تمھارے شوہر نے سنتے ہی منظور کرلی ہوگی۔ تمھاری موجودگی تو انطونی اور اس کی آشنا کلا بطرہ میں مخل ہوتی ہوگی۔

او کتے و یا:۔ بھائی آپ ایسا نہ فرمائیں۔

قیصر:۔ میں تو انطونی کی حالت پر غور کرتا رہا ہوں۔ اس کے معاملات کی خبریں ہوا سے اُڑ کر برابر میرے پاس پہنچتی رہی ہیں۔ وہ آجکل ہے کہاں۔

او کتے و یا:۔ بھائی۔ آجکل وہ ایتھنز میں ہیں۔

قیصر:۔ بہن سنو۔ میرے ساتھ سخت بدسلوکی کی گئی ہے۔ اس کی آشنا کلاپطرہ نے اسے اشارہ سے بلایا ہوگا۔ اور یہی طریقہ اس نے دُنیا بھر کے بادشاہوں کو جنگ میں بلانے کا اختیار کیا ہے۔ اس نے بادشاہ لیبیہ بوکس اور بادشاہ کپادا سیہ ارکی لاس اور شاہ پفلی گونیا فلید یفیوس اور تھراکی بادشاہ ادالاس اور عربستان کے مَلِک ملکوس اور بنطش کے بادشاہ اور یہودیہ کے مَلِک ہیرود اور کوماگینی کے بادشاہ متری داتیس اور میدلی اور لاکونیہ کے شاہان پولیمون اور امتناس کو اس جنگ میں شرکت کو بلایا ہے۔ ان کے علاوہ اور بڑے بڑے تاجداروں کو اس لڑائی میں شریک ہونے کے لئے مدعو کیا ہے۔

اوکتے ویا:۔ افسوس تو مجھ مصیبت زدہ پر ہے جس کا دل شوہر اور بھائی میں پڑا ہے۔ لیکن وہ دونوں آپس میں دشمن ہوگئے ہیں اور ایک دوسرے کے درپئے آزار ہیں

قیصر:۔ اوکتے ویا تو اور تیرا یہاں آنا مجھے عزیز ہے۔ تیرے ہی خطوں کی وجہ سے ہم نے اس جنگ میں التوا کیا۔ جب تک مجھے یہ نہ معلوم ہوگیا کہ تیرے شوہر کا برتاؤ تیرے ساتھ کیسا بُرا ہے اور یہ نہ سمجھ لیا کہ اگر غفلت کی تو ساری حالت خطرناک ہو جائیگی ہم نے جنگ کا مصمم قصد نہیں کیا۔ تو اپنا

دل خوش رکھ۔ زمانہ کی بُری حالت کو دیکھکر پریشان نہو۔ جس نے تیری اطمینان کی حالت میں شدید تفکرات پیدا کرکے خلل ڈالا ہے اس سے خدا سمجھے گا۔ جو باتیں مقدر میں ازلی ہیں وہ کسی کے روکے نہیں رُک سکتیں۔ ہر حال میں وہ اپنا دَور پورا کریں گی۔ وطن میں تیرا آنا مبارک ہے۔ تجھ سے زیادہ مجھے کوئی چیز عزیز نہیں۔ تیری شوہر نے تیری توہین اس درجہ کی ہے جو پہلے ہماری وہم وگمان میں بھی نہ آسکتی تھی۔ آسمان کے دیوتا تیرے ساتھ انصاف کرتے ہیں تجھے اور ان کو جو تیرے ساتھ محبت رکھتے ہیں اپنا خادمِ کارگذار بنائیں۔ یہاں تیرے لئے راحت و آرام سب موجود ہے۔ شوق سے آ اور رہ۔

اگریپا:۔ آپ کا تشریف لانا سب کیلئے باعثِ مسرت ہے روما میں کوئی دل ایسا نہیں جو آپ کیلئے نہ کڑھتا ہو اور آپ کو رحم کی نظر سے نہ دیکھتا ہو۔ اس آوارہ و بدکار انطونی نے جس کی نالائق حرکتیں دُنیا میں مشہور ہو چلی ہیں آپ کو اپنے سے دُور کر دیا۔ اور اپنی قوت اور اختیارات ایک بدکار عورت کے حوالے کر دیئے جس نے ہمارے خلاف ایک شور برپا کر دیا ہے۔

اوکتے ویا:۔ کیا واقعی ایسا ہے؟

قیصر :۔ یقیناً حالت یہی ہے ۔ بہن اچھا ہوا تو یہاں آگئی ۔ برائے خدا صبر سے کام لے ۔ میری بہت پیاری بہن ۔

ساتواں منظر

اکیتوم کے قریب انطونی کی لشکرگاہ

کلابطرہ اور اینوبربس آتے ہیں

کلابطرہ :۔ اینوبربس سنو ۔ میں تم سے سیدھی اور صاف بات کروں گی ۔ جس میں شک و شبہ کی مطلق گنجائش نہ ہوگی ۔

اینوبربس :۔ یہ کیسے ۔ کوئی خاص سبب ۔ باعث ۔

کلابطرہ :۔ تم نے ان لڑائیوں میں میری موجودگی کو برا سمجھکر کہا کہ میری شرکت کسی طرح مناسب نہیں ۔

اینوبربس :۔ تو کیا ایسا نہیں ہے ؟

کلابطرہ :۔ جب ان لڑائیوں کا اعلان ہمارے مقابلہ میں ہوا ہے اور ان میں شرکت ہماری مرضی اور خوشی ہے تو پھر ہم کیوں بذاتِ خود ان میں موجود نہ ہوں ۔

اینوبربس :۔ (علیحدہ کہتا ہے) کاش اس کا جواب جیسا جی چاہتا ہے دے سکتا ۔

کلابطرہ :۔ یہ تم نے کیا کہا ؟

اینوبربس :۔ میرا خیال تھا کہ ان لڑائیوں میں آپ کی موجودگی انطونی

کو پریشان رکھے گی۔ اور اس کے دل و دماغ سے وہ کل باتیں رفو چکر ہو جائیں گی جن کا خیال رکھنا ایسے موقعوں پر ضروری ہوتا ہے۔ اس وقت انطونی کو یہ الزام دیا جاتا ہے کہ وہ مستقل مزاج نہیں۔ روما میں لوگ کہتے ہیں کہ پوتی نوس ایک خنثیٰ اور چند خواصیں اس لڑائی میں منتظم اور مہتمم ہیں۔

کلاپطرہ:۔ خدا کرے روما ڈوب جائے اور وہ زبانیں جو ہمیں بُرا کہتی ہیں گل سڑ جائیں۔ اس جنگ کے مصارف ایک حد تک ہم نے برداشت کئے ہیں۔ چونکہ میں اپنے ملک کی ملکہ ہوں اس لئے بہ حیثیت ایک مرد تاجدار کے جنگ میں میری موجودگی ضروریات سے ہے۔ اینوبربس اس بات میں تم ہماری مخالفت نہ کرو۔ میں مصر میں نہیں بیٹھی رہوں گی لڑائی پر ضرور جاؤں گی۔

اینوبربس:۔ مجھے جو کچھ عرض کرنا تھا وہ کر دیا۔ لیجئے وہ شہنشاہ خود تشریف لا رہے ہیں۔

انطونی اور کینیدیوس آتے ہیں

انطونی:۔ کینیدیوس کیا یہ حیرت کا مقام نہیں ہے کہ قیصر اس قدر جلد تارنتم اور برندیسم سے نکل کر بحر آئی اونیا کو جہاز پر بیٹھکر تورنی پر قابض و متصرف ہو جائے۔ پیاری ملکہ کلاپطرہ تم نے

بھی تو یہ خبر سُنی ہوگی۔

کلاپطرہ :۔ جو لوگ خود بہت کاہل ہوتے ہیں وہ عجلت اور ہوشیاری کی ہمیشہ تعریف کرتے ہیں۔

انطونی :۔ واہ کیا خوب چشم نمائی ہے۔ یہ بات تو وہ ہوئی جو بڑے بڑے مردانِ کارزار غافلوں اور کاہلوں کو تنبیہاً کہتے ہیں۔ کینیڈیوس ہم قیصر سے سمندر پہ لڑیں گے۔

کلاپطرہ :۔ سمندر کی لڑائی کے سوا ابھی لڑنے کی کوئی صورت ہے؟

کینیڈیوس :۔ انطونی۔ حضور کو بحری جنگ کا خیال کیوں پیدا ہوا۔

انطونی :۔ اس لئے کہ قیصر نے بحری جنگ کی جسارت کی ہے۔

اینوبربس :۔ یہ تو ایسی ہی بات ہوئی جیسے حضور نے قیصر سے تنہا لڑنے کی جسارت فرمائی تھی۔

کینیڈیوس :۔ یا جیسے انطونی نے پہلے فرسالیا پر لڑنے کو کہا تھا۔ جہاں سیزر اور پومپی اعظم میں جنگ ہوئی تھی۔ لیکن قیصر نے اس خیال سے کہ وہاں لڑنے میں اس کا کوئی نفع نہیں ہے فرسالیا پر لڑنے سے انکار کر دیا۔ اسی طرح حضور بھی بحری جنگ سے انکار کر سکتے ہیں۔

اینوبربس :۔ حضور کے جنگی جہازوں پر فوجیں اچھی نہیں ہیں۔ اُن میں اکثر سپاہی خچروں کے ہانکنے والے یا کھیتوں کے کاٹنے والے مزدور بھرے ہیں جو جلدی میں اناپ شناپ بھرتی کر لئے

گئے ہیں۔ قیصر کے بیڑے میں وہ سپاہ ہے جو اکثر پومپی کی مقابلہ میں تیغ آزمائی کر چکی ہے۔ ان کے جہاز سبک اور پورے قابو کے ہیں۔ آپ کے جہاز وزنی اور بھدّے ہیں۔ اگر آپ بحری لڑائی سے اس بنا پر انکار کریں گے کہ ہم خشکی پر جنگ کرنے کیلئے تیار ہیں تو اس میں آپ کی کوئی خفت نہیں۔

انطونی :۔ نہیں، لڑائی سمندر پر ہوگی۔

کلا بطرہ :۔ میرے پاس ساٹھ جنگی جہاز ہیں۔ جن سے بہتر جنگی جہاز ہونے غیر ممکن ہیں۔

انطونی :۔ جو جہاز ہمارے پاس فاضل ہوں گے انھیں جلوا دینگے۔ جو باقی رہیں گے انھیں عمدہ فوجوں سے مہیّا کر کے اکتیوم کے شمال سے قیصر کے بڑھتے غنیم کو شکست دیں گے۔ اگر بحری جنگ میں ناکام رہے تو پھر خشکی پر لڑائی لڑیں گے۔

(ایک قاصد آتا ہے)

قاصد :۔ حضور یہ صحیح ہے کہ قیصر نظر پڑا ہے۔ تورنی کو اس نے فتح کر لیا ہے۔

انطونی :۔ تورنی میں قیصر کا بذات خود موجود ہونا اور اس کی فوجوں کا بھی وہاں آجانا غیر ممکن ہے۔ کینیدیوس تم ہماری دس ہزار پیدل اور بارہ ہزار سواروں کو خشکی میں لئے تیار رہو

ھم اپنے جنگی بیڑے پر جاتے ہیں۔ سب کو خدا کو سونپا۔
کلابطرہ میری سمندر کی پری تجھے خدا کی امان میں دیا۔

(ایک سپاھی آتا ہے)

کہو جوان کیا خبر ہے؟

سپاھی:۔ حضور سمندر پر نہ لڑیں۔ جہازوں کے گلے سڑے تختوں پر بھروسہ نہ کریں۔ کیا حضور کو میری تلوار اور میرے زخموں پر کسی طرح کا شک و شبہ ہے۔ ان مصریوں اور فنیقیوں کو سمندر میں ڈبکیاں لگانے دیجئے۔ ھم فتح و ظفر کے خوگر ہیں۔ اور زمین پر پاؤں جمائے ایک ایک قدم پر لڑتے ہیں۔

انطونی:۔ اچھا سُن لیا۔ جاؤ اپنا کام کرو۔

انطونی، کلابطرہ اور اینوبربس چلے جاتے ہیں

سپاھی:۔ ہرقل کی قسم میرا خیال درست ہے۔

کینیدیوس:۔ ہرگز شبہ نہیں کہ تیرا خیال درست ہے۔ لیکن انطونی جو کچھ کرتا ہے اپنے اختیار اور ارادہ سے نہیں کرتا۔ ھمارا امیر لشکر دوسرے کے ھاتھ میں ہے۔ اور یوں سمجھو کہ ھم ایک عورت کے سپاھی ہیں۔

سپاھی:۔ کینیدیوس آپ تو خشکی میں پیدل اور سوار فوجیں لئے تیار رہیں گے۔

کینیدیوس :۔ اوکٹے ویوس، جینتویوس اور کیلیوس سمندر پر ہو گے لیکن ہم سب خشکی میں فوجیں لئے تیار رہیں گے ۔ قیصر کی اس تیز رفتاری کا تو یقین نہیں آتا ۔ قیصر ابھی روما ہی میں تھا کہ اسکی فوجیں چھوٹے چھوٹے دستوں میں اس تیزی اور عجلت سے تقسیم ہوگئیں کہ مخبر اور جاسوس بھی سب دھوکے ہی میں رہے

کینیدیوس :۔ قیصر کی فوج کا نائب سالار کون ہے ؟

سپاھی :۔ ایک شخص ہے جس کا نام تارس بتایا جاتا ہے ۔

کینیدیوس :۔ اچھا ۔ میں اُسے جانتا ہوں ۔

(ایک قاصد آتا ہے)

قاصد :۔ کینیدیوس کو انطونی طلب فرماتے ہیں ۔

کینیدیوس :۔ آج کل تو خبروں کی وہ کثرت ہے کہ پل پل پر ایک نہ ایک نئی خبر آتی ہے ۔

آٹھواں منظر

اکیتوم کے قریب ایک میدان

قیصر اور تارس مع اپنی سپاہ کے مارچ کرتی ہوئے آتے ہیں

قیصر :۔ تارس ۔

تارس :۔ حضور ۔

قیصر :۔ دیکھو ۔ خشکی پر حملہ نہ ہونے پائے ۔ خشکی پر اس وقت تک لڑائی

نہ چھیڑی جائے جب تک کہ ہم بحری معرکے سے فارغ نہ ہو جائیں یہ پرچہ لو۔ اس میں جو جو ہدایتیں ہیں اُن سے سرِ مُو تجاوز نہ ہونے پائے۔ ہماری قسمت کا دارومدار اس خطرناک معرکے کے نتیجے پر ہے۔

(باہر چلا جاتا ہے)

نواں منظر

اکیتوم کے میدان کا ایک دوسرا حصّہ

انطونی اور اینوبربس آتے ہیں

انطونی :۔ سارے رسالوں کو پہاڑی پر اُدھر کھڑا کرو۔ تاکہ قیصر کی لڑائی وہاں سے نظر آتی رہے۔ اور ہم دیکھتے رہیں کہ کتنے جہاز لڑائی میں مصروف ہیں اور اس کے مطابق کارروائی کریں۔

دسواں منظر

میدان کا ایک اور حصّہ

کینیدیوس بری فوج کو لئے اسٹیج کے ایک طرف اور قیصر کا نائب تارس اپنی فوج کو لئے دوسری طرف جاتا نظر آتا ہے

اِدھر یہ فوجیں جا رہی ہیں اُدھر سمندر

سے لڑائی کا شور سُنا جاتا ہے۔ خطرے سے ہوشیار
کرنے کیلئے گھنٹے بجتے ہیں۔ اینوبربس
آتا ہے۔

اینوبربس :۔ ارے غضب۔ ارے تباہی۔ افسوس کچھ بھی نہ رہا۔ اب یہاں زیادہ ٹھیرنا ممکن نہیں۔ وہ جہاز جس پر مصر کا امیر البحر انطونیا سوار تھا مع مصر کے ساٹھ جہازوں کے اپنے اپنے سُکان پھیر کر سمندر پر بھاگے ہیں۔ یہ دیکھکر میرے دیدے پھٹ گئے۔

(اسکاروس داخل ہوتا ہے)

اسکاروس :۔ دیبیاں اور دیوتا اور ان کا سارا جتھا سُنے کہ ہم ان سے فریاد کرتے ہیں۔

اینوبربس :۔ خیر باشد۔ اتنی پریشانی کیوں ہے؟

اسکاروس :۔ ہم نے اپنی حماقت سے دُنیا کے آدھے سے بڑے حصے کو اپنے ھاتھ سے گنوا دیا۔ اس بوس و کنار نے تو صوبوں اور سلطنتوں کو غارت کر دیا۔

اینوبربس :۔ لڑائی کا حال تو کہو۔

اسکاروس :۔ ھماری طرف سے لڑائی کا حال تو یہ ہے جیسے کہ وبا میں مُبتلا ہونے سے پہلے اس کی علامتیں ظاہر ہونے لگی ہیں۔ اور مریض کی نسبت اس کی موت کا یقین ہو جاتا ہے

مصر کی یہ شریر اور مست گھوڑی جیسے کوڑھ ہو جائے تو بھلا ہو
عین لڑائی میں جبکہ دونوں فریق برابر کی جوڑ بنے لڑ رہے
رہے تھے بلکہ جیتنے کی اُمید ہماری تھی۔ یکایک جہازوں
پر بادبان چڑھا جدھر کی ہوا تھی اُدھر ہی اپنے جہازوں کو
ایسا بھگایا جیسے جون کے مہینے میں ڈانسوں کے کاٹے سی
کوئی گائے بھاگے۔

اینوبربس :۔ یہ حالت تو میں بھی دیکھ رہا تھا۔ اور اس کیفیت سے
میری نگاہ کو نیم جان کر دیا۔ اور آگے میں کچھ نہ دیکھ سکا۔

اسکاروس :۔ جونہی ملکہ نے اپنے جہازوں کا رُخ بھاگنے کو ہوا
کی طرف کیا تو انطونی نے بھی جو ملکہ کے ناز و غمزوں سے غارت
ہو کر ایک شکستہ قصر عالی شان معلوم ہو رہا تھا اپنے جہازوں پر
بادبان چڑھائے اور جیسے بطخا بطخ کے پیچھے دوڑے وہ بھی
لڑائی چھوڑ کر بھاگا۔ اس سے بڑھکر ذلت و رسوائی اور
ایک تجربہ کار مردِ کارزار کی بے عزتی کا واقعہ کبھی پہلے
میری نظر سے نہ گذرا تھا۔

اینوبربس :۔ افسوس۔ صد افسوس۔

(کینیدیوس داخل ہوتا ہے)

کینیدیوس :۔ سمندر میں ہماری تقدیر کا دم پھول گیا ہے اور
وہ ڈوبنے کو ہو رہی ہے۔ اگر ہمارا سپہ سالار اپنی تجربے

اور شجاعت کا خیال کرتا تو کچھ نہ بگڑتا۔ مگر اس نے خود بے عزتی کے ساتھ بھاگ کر ہمارے لئے بھی بھاگنے کی مثال پیدا کر دی۔

اینوبربس :۔ بس میرا بھی سلام لیجئے۔ میں بھی ادھر ہی جا رہا ہوں جدھر وہ گئے ہیں۔

کینیڈیوس :۔ ملک پلوپے نیس کی طرف وہ فرار ہوئے ہیں۔

اینوبربس :۔ وہاں جانے میں کچھ آسانی دیکھی ہوگی میں بھی وہیں جاتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ آگے کیا ہوتا ہے۔

کینیڈیوس :۔ پیدل اور مرکب سوار فوجیں جو میرے تحت میں ہیں انھیں قیصر کے حوالے کرتا ہوں۔ اس وقت چھ بادشاہ ایسے ہیں جنھوں نے قیصر کی اطاعت قبول کر کے مجھے بھی وہی راہ بتائی ہے۔

اینوبربس :۔ میں تو ابھی انطونی کا ساتھ دیئے جاؤں گا۔ گو عقل کہتی ہے کہ یہ درست نہیں۔

گیارھواں منظر

اسکندریہ

کلاپطرہ کا محل

انطونی معہ چند ملازموں کے آتا ہے

انطونی :۔ (بحال پریشان کہتا ہے) سنو۔ سنو۔ زمین کہہ رہی ہے کہ اب مجھ پر نہ چل۔ وہ میرے بوجھ سے شرمندہ اور ذلیل ہوتی ہے۔ دوستو۔ ادھر آؤ۔ دُنیا میرے لیئے اتنی تاریک ہوگئی کہ میں نے اپنا رستہ عمر بھر کو گم کیا۔ میرے پاس ایک جہاز ہے جس میں اشرفیاں بھری ہیں۔ دوستو۔ اِن اشرفیوں کو لے کر باہم تقسیم کر لو۔ اور یہاں سے بھاگ کر قیصر سے امان مانگو۔

سب :۔ ہم یہاں سے نہیں بھاگیں گے۔

انطونی :۔ میں خود بھاگ چکا ہوں۔ اور بُزدلوں سے کہہ چکا ہوں کہ وہ بھی دشمن کو پیٹھ دکھائیں۔ دوستو۔ تم یہاں سے چلے جاؤ۔ جو ارادہ میں نے کیا ہے اس کے پورا کرنے میں مجھے کسی کی ضرورت نہ ہوگی۔ جاؤ۔ سب جاؤ۔ میرا خزانہ بندرگاہ میں ہے اس پر قبضہ کرو۔ میں بدبخت اس کے پیچھے پیچھے چلا آیا۔ اب اس فرار ہونے پر دل اتنا شرمندہ ہے کہ اس کی صورت دیکھنے کو جی نہیں چاہتا۔ میرے سر کے سپید و سیاہ بالوں میں بھی پھوٹ پڑی ہے۔ سپید بال سیاہ بالوں کو نفرین کرتے ہیں کہ یہ کیسی مجنونانہ حرکت کی۔ سیاہ بال سپید بالوں کو بُرا کہتے ہیں کہ کیوں خوف کو پاس آنے دیا۔ اور محبت کو جنگ میں مخل ہونے دیا۔ میری

دوست تو بس یہاں سے چلے جاؤ۔ میں تمھیں پروانہ جات امداری دوں گا جو سفر میں تمھارے لئے سہولت پیدا کر دیں گے۔ مجھ پر رحم کرو۔ اپنے تئیں اتنا غمزدہ اور افسردہ خاطر نہ بناؤ۔ اور نہ کوئی بات ایسی کہو جس سے معلوم ہو کہ تم یہاں سے جانا نہیں چاہتے۔ میری مایوسی اور ناامیدی جو کچھ مجھ سے کہہ رہی ہے اس سے عبرت پکڑو۔ اور اس کو چھوڑو جو خود اپنے کو چھوڑ بیٹھا ہے۔ میں تمھیں اس جہاز پر اور جس قدر اشرفیاں اس میں ہیں قبضہ دیتا ہوں۔ تم فوراً سمندر کی طرف چلے جاؤ۔ تھوڑی دیر کو مجھے تنہا چھوڑ دو۔ رحم کرو۔ مہربانی کرو۔ بس اتنی ہی التجا تم سے ہے کہ میرے پاس سے چلے جاؤ۔ پھر کبھی تم سے ملاقات کر لوں گا۔

(انطونی زمین پر بیٹھ جاتا ہے۔ کلاپطرہ آتی ہے پیچھے پیچھے اس کی خواصیں چارمیاں اور ایراس ہیں۔ انطونی کا دوست ایروس بعد کو آتا ہے۔)

ایروس :۔ ملکہ عالم۔ حضور ذرا انطونی کی طرف متوجہ ہوں۔ اسکی تسلی و تشفی کریں۔

ایراس خواص :۔ مہربان ملکہ انطونی کی طرف ضرور توجہ کریں۔

چارمیاں :۔ حضور۔ زمین پر بیٹھ جائیں۔ اب اس کے سوا چارہ ہی کیا ہے۔

کلا بطرہ :۔ مجھے بیٹھ جانے دو۔

انطونی :۔ نہیں نہیں۔ ہرگز نہیں۔

ایروس :۔ انطونی۔ آپ دیکھیں ملکہ آپ کے پاس زمین پر بیٹھ گئی ہیں

انطونی :۔ شرم۔ شرم۔ شرم۔

چارمیاں :۔ ملکہ۔ ملکۂ عالم۔

ایراس :۔ اچھی میری ملکہ۔ مہربان ملکہ۔

ایروس :۔ حضور۔ حضور۔

انطونی :۔ ہاں ہاں میرے کرمفرما۔ فلیپائی والی لڑائی میں اس نے تلوار نہیں چلائی۔ البتہ جیسے کوئی محفل رقص میں کمر سے تلوار باندھے تلوار باندھے رہا۔ میں اس وقت اس بڈھے جھریاں پڑی لیسیوس پہ تلوار چلا رہا تھا۔ میں ہی وہ ہوں جس نے اس پاگل بروٹس کا کام تمام کیا تھا۔ قیصر اکثر اپنے ماتحتوں کی مدد سے لڑا۔ جہاں فوجیں لڑتی تھیں وہاں کبھی نظر نہ آتا لیکن اب اس سے کیا ہوتا ہے، افسوس کچھ نہ ہوا۔

کلا بطرہ :۔ لوگو۔ میرے پاس رہو۔ مجھے غش آتا ہے۔

ایروس :۔ میرے آقا۔ دیکھئے تو ملکہ کی کیا حالت ہو چلی ہے۔

ایراس خواص :۔ ملکۂ عالم۔ حضور۔ انطونی کے پاس جائیں۔ اُن سے بات کریں۔ وہ تو شرمندگی اور ذلت کی وجہ سے وہ

نہیں رہے جو تھے ۔

کلا بطرہ :۔ اگر میں اُدھر جاؤں تو تم میرے ساتھ رہنا۔ مجھ سے بے سہارے کھڑا نہیں ہو اجائیگا۔

ایروس :۔ انطونی ۔شریف آقا ۔ دیکھئے ملکہ اس طرف آرہی ہیں اگر آپ نے ان کی تسلّی و تشفی نہ کی تو ڈر ہے کہ جی سے نہ گذر جائیں ۔

انطونی :۔ ایروس میں نے اپنی عزت اور اپنے نام کو جو کبھی پہلے رکھتا تھا سخت صدمہ پہنچایا ہے ۔ اور میری یہ حرکت بالکل شرافت کے خلاف تھی ۔

ایروس :۔ انطونی آقا ۔ ملکہ تشریف لارہی ہیں ۔

انطونی :۔ ملکہ مصر ۔ افسوس تم نے مجھے کس حال سے کس حال کو پہنچا دیا ۔ میں اپنی ذلت کو چھپانے کیلئے کس طرح تم سی نظریں چرا تا ہوں ۔ اور کس درجہ ہر وقت رنج والم کی حالت میں اپنے نام اور عزت کے مٹ جانیکو یاد کرتا ہوں ۔

کلا بطرہ :۔ میرے مالک ۔ میرے آقا ۔ لڑائی سے میرے فرار ہونے کو معاف کردو ۔ میں یہ نہ سمجھی تھی کہ تم بھی میرے بعد لڑائی چھوڑ کر چلے آؤ گے ۔

انطونی :۔ ملکہ مصر تمہیں معلوم تھا کہ میرا دل تمھارے جہاز کے سُکّان کے ساتھ رشتہ محبت میں کیسا مضبوط بندھا تھا ۔

جب تمہارا جہاز چلا تو وہ مجھے بھی کھینچتا چلا۔ میرے جسم و جان پر تمہاری ہی حکومت ہے۔ جس کام کو دیوتا بھی کہیں۔ اور تمہاری مرضی نہ ہو تو تم سے اشارہ پاتے ہی اس کام کو چھوڑ دوں۔

کلابطرہ:۔ پیارے انطونی مجھ سے بڑا قصور ہوا۔ خدا کے لئے معاف کردو۔

انطونی:۔ اب تو میرے لئے یہ رہ گیا ہے کہ میں قیصر کے پاس بصد عجز و نیاز امان طلب کرنے کی درخواستیں بھیجوں۔ اور ان لوگوں کی طرح جن کو تقدیر ذلت اور مصیبت کے سب سے نیچے طبقے میں پہونچا دیتی ہے۔ دولت و حکومت کی بازیابی کیلئے طرح طرح کے حیلے اور حجتیں پیش کردیں۔ اور افسوس ان حیلوں اور حجتوں کا پیش کرنے والا کون ہوگا۔ وہ جو اپنا دُنیا کے نصف حصے کا مالک تھا۔ اور جس طرح چاہتا تھا لوگوں کی تقدیر کو بگاڑتا سنوارتا تھا۔ ملکہ مصر تم جانتی تھیں کہ تم کس درجہ میرے دل پر قابو پاچکی ہو۔ تمہاری محبت میں میری تلوار کمزور پڑگئی اور اب اسی وقت اُٹھے گی جب تم حکم دوگی۔

کلابطرہ:۔ انطونی۔ میرا قصور معاف کردو۔

انطونی:۔ دیکھو خبردار۔ آنکھ سے آنسو نہ ٹپکے۔ کیونکہ میں نے

اب تک جو کچھ پایا یا کھویا ہے وہ تمھارے ایک آنسو کی قیمت ہے۔ ایک بوسے کی اجازت دو۔ اور یہ بوسہ وہ ہوگا جو میرے تمام نقصانوں کی تلافی کر دے گا۔ تم نے تو اپنے بچّوں کے اُستاد کو روانہ کیا تھا۔ کیا وہ واپس آگیا۔ پیاری ملکہ اسوقت طبیعت پر سخت گرانی ہے۔ خدمت گار جو اندر ہو تھوڑی سی شراب اور کچھ گزک لا کر دو۔ تقدیر جانتی ہے کہ جتنا وہ ہمیں ستاتی ہے اتنی ہی نفرت ہمیں اس سے پیدا ہوتی ہے۔

(چلے جاتے ہیں)

بارھواں منظر

مصر۔ قیصر کا خیمہ گاہ

قیصر، دولابیلا، تھریوس اور بہت سے لوگ اندر آتے ہیں

قیصر:۔ انطونی کے پاس سے جو آدمی آیا ہے اسے سامنے حاضر ہونے دو۔ کیا تم اُسے جانتے ہو؟

دولابیلا:۔ قیصر۔ یہ انطونی کے بچّوں کا معلّم ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے انطونی کی شان و شوکت سب رخصت ہوئی۔ وہ شخص جو بادشاہوں کو نامہ بر بنا کر دربار میں بھیجا کرتا تھا اب ایک ادنیٰ اور ذلیل معلّم کو اپنا قاصد بنا کر بھیجتا ہے۔

(دیفرونیوس، انطونی کی طرف سے سفیر بنکر قیصر کے پاس آتا ہے)

قیصر :۔ قریب آؤ اور جو کچھ کہنا ہے کہو۔

یفرونیوس :۔ جو کچھ بھی میں ہوں انطونی کا فرستادہ ہوں۔ تھوڑا زمانہ ہوا کہ انطونی کے اعلیٰ مقاصد اور ان کی بجا آوری میں میری لیاقت کو وہی نسبت تھی جو بحر ذخار کو برگِ سمن پر ایک قطرۂ شبنم سے ہو سکتی تھی۔

قیصر :۔ اچھا یوں ہی سہی۔ مگر جو کچھ کہنے آئے ہو وہ تو کہو۔

یفرونیوس :۔ اے انطونی کی تقدیر کے مالک قیصر۔ انطونی نے آپ کو سلام کہا ہے۔ اوّلاً وہ مصر میں قیام رکھنے کی خواہش کرتا ہے۔ اگر یہ منظور نہ ہو تو وہ اپنی درخواست کو کم کر کے چاہتا ہے کہ اسے زمین و آسمان کے درمیان زندہ رہنے اور ایک معمولی آدمی کی حیثیت سے ایتھنز میں بود و باش رکھنے کی اجازت دی جائے۔ یہاں تک تو جو کچھ انطونی نے کہا تھا عرض کیا۔ اب کلابطرہ کی طرف سے عرض کرنا ہے کہ ملکہ حضور کی قوت و سطوت کو تسلیم کرتی ہے۔ اور حضور کے جاہ و جلال کے سامنے سرنگوں ہے۔ اس کی درخواست ہے کہ بطلیموسیوں کا تاج و تخت اس کی اولاد میں قائم رکھا جائے اور یہ تاج و تخت اس وقت حضور کے قبضے میں ہے۔

قیصر :۔ انطونی کی کوئی درخواست ہمیں منظور نہیں۔ لیکن ملکہ مصر نے جو درخواست اس وقت کی ہے یا آئندہ حاضر ہو کر کچھ عرض

کرنا چاہے گی تو اس کی سماعت سے ہمیں انکار نہ ہوگا مگر اس شرط کے ساتھ کہ وہ اپنے نادم اور ذلت یافتہ آشنا کو مصر سے خارج کر دے۔ یا اُسے جان سے مار ڈالے اگر ہماری اس حکم کو وہ بجا لائے گی تو پھر جو کچھ اُسے عرض کرنا ہوگا ہم اس کی منظوری سے انکار نہ کریں گے۔ میں یہی ہم کو انطونی اور کلا پطرہ سے کہنا تھا۔

یفرونیوس:۔ مقدر ہمیشہ قیصر کا ساتھ دے۔

(یفرونیوس چلا جاتا ہے)

قیصر:۔ دیکھو سفیر بحفاظت تمام لشکر گاہ سے باہر ہو جائے۔ (قیصر تھریوس سے مخاطب ہو کر کہتا ہے) تھریوس اب وقت آیا ہے کہ تو اپنی فصاحت و سحر بیانی کو کام میں لائے۔ مصر جا اور کسی ترکیب سے ملکہ کو انطونی سے توڑ لے۔ اور ملکہ کو ہمارا کر دے۔ ہماری جانب سے تم ملکہ سے ایسی چیزوں کے ملنے کا وعدہ کرو جن کی اُسے ضرورت ہو۔ جو کچھ وہ مانگے اس سے زیادہ کا وعدہ کرو۔ اور جس طرح تم مناسب سمجھو اس سے قول و اقرار کر لو۔ عورتیں جب خوش حال ہوتی ہیں تو وہ اپنی بہترین شان نسائیت میں ہوتی ہیں۔ اور ان کا دل قوی ہوتا ہے لیکن جب تنگ دست اور محتاج ہوتی ہیں تو انہیں چاہے دیبی وستل کے مندر کی اچھوتی کنواریاں ہی کیوں نہ

ہوں تو وہ جھوٹ بولنے اور اپنی قسمیں توڑنے پر بھی آمادہ
ہو جاتی ہیں۔ تھرپوس اس وقت اپنی فراست و ذہانت سے
کام لے۔ اور اس محنت کی جو مزد تو کہے گا وہی دی جائیگی۔
اور ہم اس کے پابند ہوں گے۔

تھرپوس :۔ حضور میں جاتا ہوں۔ اور جس طرح ارشاد ہوا ہے
اسی طرح حکم بجا لاؤں گا۔

تیرھواں منظر

اسکندریہ۔ کلابطرہ کا محل

کلابطرہ، اینوبربس، چارمیاں اور ایراس خواصیں آتی ہیں

کلابطرہ :۔ اینوبربس! بتاؤ اب کیا کیا جائے؟

اینوبربس :۔ بس یہی کہ انسان سوچے اور مر جائے۔

کلابطرہ :۔ بتاؤ اس میں انطونی کی خطا تھی کہ میری۔

اینوبربس :۔ خطا اور قصور کو دریافت فرماتی ہیں تو قصور صرف
انطونی کا تھا کہ جس نے اپنے قوائے نفسانی کو عقل کا تابع
بنایا۔ گو آپ اس جنگ عظیم میں جہاں جانبین کے جہاز صفیں
باندھے ایک دوسرے کو خوف زدہ کرتے تھے شریک تھیں۔
لیکن جب آپ اپنے جہازوں کو لیکر لڑائی سے فرار ہوئی
ہیں تو انطونی نے آپکی مثال کی پیروی کیوں کی ؟ جنونِ عشق

ہیں اپنی سپہ گری اور شجاعت کو داغ لگانے کیلئے اس سے بہتر اور موقع کیا ہو سکتا تھا۔ اور موقع بھی وہ کہ نصف دُنیا اپنے دوسرے نصف سے دست و گریبان تھی۔ لڑائی کی وجہ بھی انطونی ہوئے اور لڑائی میں مالی نقصان سے کہیں زیادہ ذلت و رسوائی اٹھانی پڑی۔ آپ کے فرار ہوتے ہی انطونی بھی آپ کے پیچھے بھاگا۔ اور اس کا جنگی بیڑہ خوفزدہ ہو کر اس کی اس عجیب حرکت کو حیرت سے دیکھنے لگا۔

کلابطرہ:۔ اچھا مہربانی کر کے ذرا خاموش رہو۔

(انطونی مع یفرونیوس سفیر کے آتا ہے)

انطونی:۔ کیا قیصر کا بس اتنا ہی جواب ہے؟

یفرونیوس:۔ حضور۔

انطونی:۔ یعنی ملکہ مصر کے ساتھ لطف و کرم کیا جائیگا۔ بشرطیکہ ملکہ مجھے قیصر کے حوالے کر دے؟

یفرونیوس:۔ قیصر کا کہنا تو یہی ہے۔

انطونی:۔ ملکہ سے کہدو کہ اگر وہ اس سپید و سیاہ سر کو قیصر کے پاس بھیجدیگی تو پھر اس کا جام حرص صوبوں اور سلطنتوں سے لبریز ہو جائیگا۔

کلابطرہ:۔ آقا۔ کیا یہ سر!

انطونی:۔ قیصر کے پاس پھر جاؤ اور اس سے کہو کہ قیصر تو نوجوان ہے۔ تیری جوانی کے چمن میں پھول کھلے ہیں۔ اور تو اسوقت

کامیاب اور کامران ہے۔ دُنیا اس وقت تجھ سے کسی غیر معمولی کام کی متوقع ہے۔ ممکن ہے کہ تیری یہ کُل دولت تیری جہاز تیری فوجیں ایک نامرد و بزدل کے قبضے میں چلی جائیں اور تیرے ارادے اور عزم کے پورا کرنیوالے ایک نا اہل کے تحت میں بھی ایسے ہی کامیاب ہوں جیسے کہ تجھ قیصر کی تحت ہوئے ہیں۔ بس مجھے تجھ سے صرف یہ کہنا ہے کہ تقدیر کی ناہمواریوں سے قطع نظر کرکے جس حال میں کہ تیرا نصیبہ تجھ پر مہربان ہے ایک تلوار تیرے ہاتھ میں ہو اور ایک میرے ہاتھ میں۔ پھر اس کا جس کی قسمت پھوٹ چکی ہی اور جو اپنے مرتبے اور درجے سے گرچکا ہے اور تیرا مقابلہ ہو۔ اگر وہ کہے تو میں تحریر دینے کو تیار ہوں۔ یفرونیوس تم میرے ساتھ آؤ۔

(انطونی اور یفرونیوس چلے جاتے ہیں)

اینوبربس:۔ بجا ہے۔ ضرور قیصر جو اس وقت زبردست لشکروں کا مالک ہے وہ اپنی بلندی اور رفعت سے اتر کر ایک شمشیرباز کے مقابلے میں سب کے سامنے تلوار سے لڑنے آئے گا۔ میں دیکھتا ہوں کہ انسان کے فیصلے بھی اس کی خوش نصیبی اور اقبال مندی کا ایک جزو ہوتے ہیں۔ اگر بخت و اقبال درست ہو تو ان کے فیصلے بھی دُرست ہوتے ہیں اور بخت و

اقبال یاور نہ ہو اتو پھر فیصلے بھی غلط اور ناکارہ ہوتے ہیں۔ خارج میں جو حالات ہوتے ہیں وہ انسان کی ذہنی قابلیتوں کو مجبور کرتے ہیں کہ جو نشیب کا راستہ انھوں نے اختیار کیا ہے اسی پر چل کر وہ ہمیشہ گرتی رہیں۔ خیال کیجئے کہ انطونی جو انسانی قابلیتوں میں کیسا تمیز کرنے والا تھا اب وہ یہ خواب دیکھ رہا ہے کہ قیصر جس کا کوکب اقبال اس وقت بلندی پر ہے ایسا کریگا کہ وہ ایک ایسے آدمی سے جو ذلیل و خوار ہو چکا ہے دست بدست لڑنا پسند کرے گا۔ سچ ہے قیصر تو نے انطونی کی قوت فیصلہ پر بھی غلبہ حاصل کر لیا ہے۔

(ایک ملازم آتا ہے)

ملازم :۔ ایک قاصد قیصر کے پاس سے آیا ہے۔

کلابطرہ :۔ ہائیں مراسم آداب و القاب کچھ نہیں۔ میری خواصو! غور کرو وہی لوگ جو گُل کی خوشبو جب وہ کلی سے پھول بنتا تھا کس قدر شوق اور لطف سے سونگھتے تھے۔ اب چونکہ گُل میں خوشبو نہ رہی سب اس سے ناک پھیرنے لگے۔

(تھریوس داخل ہوتا ہے)

کلابطرہ :۔ کہئے میں نے جو درخواست قیصر کے پاس بھیجی تھی اسکا کیا ہوا؟

تھریوس :۔ علیحدہ سنئے تو عرض کروں۔

کلا پطرہ :۔ یہاں اپنوں کے سوا کوئی غیر نہیں ہے۔

تھریوس :۔ اگر یہ سب اپنے ہیں تو انطونی کے بھی دوست ہونگے۔ اور جو جواب میں لایا ہوں وہ انطونی کے سننے کے لائق نہیں ہے۔

اینو بربس :۔ انطونی کو بھی اتنے ہی دوستوں کی ضرورت ہے جتنی کہ قیصر کو ہے۔ یا پھر کسی دوست کی بھی ضرورت نہیں (یعنی اسکی طرف سے ناامید ہو جانا چاہیئے) ہمارا آقا انطونی نہایت خوش ہو کر قیصر کا دوست ہو جائیگا۔ رہے ہم، تو ہم تو اسی کی چیز ہیں جس کی چیز انطونی ہے (یعنی قیصر کی رعیّت ہیں)

تھریوس :۔ بجا ہے۔ اے نامور ملکہ مصر۔ قیصر کی التجا ہے کہ آپ اپنے مرتبے اور درجے کے متعلق قیصر کی دریادلی پر بھروسہ رکھیں۔

کلا پطرہ :۔ واہ قیصر کا مزاج بھی کیسا شاہانہ ہے۔

تھریوس :۔ قیصر کو علم ہے کہ انطونی سے آپ کا تعلق محبّت کی بنا پر نہیں ہے بلکہ درصل خوف اس تعلق کا باعث ہوا ہے۔

کلا پطرہ :۔ اوہ۔

تھریوس :۔ پس حضور کے دامنِ عفّت و عصمت پر جو داغ ہیں انھیں قیصر افسوس و ترحم سے دیکھتے ہیں۔ یہ داغ انطونی نے آپ پر جبراً لگائے ہیں۔ اور وہ داغ ایسے نہ تھے جن کی آپ مستوجب ہوتیں۔

کلاپطرہ :۔ قیصر تو دیوتا ہے۔ ہر بات اس کے علم میں ہے۔ میں نے اپنی عزت خود غارت نہیں کی بلکہ اوروں نے اُسے بہ جبر غارت کیا ہے۔

اینوبربس :۔ (علیحدہ کہتا ہے) اس بات کو جھوٹ سچ سمجھنے کے لئے تو انطونی سے مجھے دریافت کرنا پڑیگا۔ انطونی۔ انطونی تیری مثال بھی اس کشتی کی ہے جس کے پیندے میں سوراخ ہوگیا ہو۔ پانی بھرتا آتا ہے اور وہ ڈوبنے کو ہے۔ ڈوبنے سے اسے کون روک سکتا ہے۔ جو تجھے سب سے بڑھکر عزیز تھے وہ بھی تیرا ساتھ چھوڑ رہے ہیں۔

تھریوس :۔ کیا میں قیصر سے عرض کروں کہ آپ اس سے کیا چاہتی ہیں۔ کیونکہ وہ ہمیشہ متمنی رہتا ہے کہ کوئی اس سے کچھ مانگے۔ اور وہ اپنی سخاوت و فیاضی کا ثبوت دے۔ اگر آپ قیصر کی دولت و دبدبے کو اپنا سہارا بنائیں گی تو وہ بہت خوش ہوگا اور جب وہ میری زبان سے سُنے گا کہ آپ نے انطونی سے قطع تعلق کرلیا ہے تو اس خبر سے اُسے بے انتہا مسرت ہوگی۔ بہتر یہی ہے کہ آپ اس کے سایہ عاطفت میں جو اس وقت ساری دُنیا کا مالک ہے آجائیں۔

کلاپطرہ :۔ آپ کا نام کیا ہے؟

تھریوس :۔ مجھے تھریوس کہتے ہیں۔

کلاپطرہ :۔ اے مہربان قاصد۔ قیصر اعظم سے عرض کرنا کہ بین بواسطہ دیگر اس کے دستِ ظفر کو بوسہ دیتی ہوں اور یہ بھی عرض کرنا کہ میں اپنا تاج شاہی قیصر کے قدموں میں رکھکر اور ادب سے دوزانو ہوکر اس سے عرض کروں گی کہ یہ ناچیز اس شخص کا حکم سننے کے انتظار میں ہے جس کے سب مطیع و فرمانبردار ہیں۔ کہ مصر کے بارے میں اس کا کیا ارشاد ہے۔

تھریوس :۔ حضور کا یہ طریقہ نہایت شریفانہ ہوگا۔ جب احتیاط اور دولت باہم کشمکش میں ہوں اور عقل غالب آئے تو پھر حصولِ دولت و اقبال میں کوئی مزاحم نہیں ہوسکتا۔ اجازت ہو کہ حضور کے دستِ مبارک کو اپنے لبوں سے مَس کر کے حضور کا اطاعت گزار بنوں۔

کلاپطرہ :۔ جب آپ کے قیصر کے باپ جولیوس سیزر نے ملکوں اور سلطنتوں کے فتح کرنے کا تہیّہ کرلیا تو انھوں نے مجھ ناچیز پر بوسوں کی بارش کردی تھی۔

(یکایک انطونی اور اینوبرس چلے آتے ہیں)

انطونی :۔ یوں فرمائیے۔ توجہات اور عنایات شروع ہوگئیں اُس کڑکتے اور گرجتے خدائے جوپیٹر کی قسم کھاکر کہتا ہوں کہ نابکار تو کون ہے جو اس طرح دستِ مبارک کو اپنے لبوں سی مَس کرنا چاہتا ہے؟

تھریوس :۔ میں وہ ہوں جو سب سے بڑے انسان کا حکم بجالاتا ہوں اور یہ انسان وہ ہے جس کا حکم بجالانا ہر شخص کے لئے شایاں ترین ہے۔

اینوبربس :۔ (علیحدہ کہتا ہے) اب تو اسے کوڑے ضرور کھانے پڑینگے۔

انطونی :۔ ناہنجار تو یہاں کیسے آیا۔ ارے کرگس مردار خوار تیرا گذر یہاں کیسے ہوا۔ خداؤ اور شیطانو! تم دیکھتے ہو کہ اسوقت میرے ہاتھ سے اختیارات نکل چکے ہیں لیکن تھوڑے دن کی بات ہے کہ اگر میری زبان سے "ہوں" نکلتی تھی تو جس طرح جنگل میں لڑکے پھل چننے دوڑا کرتے ہیں شاہانِ ذوی القدر دوڑ کر میرے سامنے حاضر ہوتے تھے۔ اور عرض کرتے تھے کہ کیا ارشاد ہے۔ اگر تو بہرا نہیں ہے تو سُن لے کہ میں انطونی ہوں۔

(چند ملازم کمرے میں آتے ہیں)

اِدھر آؤ۔ اس پاجی کو یہاں سے لے جاؤ۔ اور خوب کوڑے لگاؤ۔

اینوبربس :۔ دیکھا۔ ہم نہ کہتے تھے کہ شیر کے بچے سے کھیلنا اچھا ہے لیکن بوڑھے شیر کو جو مرنے کو ہو چھیڑنا ٹھیک نہیں۔

انطونی :۔ چاند تاروں کی قسم اس کے دُرّے لگاؤ۔ اگر قیصر کز بردست باجگزاروں میں سے بیس تاجدار بھی اس عورت کے ساتھ اس کا نام کیا ہے۔ پہلے تو اُسے کلا پطرہ کہتے تھے۔ گستاخی سے

پیش آئیں تو میں انھیں بھی گردن سمجھوں گا۔ اس آدمی کو کوڑے لگاؤ اور اتنے لگاؤ کہ ایک لڑکے کی طرح درد و اذیت سے منہ بنا کر وہ چیخ چیخ کر رو دے۔ ابھی اسے یہاں سے لیجاؤ۔

تھریوس:۔ مارک انطونی۔

انطونی:۔ اسے گھسیٹتے ہوئے لیجاؤ۔ اور جب کوڑے لگا چکو تو ہمارے سامنے پھر اسے لاؤ۔ یہ نفر ہماری طرف سے قیصر کے پاس ایک پیغام لیجائیگا۔

(ملازم اور تھریوس چلے جاتے ہیں)

(کلا بطرہ سے مخاطب ہو کر کہتا ہے) تم تو جب تم سے پہلی ملاقات ہوئی ہے اس کے بیشتر ہی سے بدنامی کے داغوں سے جھلس چکی تھیں۔ کیا میں اپنے بستر کا تکیہ بغیر سر رکھے روما میں اسی لئے چھوڑ آیا ہوں کہ ایک صحیح النسب اولاد پیدا کرنے سے پرہیز کروں۔ اور ایک ایسی عورت کے پاس آؤں جو از سر تا پا بس چھبرا ہی چھبرا ہے۔ کیا ان باتوں کی غرض یہی تھی کہ ایسا شخص اس سے ملاقات کرے جو ادنیٰ اور ذلیل نوکروں پر مہربان ہوتا ہے۔

کلا بطرہ:۔ اچھے آقا۔ یہ آپ کو کیا ہو گیا۔

انطونی:۔ تم ان میں ہو جو ہمیشہ غلطی و خطا میں مبتلا رہے ہیں۔ اور جب غلطیاں اور خطائیں ان کی پختہ ہو گئیں تو تمھارے

دل بھی پتھر ہو گئے۔ اور پھر تمھیں آفتوں اور مصیبتوں کا سامنا ہوا۔ دیوتا جو عاقل و دانا ہیں ہماری آنکھوں پر پٹی باندھ دیتے ہیں۔ اور ہم اپنی خطا کاریوں پر فخر کرنے لگتے ہیں۔ اُن پر اتراتے ہیں۔ آخری نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بالکل تباہ اور غارت ہو جاتے ہیں۔

کلا بطرہ:۔ کیا نوبت یہاں تک پہونچی کہ تم مجھے بھی بُرا کہنے لگے۔

انطونی:۔ میں تو تمھیں جولیوس سیزر کی رکابی کا سرد اور باسی پس خوردہ سمجھتا ہوں۔ پھر تم کینیوس پومپی کی معشوقہ بنیں۔ پھر شہوت پرستی میں خفیہ طور پر زندگی بسر کر کے آخر میں تم نے اپنے عشق کیلئے انطونی کو منتخب کیا۔ عفّت و پاکدامنی کو شاید تم جانتی تو ہو کہ وہ کیا چیز ہے۔ مگر اس سے تمھیں کبھی واسطہ نہیں ہوا۔

کلا بطرہ:۔ آخر یہ کیوں؟

انطونی:۔ یہ اس لئے کہ ایک ذلیل و خوار آدمی کے سامنے۔ جو تھوڑی سی خیرات پا کر بھی بھک منگوں کی طرح خیرات دینے والے کو دُعائیں دیتا ہے کہ "خدا تیرا بھلا کرے" تم نے اپنا ہاتھ بوسے کیلئے پیش کیا۔ جو ہمارے کھیل اور پیار کی چیز تھا۔ اور جس کی نسبت تم خود کہہ چکی تھیں کہ بڑے بڑے بادشاہوں کے بوسوں نے اس پر اپنے عشق و الفت کی مُہریں ثبت کی

تھیں۔ اے کاش میں آج کو خدا کی اونچی پہاڑی باشان پر ہوتا اور وہاں کے بیل مجھے گھیر لیتے اور میں اس زور سے نالہ و فریاد کرتا کہ اُن بیلوں کی آواز بھی مجھے نہ سُنائی دیتی۔ اور اس آہ و فغاں کی وجہ بھی میرے پاس کافی تھی۔ اور اگر اعتدال اور نرمی سے کام لیتا تو میری مثال اس آدمی کی ہوتی جس کے گلے میں پھندا پڑ چکا ہے اور وہ اپنے پھانسی دینے والے سے کہتا ہے کہ اگر میرے معاملے میں تم نے پھرتی کی تو میں تمھارا شکر گذار ہوں گا۔

(ملازم تھریوس کو لئے پھر آتے ہیں)

کہو خوب کوڑے لگائے؟

ملازم:۔ حضور خوب کوڑے لگائے ہیں۔

انطونی:۔ وہ رویا بھی تھا۔ اور معافی بھی اس نے مانگی تھی؟

ملازم:۔ حضور وہ روتا بھی تھا اور بار بار کہتا تھا کہ معاف کرو۔

انطونی:۔ اگر تیرا باپ زندہ ہو تو اُسے افسوس کرنا چاہیئے کہ آج کو اس کے گھر بیٹی کیوں نہ ہوئی۔ اور تجھے بھی افسوس ہوگا کہ آج کو قیصر کے خدمت گاروں میں نہ ہوتا تو کیوں کوڑے کھاتا۔ پھر ایک خاتون کا گورا گورا ہاتھ تیرے لئے ایسا ہوتا جسے دیکھکر تجھے لرزہ بخار چڑھتا۔ اچھا اب قیصر کے پاس جاکر کہہ کہ تیری خاطر و مدارات کیسی کچھ ہوئی ہے اور یہ بھی کہنا کہ

قیصر انطونی سے ناراض ہے۔ اور اس ناراضی کی وجہ قیصر کا غرور و تکبّر ہے۔ کیونکہ وہ انطونی کا جس حال میں انطونی اس وقت ہے خیال کرتا ہے لیکن جو کچھ انطونی تھا اس کا خیال مطلق نہیں کرتا۔ انطونی بھی قیصر سے خفا ہے۔ اور یہ وقت اس پر ایسا ہے کہ اس کا خفا کرنا آسان ہے۔ کیونکہ تحسن و محبّت کے ستارے جو پہلے اس کے ھادی و رھنما تھے انھوں نے اپنے اجرام کو نور سے خالی کر کے دوزخ کے طبقے پر چمکنا شروع کر دیا ہے۔ اگر قیصر میری اس تقریر کو یا جو کچھ میں نے تیرے ساتھ کیا ہے ناپسند کرے تو کہہ دینا کہ میرا ایک آزاد غلام پارکس نامی قیصر کے پاس اس وقت موجود ہے۔ قیصر چاہے اسے کوڑے مارے چاہے اسے پھانسی دے یا کسی اور طرح پر انتقام لے، وہ سب مجھے منظور ہے۔ یہ جتنی باتیں کہی ہیں سب قیصر سے کہدینا۔ اور اب کوڑوں سی جو بدھیاں تیری پیٹھ پر پڑی ہیں انھیں دکھانے تو قیصر کے پاس جا۔

کلابطرہ:۔ انطونی آپ کو جو کچھ کرنا تھا وہ ختم کر دیا۔

انطونی:۔ افسوس۔ ھماری زمین کا چاند اب گہنا گیا۔ اور اب انطونی کے زوال کی پیش خبری کے سوا اور کوئی فال نہیں نکلتی۔

کلابطرہ:۔ مجھے اس وقت کا انتظار کرنا چاہیے کہ قیصر کا غلبہ دُور ہو۔

انطونی :- کیا قیصر کی خوشامد کرنیکا یا کسی ایسے کمینے سے شوق و محبت کی نگاہیں ملانیکا قصد ہے ۔

کلابطرہ :- افسوس آپ ابھی تک میری طبیعت سے واقف نہوئے ۔

انطونی :- تمھارا دل میری طرف سے سرد ہے ۔

کلابطرہ :- اگر میرا دل آپکی طرف سے سرد ہے تو خدا میری دل پر اولے برسائیگا ۔ اور دل میں زہر پیدا کر کے اسے مسموم کریگا ۔ اور پہلا اولا جو آسمان سے گرے گا وہ میری گردن پر آئیگا ۔ اور جس طرح وہ خود پانی ہو کر بہہ جائے اسی طرح وہ میری جان کو بھی پانی کر کے بہا دے ۔ اس کے بعد وہ میرے لختِ جگر سیزرون پر گرے ۔ اس کے بعد میرے بطن کی یادگار اور میری بہادر مصریوں کو فنا کر دے ۔ اور اس طوفانِ ژالہ باری کے بند ہونے پر ان سب کی لاشیں بے گور و کفن پڑی رہیں ۔ اور نیل کے مچھر اور مکھیاں انھیں کھانے کیلیئے اُن پر ہجوم کریں ۔ حتی کہ ان ہی حشرات الارض کے معدوں میں یہ لاشیں دفن ہو جائیں ۔

انطونی :- تمھاری ان باتوں سے کسی قدر دل کو صبر آیا ۔ قیصر اب اسکندریہ کا محاصرہ کریگا ۔ اس وقت میں اس کے اور اپنی مقدر کا مقابلہ کروں گا ۔ ہماری بری فوجوں نے قیصر کا خوب خوب مقابلہ کیا ۔ اور ہمارا جنگی بیڑا جو پراگندہ ہو گیا تھا پھر یکجا ہو تا

شروع ہوگیا ہے۔ اور وہ بحری لڑائی کیلئے پورے طور پر آمادہ ہے۔ اے میرے دل تو کدھر گیا۔ کلابطرہ تم سُنتی ہو۔ اگر لڑائی کے میدان سے میں زندہ واپس آیا کہ تیرے لبوں کا ایک بوسہ اور نصیب ہو جائے تو اس وقت میں دشمنوں کی خون میں تر ہوں گا۔ اور میری تلوار میری سرگذشت لکھتی ہوگی۔ ابھی تک کچھ امید باقی ہے۔

کلابطرہ:۔ دیکھو۔ یہ بات تم نے بہادروں کی سی کہی۔

انطونی:۔ اب میری طاقت۔ دم اور ہمّت تگنی ہو جائیگی۔ اور غصّے اور کینے سے مُسلّح ہو کر لڑوں گا۔ کیونکہ جس وقت زمانہ میرا مساعد تھا تو محض لطائف وظرائف کے بدلے میں لوگوں کی جان بخشی کر دیا کرتا تھا۔ لیکن اب جو میرا مزاحم ہوگا اسکے دانت پیس کر میں واصل جہنّم کر دوں گا۔ آؤ ایک شب اور چین و مسرّت سے گذار لیں۔ میرے تمام فوجی افسران کو جو اسوقت غمزدہ اور افسردہ ہو رہے ہیں طلب کرو۔ اور اپنے جام و ساغر پھر شراب سے لبریز کرو۔ اور جب آدھی رات ہو اور اسکی گھڑیاں بجیں تو ان کی مطلق پروا نہ کرو۔

کلابطرہ:۔ آج میرا جنم دن تھا۔ میں سمجھی تھی کہ آج کوئی خوشی اس تقریب میں نہ ہوگی۔ لیکن جب میرا انطونی بھی انطونی ہوگیا تو میں بھی پھر کلابطرہ ہوئی جاتی ہوں۔

انطونی :۔ ممکن ہے کہ اس مرتبہ کے معرکے میں ہم اچھے رہیں۔
کلاپطرہ :۔ انطونی کے اعیانِ دولت اور سرداران فوج کو انطونی کی خدمت میں حاضر کرو۔
انطونی :۔ ہاں ان سب کو بلاؤ میں ان سے باتیں کروں گا۔ اور آج شب کو میں انھیں اتنی شراب پلاؤں گا کہ ان کے زخموں سے شراب چھانکنے لگے گی۔ آ۔ میری ملکہ۔ ابھی تک کچھ جان باقی ہے۔ اب کے جب لڑوں گا تو موت کو اپنا عاشق بنا کر لڑوں گا اور موت کی بلاگیر درانتی سے بھی مقابلہ ہوگا۔

(سب چلے جاتے ہیں صرف اینوبربس رہ جاتا ہے)

اینوبربس :۔ اب انطونی بجلی سے بھی زیادہ تیز چمک کر حالتِ جنون میں خدا جانے کیا کر ڈالے گا۔ قہر و غضب جب طبیعت پر چھائیگا تو پھر خوف دل سے رخصت ہوگا۔ اور پھر معصوم قمری خیل مرغ تک کو اپنے منقار سے زخمی کرے گی۔ میں دیکھتا ہوں کہ انطونی کی عقل میں جس قدر کمی ہوتی جاتی ہے اسی قدر اسکی ہمت اور دلیری ترقی پکڑتی جاتی ہے۔ جب لڑنیکا جوش عقل کو شکار کرتا ہے تو پھر وہ اس تلوار کو بھی جس سے وہ لڑتا ہے توڑ دیتا ہے۔ میں خود اس فکر میں ہوں کہ کسی طرح یہاں سے علیحدگی اختیار کردں۔

جزو رابع

پہلا منظر

اسکندریہ کے سامنے قیصر کا لشکر گاہ

قیصر، اگریپا، میکی ناس مع اپنی فوجوں کے آتے ہیں

قیصر:۔ انطونی مجھے لکھتا ہے کہ تم ابھی طفل مکتب ہو۔ اور اس طرح جھڑکتا ہے کہ گویا مجھے مصر سے نکال باہر کرنیکی اس میں طاقت ہے۔ میں نے جس آدمی کو کلا بطرہ کے پاس بھیجا تھا اسی خوب کوڑے پٹوائے۔ اور خواہش ظاہر کی ہے کہ میں اس سے اکیلا لڑوں۔ قیصر اور انطونی سے دست بدست لڑے۔ کیا خوب۔ اس بڈھے خبیث کو معلوم رہنا چاہئے کہ مرنے کے اور بہت سے طریقے ہیں۔ اس وقت تو مجھے اُس کی اِس درخواست پر کہ میں اس سے تنہا لڑوں ہنسی آتی ہے۔

میکی ناس:۔ قیصر کو اس بات پر غور کر لینا چاہئے۔ جب اتنا بڑا آدمی حالتِ قہر و عتاب میں ہو تو اس کا مقابلہ اس وقت تک نہ کرنا چاہئے جب تک کہ وہ بالکل زیر اور مغلوب نہ ہو جائے۔

ایسے آدمی کو تو دم لینے کی مہلت دینی بھی مناسب نہ ہوگی۔
بلکہ اس کے اس قہر و غضب کی حالت سے خود نفع اٹھانا درست
ہوگا۔ کیونکہ ایسی حالت میں انسان اپنی حفاظت سے غافل
ہو جاتا ہے۔

قیصر:۔ ہمارے بہترین فوجی سرداروں کو معلوم رہنا چاہیئے کہ
کل ہم اس سلسلۂ کارزار کی آخری لڑائی لڑیں گے۔ ہماری
فوجوں میں بہت سے آدمی ایسے ہیں جو حال میں انطونی سے
بغاوت کر کے اس سے علیحدہ ہو گئے ہیں۔ ان کی تعداد بھی اتنی
ہے کہ وہ انطونی کو زندہ گرفتار کر سکتے ہیں۔ خیال رکھا جائے
کہ ایسا ہی ہونا بھی چاہیئے۔ اہلِ لشکر کو ہم بڑی دھوم سے
ضیافت دیں گے۔ اور اس کیلئے ہمارے پاس سامان کافی
ہے اور ہمارے لشکر کے لوگ حقیقت میں ایک بڑی ضیافت
کے مستحق بھی ہیں۔ ان کی کارگزاری بہت اچھی رہی ہے۔
افسوس تو اس انطونی کے حال پر آتا ہے۔

(سب چلے جاتے ہیں)

دوسرا منظر

اسکندریہ۔ کلاپطرہ کا محل

کلاپطرہ، اینوبربس، چارمیاں، ایلکساس اور اور لوگ اندر آتے ہیں

انطونی :۔ اینوبربس۔ قیصر مجھ سے تنہا نہیں لڑیگا؟

اینوبربس :۔ حضور۔ نہیں۔

انطونی :۔ نہ لڑنیکی وجہ کیا ہوسکتی ہے۔

اینوبربس :۔ قیصر سمجھتا ہے کہ اس وقت اس کی قسمت آپ کی قسمت سے بیس گنی بہتر ہے۔ اس لئے وہ اپنے کو تنہا نہیں سمجھتا بلکہ وہ اکیلا بیس آدمیوں کے برابر ہے۔ اور اس وجہ سے وہ آپ سے طاقت میں اتنا بڑھ گیا ہے کہ آپ سے تنہا لڑنا اپنی شان کے خلاف سمجھتا ہے۔

انطونی :۔ اینوبربس کل ہم تری خشکی دونوں جانب سے بڑھکر قیصر پر حملہ کریں گے۔ اس میں یا تو وہ نہ رہا۔ یا میں اپنی مرتی عزت کو خون میں نہلا کر پھر زندہ کرلوں گا۔ کیا اچھا ہو کہ کل سب جی توڑ کر دشمن سے لڑیں۔

اینوبربس :۔ میں بھی تلوار کے ہاتھ غضب کے لگاؤں گا۔ ہر وار پر اس جُواری کی طرح جو ہر دفعہ بان پھینک کر سامنے والے سے کہتا ہے "بس جو کچھ پاس ہے سب رکھدے" چیختا رہوں گا۔

انطونی :۔ یہ تم نے خوب کہا۔ اچھا آؤ چلو۔ میرے رنج کے ملازموں کو بُلاؤ۔ آج رات کو کھانا پینا خوب آللّے تللّے سے ہوگا۔

(دو تین مُلازم آتے ہیں)

آؤ۔ ہاتھ ملاؤ۔ تم سب اپنے اپنے زمانہ ملازمت میں میرے

فرماں بردار اور جاں نثار ملازم رہے۔ اسی طرح تم نے بھی میری خدمت ہمیشہ بڑی تندہی سے کی۔ بادشاہوں کی خدمت میں تم حاضر رہے۔

کلابطرہ :۔ (اینوبربس سے علیحدہ پوچھتی ہے) آخر اس سے مطلب کیا نکلتا ہے؟

اینوبربس :۔ (کلابطرہ سے علیحدہ کہتا ہے) یہ وہ تلوّن مزاجیاں ہیں جو حالتِ دردوالم میں انسان سے ہوا کرتی ہیں۔

انطونی :۔ تم سب تابعدار اور وفادار رہے۔ جی چاہتا ہے کہ مجھ سے اتنے ہی آدمی بن جاتے جتنے کہ تم ہو۔ اور تم سب مل کر ایک انطونی ہو جاتے تو پھر انطونی تم سب کی خدمت اتنی ہی جاں نثاری اور وفاداری سے کرتا جتنی کہ تم نے میری خدمت کی ہے۔

سب :۔ خدا نہ کرے۔

انطونی :۔ اچھا میرے وفادار اور نمک حلال ملازمو۔ آج شب کو تم سب میری خدمت میں رہو۔ دیکھو شراب پینے میں کمی نہ کرنا اور مجھے ایسا ہی سمجھنا کہ گویا میں سلطنت کا مالک ہو گیا ہوں۔ اور تم ایک سلطنت رکھنے والے بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہو۔ اور میرے حکم بجا لاتے ہو۔

کلابطرہ :۔ (اینوبربس سے علیحدہ پوچھتی ہے) آخر ان باتوں کی غرض کیا ہے؟

اینوبربس :۔ (علیحدہ کلابطرہ سے کہتا ہے) محض اس لئے کہ اس کے پرانے خادم اس کی ان باتوں کو سُنکر رونے لگیں۔

انطونی :۔ میرے جاں نثار ملازمو آج شب کو تم سب میری خدمت میں رہو۔ ممکن ہے کہ یہ تمھاری آخری خدمت ہو۔ ممکن ہے کہ اس کے بعد تم مجھے نہ دیکھو۔ یا اگر دیکھو بھی تو میں اپنی گذشتہ شان و شوکت کے مقابلہ میں ان کا ایک عکس بے بود نظر آؤں۔ یا اس حال میں دیکھو کہ ایک زخمی لاش حالتِ جانکنی میں پڑی ہے۔ ممکن ہے کہ کل تمھیں کسی دوسرے آقا کی خدمت اختیار کرنی پڑے۔ میں تمھیں اس وقت اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسے کہ تم مجھ سے ہمیشہ کی جدا ہونیکی اجازت چاہ رہے ہو۔ میرے باوفا دوستو میں تمھیں اپنے سے جدا نہیں کرتا۔ بلکہ سمجھتا ہوں کہ تم اپنے آقا کے ساتھ اس کی موت تک رہنے کا وعدہ پورا کرچکے ہو آج شب کو صرف دو گھنٹے میرے ساتھ ضیافت میں شریک رہو۔ اس سے زیادہ میں کچھ نہیں چاہتا۔ اور خدا تمھیں اس کا اجرِ نیک دے۔

اینوبربس :۔ حضور کا کیا مطلب ہے۔ حضور کیوں ان غریبوں کیلئے اتنے غم و الم کا سامان کر رہے ہیں۔ دیکھئے وہ سب رو رہے ہیں اور مجھ خرِ بے تمیز کی آنکھوں میں بھی آنسو ہیں۔

انطونی :۔ اہا ہا۔ (انطونی اینوبربس کی اس بات پر طنزاً ہنستا ہے)

اگر میرے الفاظ سے ایسے معنی نکلتے ہوں تو کوئی ساحرہ آئی اور مجھ جلا ڈالی۔ جہاں یہ آنسو گریں گے وہاں خدا کی برکتیں نازل ہونگی۔

میرے دلی دوستو۔ تم نے میری باتوں کا مطلب بہت افسردہ کن سمجھ لیا۔ میں نے جو کچھ کہا تھا وہ تمھاری تسلی تشفی کیلئے کہا تھا۔ اور میں چاہتا ہوں کہ آج کی شب تم شمع و شراب میں بسر کرو۔ مجھے بخوبی امید ہے کہ کل میں تمھیں وہاں لیجاؤں گا جہاں فتح و ظفر حاصل کرنیکی جگہ عزت کی موت مرنیکی توقع زیادہ ہے۔ سب بیٹھکر کھانا کھائیں اور دنیا کی فکروں کو شراب میں غرق کر دیں۔

تیسرا منظر

موقع وہی ہے جو اوپر تھا۔ محل کے سامنے

دو سپاہی پہرا دینے آتے ہیں

پہلا سپاہی:۔ برادر شب بخیر۔ کل لڑائی کا دن ہے۔

دوسرا:۔ اچھا تو ہے ایک نہ ایک طرف فیصلہ قطعی ہو جائے۔ اچھا۔ خوش رہو۔ بازاروں میں تو عجیب خبریں اڑ رہی ہیں۔ وہ بھی تم نے سنیں؟

پہلا سپاہی:۔ نہیں۔ میں نے کچھ نہیں سنا۔ کیا خبریں اڑ رہی ہیں؟

دوسرا سپاہی:۔ غالباً جھوٹی افواہیں ہیں۔ اچھا خدا حافظ۔

(دو سپاہی اور آتے ہیں)

سپاہیو۔ پہرا اچھی طرح دو۔ پاسبانی ہوشیاری سے کرو۔

تیسرا سپاہی۔ اور تم بھی ایسا ہی کرو۔ خدا حافظ۔

(اسٹیج کے تمام گوشوں پر سپاہی پہرا دینے لگتے ہیں)

چوتھا سپاہی:۔ جوانو اپنی اپنی جگہ پہرا ہوشیاری سے دو۔ اگر کل ہمارا جنگی بیڑا سمندر پر لڑائی جیت گیا تو پھر ہمیں امید ہے کہ خشکی پر بھی ہماری ہی جیت ہو گی۔

تیسرا سپاہی:۔ ہماری خشکی کی فوج بڑی جری اور بہادر ہے۔ اور اس سے ہماری بہت سی توقعات وابستہ ہیں۔

(موسیقی کی صدائیں جن میں اسٹیج کے نیچے چوبی نفیر بجتے معلوم ہوتے ہیں سنائی دیتی ہیں)

چوتھا سپاہی:۔ سنو۔ یہ کیسا شور ہے۔

پہلا سپاہی:۔ سنو سنو۔

دوسرا سپاہی:۔ ہاں سنو۔

پہلا سپاہی:۔ کیا یہ باجوں کی آواز اوپر سے آرہی ہے۔

تیسرا سپاہی:۔ نہیں آواز نیچے سے آرہی ہے۔

چوتھا سپاہی:۔ یہ شگون اچھا ہے نا؟

تیسرا سپاہی:۔ نہیں شگون اچھا نہیں ہے۔

پہلا سپاہی:۔ اچھا۔ میں سنتا ہوں۔ چپ رہو۔ آخر اس آواز کا مطلب

کیا ہے ؟

دوسرا سپاہی :۔ یہ آواز خدائے ہرقل کی ہے جس سے انطونی کو بہت اُنس اور تعلق تھا۔ اب وہ خدا انطونی کے سر سے اپنا سایہ اٹھا رہا ہے۔

پہلا سپاہی :۔ آؤ ذرا آگے بڑھکر اس آواز کا سُراغ لگائیں اور معلوم کریں کہ جو آواز ہمارے کانوں میں آرہی ہے اُسے دوسرے بھی سُنتے ہیں یا نہیں۔

دوسرا سپاہی :۔ کہو جوانو تمھارا کیا خیال ہے ؟

سب سپاہی :۔ دوستو۔ یہ کیا بات ہے۔ تم بھی یہ آواز سُنتے ہو۔

پہلا سپاہی :۔ یارو۔ یہ کیسی حیرت کی بات ہے۔

تیسرا سپاہی :۔ دوستو تم بھی کوئی آواز سُنتے ہو۔

پہلا سپاہی :۔ آؤ۔ اس آواز کے پیچھے پیچھے چلیں۔ جہاں تک ہمارا پہرا ہے چلیں اور دیکھیں کہ کہاں پہنچ کر وہ بند ہو جاتی ہے۔

سب کہتے ہیں :۔ ہاں مُناسب ہے۔ یہ آواز بڑی حیرت انگیز ہے۔

(سب چلے جاتے ہیں)

چوتھا منظر

مقام وہی ہے۔ کلابطرہ کے محل کا ایک کمرہ

انطونی، کلابطرہ، چارمیاں خواص اور ملازم آتے ہیں

انطونی :۔ دوست ایروس ذرا میرا زرہ بکتر اٹھا دو۔ ایروس اُسٹاٹم نی۔
کلا بطرہ :۔ کچھ دیر آرام کر لیجئے۔
انطونی :۔ نہیں پیاری۔ ایروس اِدھر آؤ۔ زرہ اٹھا کر مجھے دو۔
(ایروس بیج رخت و زرہ بکتر کے آتا ہے)
انطونی :۔ ایروس۔ ادھر آکر زرہ پہنا دو۔ اگر آج تقدیر نے ساتھ نہ دیا تو اس کی وجہ یہی ہو گی کہ ہم نے تقدیر کو بے حقیقت سمجھا۔ آؤ۔ زرہ پہنا دو۔
کلا بطرہ :۔ نہیں میں بھی اس کام میں مدد کرونگی۔ یہ تسمہ کس کام کا ہے؟
انطونی :۔ کلا بطرہ تم جانے دو۔ تم تو میرے دل کی سپر بنو۔ اُسے مضبوط رکھو۔ زرہ پہنانا تمھارا کام نہیں۔
کلا بطرہ :۔ نہیں میں اپنے آقا کی اس کام میں مدد کروں گی۔ یوں نہیں اس طرح غلط ہے۔ ہاں بس اب ٹھیک ہو گیا۔
انطونی :۔ اب ہم لڑائی جیت لیں گے۔ دیکھ یار ایروس۔ سب ہتیار ٹھیک لگ گئے۔ ایروس جاؤ۔ اب تم بھی زرہ بکتر سے درست ہو کر ہتیار لگا کر آجاؤ۔
ایروس :۔ بہت خوب ابھی حاضر ہوا۔
کلا بطرہ :۔ اس میں ایک بکلس ٹھیک نہیں لگا۔
انطونی :۔ اس کی درستی مشکل ہے۔ جب تک ہم اپنے آرام کیلئے اُسے خود نہ کھولیں گے کسی کی مجال نہیں کہ اُسے کھول سکے۔

اور اگر کسی نے جرأت کی تو اُسے آفت اور غضب کا سامنا ہوگا۔ ایروس تم نے بکسوا غلط لگایا ہے۔ ملکہ ذرا یہاں۔ ایروس اسے زیادہ کسو۔ جلدی کرو۔ پیاری ملکہ آج تو تم مجھے لڑتا دیکھو گی۔ دیکھنا کیسا دل وجان سے اس شاہانہ خدمت میں مصروف ہوتا ہوں۔ میں وہ نہیں ہوں جو لڑائی کو کھیل سمجھے۔

(ایک سپاہی اندر آتا ہے)

انطونی:۔ سلام جوان۔ آؤ تم نیک قدم ہو۔ تمھاری صورت کہہ رہی ہے کہ تم دھاوا کرنے میں یکتائے وقت ہو۔ جو کام ہم شوق سے کرتے ہیں اس کیلئے وقت پر تیار ہو جاتے ہیں۔ اور خوش ہو کر اسے انجام دیتے ہیں۔

سپاہی:۔ حضور ایک مرتبہ نہیں ہزار مرتبہ ہم لڑنیکو تیار ہیں۔ آج صبح سے ہم زرہ جوشن لگائے ہتیار باندھے تیار ہیں۔ شہر کے دروازہ پر ہم حضور کا انتظار کریں گے۔

(لڑائی کے نعرے بلند ہوتے ہیں۔ بگل اور ترم بجتے ہیں فوجی افسر اور سپاہی اندر آتے ہیں)

ایک فوجی سردار:۔ امیر لشکر کو صبح کا سلام عرض کرتا ہوں اور اُسے تعظیم دیتا ہوں۔

سپاہی اور فوجی سردار:۔ سپہ سالار کی خدمت میں ہم بھی آداب بجا

لاتے ہیں۔

انطونی :۔ جوانو۔ آج سورج خوب چمکتا ہوا نکلا ہے۔ اس کی روشنی ایسی معلوم ہوتی ہے جیسے کسی کی جوانی جوش پر ہو۔ اچھا سب آ گئے۔ یہ مجھے دو۔ ادھر آؤ۔ شاباش۔ ملکہ۔ اب جو مجھ پر گذرے۔ (بڑھکر اس کا بوسہ لیتا ہے) یہ بوسہ ایک سپاہی کا پیار ہے۔ جدائی کی گھڑی اگر اس سے کم درجہ کی کوئی رسم ادا کی جاتی تو معترض طعنہ دیکر مجھے شرمندہ کر سکتے تھے۔ ملکہ میں اس وقت تم سے اس طرح جدا ہوتا ہوں جیسے کوئی فوجی مرد آہن کا دل لئے جدا ہو۔ میرے ساتھ ہو کر لڑنے والے ادھر آئیں۔ اب میں تمھیں لڑنے لیجاتا ہوں۔ اچھا رخصت۔

(انطونی، ایروس اور افسرانِ فوج چلے جاتے ہیں)

چارمیاں :۔ ملکہ عالم۔ جہاں پناہ۔ حضور آرام گاہ میں جاکر آرام فرمائیں۔

کلاسطرہ :۔ انطونی تو بڑی ہمت اور دلیری سے جنگ کرنے گیا ہے۔ تاکہ وہ اور قیصر تنہا لڑکر اس لڑائی کا کوئی قطعی فیصلہ کر دیں۔ اگر ایسا ہوا تو انطونی کو اپنی کامیابی کا پورا یقین ہے چلو۔ آگے بڑھو۔

پانچواں منظر

اسکندریہ۔ انطونی کا لشکرگاہ

(ترنم بجتے ہیں۔ انطونی اور ایروس آتے ہیں۔ ایک سپاہی انکے قریب آتا ہے)

سپاھی:۔ خدا آج کا دن انطونی کے حق میں مبارک کرے۔

انطونی:۔ تیری تلوار اور تیرے زخموں نے ایک مرتبہ مجھ سے فریاد کی تھی کہ لڑائی خشکی پر ہو۔ کاش اس وقت میں تیرا کہنا سنتا۔

سپاھی:۔ اگر حضور اس وقت میری عرض سن لیتے تو جن بادشاھوں نے آپ کا ساتھ چھوڑا ہے یا سپاہ جس نے آج حضور سے منہ موڑا ہے وہ اس وقت سب حضور کا ساتھ دیتے۔

انطونی:۔ کیا آج صبح بھی کوئی ھمارا ساتھ چھوڑ کر چلا گیا ہے؟

سپاھی:۔ حضور آج اس نے ساتھ چھوڑا ہے جو حضور کے ساتھ ہمیشہ رہتا تھا۔ یعنی اینوبرس۔ اب حضور کا ساتھ دینا اسے منظور نہیں قیصر کے لشکر میں پہونچکر اب اسے حضور سے کوئی تعلق اور واسطہ نہیں رہا۔

انطونی:۔ یہ کیا کہہ رہے ہو؟

سپاھی:۔ حضور اینوبرس اب قیصر کا ساتھ دے رہا ہے۔

ایروس:۔ اس کا سامان صندوق روپیہ پیسہ وہ اپنے ساتھ نہیں لیگیا۔

انطونی:۔ کیا اینوبرس واقعی میرا ساتھ چھوڑ کر چلا گیا۔

سپاھی:۔ حضور وہ بھی چلا گیا۔

انطونی:۔ ایروس جاؤ۔ اور اس کا سامان روپیہ پیسہ جو کچھ بھی یہاں ہو اس کے پاس بھیجدو۔ فوراً اس حکم کی تعمیل ہو۔ (دیر بالکل نہ ہو۔

اس کی سب چیزیں ایک خط کے ساتھ روانہ کرو۔ خط پر میرے دستخط ہوں گے۔ خط میں میری طرف سے بہت بہت سلام اور خدا حافظ لکھنا۔ اور لکھنا کہ خدا کرے پھر تم کو کوئی موقع اپنی طبیعت کی تبدیلی کرنے کا نہ ملے۔ افسوس میری کھوٹی تقدیر نے ایسے لوگوں کو بھی بیوفا بنا دیا جو باوفا تھے۔ جلد خط کے ساتھ اس کا کل سامان روانہ کردو۔ ہائے اینوبربس جیسا وفادار اور جاں نثار بھی مجھے چھوڑ کر چلا گیا۔

چھٹا منظر

اسکندریہ۔ قیصر کا لشکر گاہ

(باجے بجتے ہیں۔ قیصر اور اگریپا اینوبربس کے ہمراہ مع اور آدمیوں کے آتے ہیں)

قیصر:۔ اگریپا۔ آگے جاؤ۔ اور لڑائی شروع کردو۔ ہم انطونی کا زندہ گرفتار ہونا چاہتے ہیں۔ سب کو اس کی اطلاع رہے۔

اگریپا:۔ حضور ایسا ہی ہوگا۔

قیصر:۔ اب ایک عالمگیر امن و امان کا زمانہ قریب ہے۔ اگر آج کا دن ہماری دولت و اقبال کا دن ثابت ہوا تو پھر دنیا میں اس سرے سے اس سرے تک امن و عافیت کی برکتیں شائع ہوجائیں گی۔

(ایک قاصد آتا ہے)

قاصد:۔ انطونی میدان جنگ میں اُتر آیا ہے۔

قیصر :۔ اگریپا۔ لڑائی میں ان لوگوں کو آگے رکھنا جو انطونی سے بگڑ کر ہمارے لشکر میں آگئے ہیں۔ تاکہ دشمن کا شروع کا جوش و خروش سب اُن پر صرف ہو۔

(سوائے اینوبربس کے سب چلے جاتے ہیں)

اینوبربس :۔ ایلکساس بھی باغی ہو گیا۔ انطونی نے اپنے معاملات کے متعلق اُسے یہودیہ بھیجا تھا۔ وہاں بادشاہ یہودیہ ہیرود کو بجائے انطونی کا پاسدار اور دوست بنانے کے اس نے اُسے قیصر کا دوست بنا دیا۔ اس غداری کی پاداش میں اس نے اسے پھانسی دیدی۔ کینیدیوس اور اور لوگ جو انطونی سے منحرف ہوئے تھے ان سب کو قیصر نے اپنے ہاں ملازمت دیدی ہے۔ لیکن ان پر بھروسہ اور اعتبار مطلق نہیں ہے۔ میں نے انطونی سے روگردانی کی ہے بہت بُرا کیا۔ اس میں میرا دل خود مجھے مُجرم قرار دیتا ہے۔ اب خوش رہنا میرے نصیب میں نہیں ہے۔

(قیصر کا ایک سپاہی آتا ہے)

سپاہی :۔ اینوبربس۔ انطونی نے تمہارا کُل سامان روپیہ وغیرہ بھیجدیا ہے۔ اور اس پر کچھ انعام اپنی طرف سے اضافہ کیا ہے۔ آدمی جو تمہارا سامان لایا ہے وہ پہلے میرے علاقے کے پہرے میں آیا۔ اور وہ اِس وقت تمہارے خیمے کے سامنے خچروں پر سے سامان اُتار رہا ہے۔

اینوبربس :- اچھی بات ہے۔ سپاہی۔ وہ کل سامان میں تمھیں بخشتا ہوں۔

سپاہی :- اینوبربس جو کچھ میں نے کہا اس کو سچ جانو۔ اُسے جھوٹ نہ سمجھو۔ بہتر ہو کہ تم جاکر سامان لانے والے کو بعافیت لشکر سے باہر نکل جانے دو۔ میں اس وقت اپنے کام سے جا رہا ہوں ورنہ میں خود اس کے ساتھ ہو کر لشکر سے بحفاظت اُسے باہر پہنچا دیتا۔ آپ کا قیصر تو اب تک خدائی شان میں ہے۔

اینوبربس :- تو کیا دُنیا میں مَیں ہی ایک بے ایمان خبیث رہ گیا ہوں۔ دل کہتا ہے کہ ہاں تم ایسے ہی ہو۔ انطونی، اے چشمۂ فیض و کرم تیرے ساتھ بیوفائی کرتے میں تو تُو مجھے انعام و اکرام دیتا ہے، اگر باوفا رہتا تو خدا جانے تو کتنا سیم و زر مجھے بخشتا۔ تیری اس لُطف و کرم کے خیال سے میرا کلیجہ شق ہوتا ہے۔ اگر رنج و غم میرے دل کے ٹکڑے نہ اُڑائیگا تو میں اس کا وہ علاج کروں گا کہ رنج و الم بھی نہ کرسکیں۔ میں اب ہرگز تیرے مقابلہ میں نہ لڑوں گا۔ اور اب میں کوئی گڑھا یا خندق تلاش کرتا ہوں۔ گڑھا بھی ایسا جس میں گندہ اور بدبودار پانی ہو، اس میں ڈوب مروں گا۔ اس آخری وقت میں آقا سے بیوفائی کرنے کی یہی سزا ہے۔

ساتواں منظر

لشکر گاہوں کے بیچ میں لڑائی لڑنے کا مقام

طبل اور نقارے بجتے ہیں۔ اگریپا اور اور لوگ آتے ہیں

اگریپا :۔ سپاہیو۔ پیچھے ہٹو۔ ہم بہت آگے بڑھ آئے ہیں۔ قیصر کو خود جان بچانے کی نوبت آ گئی ہے۔ اور انطونی کی فوج بالکل خلافِ توقع ہمیں دبائے چلی آتی ہے۔

(اگریپا چلا جاتا ہے)

(گجر بجتا ہے۔ انطونی اور اسکاریوس زخمی حالت میں نظر آتے ہیں)

اسکاریوس :۔ انطونی میرے بہادر شہنشاہ۔ لڑائی حقیقت میں اسی کو کہتے ہیں۔ اور لڑنا اسی کا نام ہے۔ کاش آپ پہلے ہی اتنی ہمت و جوانمردی دکھاتے تو دشمن سروں پر پٹیاں باندھے بھاگتا نظر آتا۔

انطونی :۔ تمھارے زخم سے خون بہت بہہ رہا ہے۔

اسکاریوس :۔ حضور پہلے تو زخم کی شکل اور تھی اور اب زیادہ خطرناک ہے

انطونی :۔ قیصر کی فوج پسپا ہو رہی ہے۔

اسکاریوس :۔ میں تو اسے اتنا پیٹوں گا کہ وہ زمین میں چھپنے کے لئے سوراخ ڈھونڈھنے لگے گی۔ میرے جسم پر ابھی چھ زخموں کی گنجائش اور ہے۔

(ایروس آتا ہے)

ایروس :- حضور دشمن شکست کھا چکا ہے۔ اور ہم اتنا آگے بڑھ گئے ہیں کہ فتح کی امید ہوئی ہے۔

اسکاریوس :- ہم اس بھاگتی سپاہ کی پیٹھ پر زخم پہنچائیں گے۔ اور جس طرح شکاری کتے خرگوشوں کی گردن جھنجوڑ کر انھیں مار ڈالتے ہیں اسی طرح ہم بھی انھیں ہلاک کردیں گے۔ بھاگتی سپاہ کو زخمی کرنے میں بڑا لطف آتا ہے۔

انطونی :- اسکاریوس۔ پہلے تو تجھے اس بات کا انعام دوں گا کہ تو ہمت بڑھا کر دل کو تسکین دیتا ہے۔ اور اس پہ دس گنا انعام تیری دلیری اور جوانمردی کا دونگا۔ آؤ۔ آگے چلیں۔

اسکاریوس :- حضور میں یہیں قیام کرتا ہوں۔

آٹھواں منظر

اسکندریہ کی شہر پناہ کے نیچے

انطونی مع فوج کے مارچ کرتا نظر آتا ہے

انطونی :- تم نے قیصر کو مارتے مارتے اس کے لشکر گاہ تک پہنچا دیا ہے۔ ایک آدمی دوڑا ہوا جائے اور ملکہ کو ہمارے ان کاموں کی خبر دے۔ کل سورج نکلنے سے پہلے ہم ان کا بھی جو مرنے سے بچے ہیں خون کر ڈالیں گے۔ میں تم سب کا شکر گذار ہوں۔ تم

سب بڑے بہادر اور جواں مرد ہو۔ اس لڑائی میں تم اس طرح نہیں لڑے کہ کسی کے نوکر ہو۔ بلکہ میرے معاملے کو اپنا معاملہ سمجھ کر تم نے جانبازی کی ہے۔ تم سب دُنیا کا مشہور بہادر بکتر ثابت ہوئے ہو۔ اچھا۔ اب شہر میں جاؤ اپنی بیویوں اور دوستوں سے بغل گیر ہو۔ ان سے اپنے کارنامے بیان کرو۔ اور وہ خوشی کے آنسو بہا بہا کر انھیں سُنیں اور تمھارے زخموں کے جمے ہوئے خون کو دھوئیں۔ اور زخموں کو چومتے بھی جائیں۔ کہ وہ جلد بھر جائیں۔ اسکاریوس اپنا ہاتھ لاؤ۔

(کلاہبطرہ مع اپنی خواصوں کے داخل ہوتی ہی)

اسکاریوس ہیں تیری جوانمردی کے کام اس حسین ساحرہ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ اس کا شکریہ تیرے کانوں کو برکت دیگا۔ (کلاہبطرہ سے مخاطب ہو کر کہتا ہے) اے میرے مطلع روشن اس زرہ پوش گلے میں اپنی باہیں ڈالدے اور اس سینے بند کو توڑ کر مع اپنے بناؤ سنگھار کے میرے دل میں آ بیٹھ۔ اور اسکی ہر دھڑکن کے ساتھ مجھے مژدہ فتح سُنا۔

کلاہبطرہ:۔ اے آقاؤں کے آقا۔ سرداروں کے سردار کیا تو دُنیا کی سب سے بڑی لڑائی جیت کر اور اس سے صحیح و سلامت نکل کر خوش خوش ہنستا ہوا آ رہا ہے۔

انطونی:۔ اے میرے خوش آواز بلبل ہیں نے دشمن کو مار کر موت

کی نیند اسے سُلا دیا ہے۔ گو بڑھاپے کے سپید بال جوانی کے سیاہ بالوں میں ملے جُلے ہو گئے ہیں۔ لیکن سر میں ایک دماغ رکھتا ہوں جو میرے اعصاب کو قوت پہنچاتا رہتا ہے اور جوانوں سے بازی کے بدلے بازی جیتتا ہے۔ یہ مرد کارزار آپ کے سامنے حاضر ہے۔ اسے دیکھئے اور اپنے ہاتھ کو اس کے لبوں تک تکلیف دیجئے۔ تاکہ وہ آپ کے ہاتھ کا بوسہ لے۔ اے میرے بہادر بھائی ملکہ کے ہاتھ کا بوسہ لے۔ یہ مرد آج میدان میں اس طرح لڑا ہے جیسے کوئی زبردست دیبی نسلِ آدم سے دل میں کینہ رکھکر لڑے اور عالم اباد ان کو غارت کردے۔

کلا بطرہ :۔ اے بہادر رفیق۔ میں تجھے انعام میں سونے کی زرہ دونگی جو کبھی ایک بادشاہ کا مال تھی۔

انطونی :۔ یہ بہادر اسی لائق ہے۔ اگر اس زرہ میں سورج دیوتا کے رتھ کی مانند جواہرات جڑے ہوتے تو اور بھی اچھا ہوتا۔ ملکہ اپنا ایک ہاتھ مجھے دیجئے۔ تاکہ ہم دونوں ساتھ ساتھ اسکندریہ میں مسرت اور شادمانی کے قدم اٹھائے ہوئے داخل ہوں۔ کیا آپ کے دولت کدہ میں اتنی گنجائش ہے کہ یہ سب اس میں بیٹھ سکیں۔ کیونکہ آج ہم سب مل کر ایک ہی جگہ کھانا کھائیں گے اور کل فتح کی امید میں بادۂ ناب کے جام و ساغر اُڑائیں گے۔ نقارچیو اپنے نقاروں کی آواز سے لشکر کے کان بہرے کردو۔

اور طنبوروں کی آواز میں اپنا شور ملا کر زمین و آسمان میں ہماری آمد کی خبر پہنچا دو۔

نواں منظر

قیصر کا لشکر گاہ

(سنتری اپنی اپنی جگہ کھڑے پہرا دے رہے ہیں)

پہلا سپاہی:۔ اگر اسی گھنٹے میں سپاہی ہمیں پہرے سے فارغ کرنیکو نہ آئے تو پھر چوکی پر جانا پڑیگا جہاں سب سپاہی اور سنتری جمع ہیں۔ چاندنی رات ہے اور حکم ہوا ہے کہ سورج نکلنے کے بعد دوسرے گھنٹے لڑائی کیلئے صف بستہ ہو جاؤ۔

دوسرا سپاہی:۔ یہ آخری دن تو ہمارے حق میں بہت ہی مضر ثابت ہوا۔ ہمارے بہت آدمی مارے گئے۔

(اینوبربس آتا ہے۔)

اینوبربس:۔ اے رات تو میری شاہد رہیو۔

تیسرا سپاہی:۔ یہ آدمی کون ہے؟

دوسرا سپاہی:۔ چھپ کر کھڑے ہو جاؤ اور سنو وہ کہتا کیا ہے۔

اینوبربس:۔ اے مبارک ماہتاب تو میرا گواہ رہیو۔ جب لوگ باغی و سرکش ہو جاتے ہیں تو وہ برائیوں کو یاد کر کے بغاوت کرتے ہیں۔ اے ماہتاب تو شاہد رہیو کہ میں اپنی حرکت پر نادم و پشیمان ہوں

پہلا سپاھی :۔ ارے یہ تو اینو برس ہے۔

دوسرا سپاہی :۔ خاموش رہو۔ سُنو آگے کیا کہتا ہے۔

اینو بربس :۔ اے سچے رنج و محن کی ملکہ قمر تورات کی زہریلی رطوبتیں مجھ میں جذب کر دے۔ زندگی مجھے دوبھر ہو گئی ہے۔ میرا اب کوئی درد مند نہ رہا۔ میرے سنگ قصور پر اس دل کو گرا کر پاش پاش کر دے۔ رنج و غم نے دل کو اب ایسا خشک کیا ہے کہ پتھر سے ٹکراتے ہی وہ چُورا چُورا ہو جائیگا۔ اور پھر تمام تکلیف دہ اور افسردہ خیالات ختم ہو جائیں گے۔ اے انطونی تو طبیعت کا اتنا شریف ہے کہ میری سرکشی و بغاوت اس سے کہیں زیادہ رذیل و ذلیل ہے۔ تو مجھے جہانتک میری ذات سے تعلق ہے معاف کر دے۔ اور دُنیا سے کہدے کہ وہ مجھے اپنے آقا سے باغی اور لڑائی سے بھاگنے والا اپنی یادداشت میں لکھ لے۔ ہائے انطونی۔ ہائے انطونی۔

(اینو بربس مر جاتا ہے)

دوسرا سپاہی :۔ ہمیں اس آدمی سے کچھ پوچھنا چاہئے۔

پہلا سپاھی :۔ پہلے اس کی باتیں سُننی چاہئیں۔ ممکن ہے کہ قیصر کی نسبت کچھ کہے۔

تیسرا سپاہی :۔ ہونا تو یہی چاہئے۔ مگر وہ تو سو گیا ہے۔

پہلا سپاہی :۔ میں سمجھتا ہوں کہ غش کھا کر گر پڑا ہے کیونکہ آخری بددعا

جو اپنے تئیں دی تھی وہ بغیر اثر کئے رہنے والی چیز نہ تھی۔

دوسرا سپاہی :۔ آؤ اس کے قریب چلیں۔

تیسرا سپاہی :۔ جاگئے۔ جاگئے۔ بات کیجیے۔

دوسرا سپاہی :۔ آپ سنتے ہیں۔

پہلا سپاہی :۔ موت تو اس کا کام تمام کر چکی ہے (دُور سے نقاروں کی آواز سُنائی دیتی ہے۔) نقاروں کی آواز بڑی متانت اور تامل سے سوتوں کو جگاتی ہے۔ آؤ۔ اس مُردے کو اٹھا کر چوکی پر لے چلیں۔ آدمی صاحب حیثیت معلوم ہوتا ہے۔ ہمارا پہرا ابھی ختم ہو چکا ہے۔

تیسرا سپاہی :۔ آؤ چلیں۔

(انیو برس کی لاش اٹھا کر لے جاتے ہیں)

دسواں منظر

دونوں لشکر گاہوں کے درمیان

(انطونی اور اسکاریوس اپنے اپنے لشکر لئے آتے ہیں)

انطونی :۔ آج انھوں نے لڑائی کا سامان سمندر پر کیا ہے۔

اسکاریوس :۔ خشکی میں لڑکر ہم نے انھیں خوش نہیں کیا۔

انطونی :۔ میں نے تو کہا تھا کہ آگ میں ہوا میں جہاں جی چاہے لڑو۔ ہم ہر جگہ تم سے لڑنے کو تیار ہیں۔ لیکن بات یہ ہے کہ ہماری

پیدل فوج شہر کے قریب جو پہاڑیاں ہیں وہاں رہیں گی۔ سمندر پر البتہ لڑائی کی تیاری کا حکم دیدینا چاہیئے۔ جنگی جہاز بندرگاہ سے بادبان لگا کر نکل چکے ہیں۔ ہم یہاں سے دیکھتے رہیں گے کہ اُن کے جہاز ہمارے لڑائی کے بیڑے کو کاٹ کر کیسے باہر نکلتے ہیں۔

گیارھواں منظر

میدان جنگ کا ایک دوسرا حصّہ

(قیصر مع لشکر کے آتا ہے)

قیصر :۔ اگر خشکی میں ہم پر حملہ نہیں کیا گیا تو وہاں ہماری فوجیں بیکار رہیں گی۔ میرا خیال ہے کہ خشکی میں دشمن ہم پر حملہ نہ کریگا کیونکہ انطونی کے بہترین آدمی جہازوں پر لڑائی کی تیاری میں مصروف ہیں۔ پس ہمیں وادیوں کی طرف بڑھنا چاہیئے۔ اور وہاں جس میں سب سے زیادہ فائدہ ہو اسی طریقے سے فوجیں روانہ کرنی چاہئیں۔

بارھواں منظر

میدان جنگ کا ایک دوسرا حصّہ

انطونی اور اسکاریوس داخل ہوتے ہیں

اسکاریوس :۔ کلابطرہ کے جہازوں کے بادبانوں میں ابابیلوں نے آشیانے بنا لئے ہیں۔ نجومیوں کو معلوم ہوگا کہ اس بات سے کیا

فال نکلتی ہے۔ مگر اس حالت کو وہ خوف زدہ ہو کر دیکھتے ہیں۔ لیکن جو کچھ علم انھیں ہے وہ دوسروں پر ظاہر نہیں کرتے انطونی بڑا بہادر ہے۔ مگر اس وقت افسردہ خاطر معلوم ہو رہا ہے۔ لیکن پھر بھی تقدیر سے متوقع ہے کہ جو اس وقت حالت ہے وہی قائم رہے گی۔ مجھے خوف ہے کہ کہیں تباہی نہ آجائے۔ (دُور سے گجر کی آواز آتی ہے اور گجر وہ ہے جو بحری لڑائیوں میں بجتا ہی)

(انطونی پھر نظر آتا ہے)

انطونی:۔ سب کچھ غارت ہو گیا۔ اس مکّار ملکہ مصر نے میری ساتھ دغا کی۔ میرے جہازی بیڑے والوں نے دشمن کے سامنے ہتیار ڈال دیئے۔ اور دشمن سے جا ملے۔ اس وقت وہ خوش ہو کر ٹوپیاں اُچھال رہے ہیں۔ اور دشمن کے سپاھیوں میں بیٹھے شراب پیتے ہیں۔ گویا مدّت کے بچھڑے دوست پھر ملے ہیں۔ اری کلا بطرہ تین تین آشناؤں کی متروکہ بیسوا تو نے مجھے اس نوجوان قیصر کے ہاتھ بیچ ڈالا۔ اب تو تیرے سوا دوسرا دشمن نہیں جس سے لڑنے کو جی چاہتا ہو۔ سپاہ کو حکم دو کہ سب فرار ہو جائیں۔ کیونکہ جسے دل دیا تھا جب وہی دشمن ہو جائے تو پھر سب کچھ ختم ہو لیا۔ انھیں حکم دو کہ سب بھاگ جائیں اور تم بھی یہاں سے دور ہو۔ (اسکاریوس چلا جاتا ہے)

اے آفتاب اب دُنیا پر پھر تیرا روشن ہونا میں نہ دیکھوں گا۔ ابھی

تقدیر اور انطونی کا راستہ یہاں سے پھٹتا ہے۔ اور یہیں سے تقدیر سے ہم ہاتھ ملا کر جدا ہوتے ہیں۔ ہائے جو کچھ کیا تھا کیا اس کا انجام یہی ہونیوالا تھا۔ ہائے وہ دل جو میرے قدموں سے لگے رہتے تھے اور جو کچھ وہ مانگتے تھے میں انھیں دیتا تھا کیا وہ سب پانی ہو کر بہہ گئے اور اپنی تمام شیرینی اس گل نو شگفتہ قیصر پر نثار کرنے لگے۔ اور سب سے اونچے درخت کی چھال انھوں نے نوچ ڈالی۔ تاکہ وہ جلد مر جائے۔ افسوس مصر کی اس مکار روح اور زہر بھرے جادو نے میرے ساتھ دغا کی۔ یہ اس کی نگاہیں تھیں جو مجھے لڑائیوں پر وطن چھوڑ کر مصر آنے پر مجبور کرتی تھیں۔ جس کا عشق زندگی کا سب سے بڑا جلوہ تھا۔ سب سے بڑی شان تھی۔ جس کا سینہ میرے سر کا تاج تھا۔ زندگی کا مقصد اور مدعا تھا۔ افسوس تو نے ایک آوارہ اور آفاقی عورت کی طرح میرے ساتھ دھوکا چلا۔ اور آخر کار دھوکا دیکر سب مجھے بازی ہروادی۔ ایروس۔ ایروس کیا خبر ہے۔

(کلاسطرہ آتی ہے)

ارے طلسم۔ ارے جادو۔ دور ہو۔

کلاسطرہ :۔ عاشق کو معشوق پر اتنی خفگی کیوں ہے؟

انطونی :۔ بس سامنے سے چلی جا۔ ورنہ میں تیرے ساتھ اس طرح پیش آؤں گا جس کے تو لائق ہے۔ اور قیصر اس بات سے محروم

رہ جائیگا کہ وہ روما کی عالی مجالی خلقت کے سامنے اپنے رتھ کے پیچھے باندھ کر جشنِ فتح میں تیری نمائش و تشہیر کرے۔ رتھ کے پیچھے تو گھسٹتی چلے گی تاکہ لوگ تیرا تماشا دیکھیں اور کہیں کہ دُنیا کی عورتوں میں اس سے بڑھکر کوئی سیاہ داغ نہیں ایک وحشی جانور کی طرح تیرا تماشا بنایا جائے۔ اور غریب سے غریب آدمی بھی دو چار کوڑیاں دیکر تیرا تماشا دیکھیں۔ اور صبر و شکر کرنے والی اوکٹے ویا تیرا مُنہ نوچنے کو اپنے ناخن تیز رکھے۔

(کلا پطرہ چلی جاتی ہے)

اچھا ہوا تو دفع ہوئی۔ کچھ دنوں اور تیرا جینا بھلا ہے۔ مگر بہتر تو یہی ہوتا کہ تو میرے غضب کا نشانہ بنتی۔ کیونکہ تیرا ایک بار مرنا تجھے بہت سی موتوں سے روک دیتا۔ ایروس اس وقت نیسس کا پیرہن میرے گلے میں ہے۔ اے میرے مورثِ اعلیٰ و بزرگ الکیڈس اپنا قہر و غضب مجھ میں پیدا کر دے تاکہ لیکوس کو اُچھال کر بیں قرصِ ماہتاب پر بٹھا دوں۔ اور ان ہی ہاتھوں سے جن میں گرز تھے میں خود بھی ہلاک ہو جاؤں۔ یہ قحبہ ضرور ایک دن مریگی۔ کیونکہ اس نے اس رومن چھوکرے کے ہاتھ مجھے بیچ ڈالا ہے۔ اور اس سے سازش کرکے میرا کام تمام کیا ہے۔ اس جُرم میں وہ موت کی سزا پائیگی۔ ایروس تم سُنتے ہو۔

تیرھواں منظر

اسکندریہ ۔ کلابطرہ کا محل

کلابطرہ، چارمیاں خواص اور مردیان خواجہ سرا آتی ہیں

کلابطرہ :۔ ارے ۔ میری خواصوں مجھے سنبھالو ۔ انطونی تو ایسا دیوانہ ہوا ہے کہ ملاتون بھی اکیلیز کی سپر بننے کیلئے اتنا دیوانہ نہ ہوا تھا تھسلی کے جنگلی سور کے مُنہ سے بھی اتنے کف جاری نہ ہوئے تھے جتنے کہ اس کے مُنہ سے ہو رہے ہیں ۔

چارمیاں :۔ حضور نے جو مقبرہ تیار کرایا ہے بہتر ہو کہ وہاں جا کر اپنے کو مقفل کر لیں ۔ اور انطونی کو لکھ بھیجیں کہ آپ مر گئی ہیں جسم سے رُوح کا جُدا ہونا بھی ایسا دردناک اور تکلیف دہ نہیں ہوتا جتنا کہ ایک بڑے آدمی سے جس نے شان و عظمت کا ہمیشہ لُطف اٹھایا ہو وہی چیزیں اس سے مفارقت کر جائیں ۔

کلابطرہ :۔ اچھا مقبرے میں چلو ۔ مردیان تو انطونی سے جا کر کہہ کہ کلابطرہ نے خودکشی کر لی ۔ اور یہ بھی کہنا کہ مرتے وقت جو آخری لفظ اس کی زبان پر تھا وہ انطونی کا نام تھا ۔ اور یہ نام بڑے افسوس اور درد سے لیتی تھی ۔ مردیان جا اور مجھ سے آ کر کہہ کہ میری موت کی خبر نے اس کے دل پر کیا اثر کیا ۔ بس اب چلو ۔ مقبرہ کی طرف چلو ۔

چودھواں منظر

محل وہی ہے۔ کمرہ دوسرا ہے

انطونی اور ایروس آتے ہیں

انطونی :۔ ایروس تو مجھے دیکھتا ہے۔ بتا کیا میں واقعی انطونی ہوں؟

ایروس :۔ حضور انطونی ہیں۔

انطونی :۔ کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بادل آسمان پر ایک اژدھے کی شکل میں یا بخارات کبھی شیر کبھی فرس کبھی کسی بلند قلعہ یا اونچے مقام سے جھکے ہوئے چٹان یا کسی کنگورے دار چوٹیوں یا سمندر کے کنارے کسی اونچی پہاڑی کی شکل میں جن پر درخت کھڑے نظر آتے ہیں۔ یہ درخت بلندی پر کھڑے دنیا پر جھومتے ہیں۔ اور ہم پر غرور اور تکبر کی نگاہ ڈالتے ہیں۔ تم نے ایسے مناظر اور علامات ضرور دیکھے ہوں گے۔ یہ چیزیں شام کے دھندلکے میں بڑی شان اور رونق کی معلوم ہوتی ہیں۔

ایروس :۔ حضور بجا ہے۔

انطونی :۔ بادلوں میں جو شکل اس وقت گھوڑے کی نظر آتی ہے ہوا کے جھونکے دیکھتے دیکھتے اس کی صورت بدل دیتے ہیں۔ اور پھر کوئی صورت بھی بادلوں میں نظر نہیں آتی۔ اور جس طرح پانی میں پانی مل کر نہیں پہچانا جا سکتا یہ بخارات بھی ایسے خلط ملط

ہو جاتے ہیں کہ کوئی صورت ان سے پیدا نہیں ہوتی۔

ایروس :- بجا ہے۔ حضور نے بجا فرمایا۔ ایسا ہی ہوتا ہے۔

انطونی :- اے میرے وفادار خادم۔ اب تیرے آقا کا بھی یہی حال ہے۔ دیکھ میں انطونی ہوں جو ایک خاص صورت و شکل رکھتا ہے۔ لیکن میں اس شکل کو جو تو دیکھتا ہے برقرار نہیں رکھ سکتا۔ میں نے لڑائیاں ملکہ مصر کیلئے کی تھیں۔ میں سمجھتا تھا کہ ملکہ کا دل میں لے چکا ہوں۔ کیونکہ وہ میرے دل کی مالک ہو چکی تھی اور جبکہ میرا دل اس کے قبضے میں نہ تھا تو اس کے ساتھ صدہا دل وابستہ تھے۔ جو اب فنا ہو گئے۔ ایروس اس ملکہ نے قیصر سے ساز باز کر کے میری عزت اور نام کو غارت کر دیا۔ اور میری عزت و شان کو بگاڑ کر دشمن کی فتح و ظفر میں اُسے تبدیل کر دیا۔ ایروس تیرا دل نرم ہے۔ رو نہیں۔ بس اب جو کچھ باقی رہا ہے وہ ہم ہیں تا کہ اپنے ہاتھ سے اپنا کام تمام کریں۔

(مردیان اندر آتا ہے)

ارے مردیان تیری خبیث ملکہ نے میری تلوار چُرالی۔

مردیان :- نہیں حضور میری ملکہ کو تو آپ سے عشق تھا۔ اور اس نے اپنی قسمت کو آپکی قسمت میں شریک کر دیا تھا۔

انطونی :- چُپ رہ۔ ارے کُمنتے خوشامدی خاموش رہ۔ تیری ملکہ نے میرے ساتھ بیوفائی کی جس کی سزا میں اسے موت آئیگی۔

مردیان :۔ حضور موت کا قرضہ انسان ایک ہی مرتبہ چکاتا ہے اور وہ میری ملکہ نے ادا کر دیا۔ جس جان کے لینے کی آرزو آپ کو تھی اس نے خود اپنی جان لے لی ۔ آخری لفظ جو ملکہ کی زبان پر تھا وہ حضور کا نام " انطونی ، شریف انطونی " تھا۔ یہی نام زبان پر تھا ، کہ ایک آہ سرد بھری جس سے دل شق ہوا اور جان نکل گئی۔ آدھا نام حضور کا اس کے لبوں پر تھا۔

انطونی :۔ ہائیں۔ کیا ملکہ مصر مر گئی۔

مردیان :۔ حضور۔ ملکہ قضا کر گئیں۔

انطونی :۔ ایروس۔ جلد میری زرہ اُتار دے۔ آج کا کام ختم ہوا۔ اب ہمیں بھی سو رہنا چاہیے۔ (مردیان سے کہا) تو بُری خبر لایا۔ بس تیرا انجام یہی ہے کہ تو جان یہاں سے سلامت لیجائے۔

(مردیان چلا جاتا ہے)

ایروس زرہ جلد اتار دے۔ سات پرت کی سپر بھی اب میرے دل کی دھڑکن کو نہیں روک سکتی۔ ایروس میرے پہلو کو چیر دے۔ ایک دل جو کسی زمانہ میں سینے میں مضبوط تھا۔ اور یہی سینہ اس کا گھر تھا اب تو اس کے غلاف کو چاک کر دے۔ ایروس تو چلا جا۔ چلا جا۔ اب مجھے کسی سے لڑنا نہیں ہے۔ اب میں سپاہی نہیں رہا۔ ٹوٹی ہوئی چیزوں کو غارت کر دیتے ہیں۔ تو نے نہایت شریفانہ طریقے سے میری خدمت کی۔ تھوڑی دیر کو مجھے اکیلا

چھوڑ دے۔ کلا بطرہ میں تیرے اس سفر میں تجھ سے آگے نکل جاؤں گا۔ اور رو رو کر اپنے قصور کی تجھ سے معافی چاہوں گا۔

(ایروس چلا جاتا ہے)

یہی ہونا بھی چاہیئے تھا۔ زندگی کی راہ اب تاریک اور سخت اذیت کی ہے۔ مشعل جو راستہ روشن کرتی تھی اب گل ہو گئی۔ بس اب کہیں پڑ رہ۔ آگے نہ چل۔ اب عشق و جستجو بیکار ہے۔ جتنا زور صرف کریگا اتنے ہی زور میں گریگا۔ اب ان چیزوں کو چھوڑ پھر سب کچھ ختم ہو جائیگا۔ ایروس۔ اے میری ملکہ میں تیرا شریک سفر ہوتا ہوں۔ تھوڑی دیر میرا انتظار کر اور وہاں قیام کر جہاں رُوحیں پھولوں میں آسودہ ہیں۔ ہم ہاتھ میں ہاتھ دئیے اپنے حُسن و جمال سے روحوں کو حیرت زدہ کر دیں گے۔ اب ڈائیڈو اور اس کا عاشق اکیلا رہ جائیگا۔ اس کا تعاقب کرنیوالے اس کے ساتھ نہ ہوں گے۔ تمام عالم ارواح اب ہمارے گرد ہوگا۔ ایروس آ ایروس میرے پاس آ۔

(ایروس آتا ہے)

ایروس :۔ کیا حکم ہے؟

انطونی :۔ کلا بطرہ مر گئی۔ میں نے اس زمانہ میں کچھ ایسی بے عزتی کی زندگی بسر کی ہے کہ ارباب فلک بھی اتنی بات کہنے پر مجھ سے ناخوش ہوتے ہیں۔ میں وہ تھا جس نے اپنی تلوار کے زور سے دُنیا کو

تقسیم کر دیا تھا۔ اور سمندر پر اپنے بڑے بڑے جہاز چلائے تھے جو شہروں کو بھی مات کرتے تھے۔ لیکن اس وقت میں اپنے اوپر لعنت کرتا ہوں کہ ہمت و جرأت میں ایک عورت سے بھی کم ہو گیا۔ ہائے شرافت میں میں اس عورت سے بھی کم رہ گیا جس نے مر کر قیصر سے کہدیا کہ دیکھو فتح کرنیوالے اس طرح اپنے آپ کو فتح کیا کرتے ہیں۔ ایروس تو اس بات کی قسم کھا چکا ہے کہ جب ضرورت ہو گی (اور ضرورت اس وقت پیدا ہو سکتی ہے) اور جب ذلت اور رسوائی کا سامنا ہو گا اس وقت تو مجھے مار ڈالے گا۔ بس اب تو میرا کام تمام کر کیونکہ وہ وقت آگیا ہے۔ تو مجھے نہیں ماریگا۔ بلکہ درحقیقت قیصر کو شکست دیگا۔ بس غصہ سے چہرہ سُرخ کر لے اور تلوار کا ہاتھ چلا۔

ایروس:۔ خدا مجھے ایسے کام سے باز رکھے۔ کیا میں اس شخص پر تلوار چلاؤں جسے پارتھیا کے تیر انداز بھی اپنا نشانہ نہ بنا سکے۔ حضور کی جان وہ نہ لے سکے۔ جتنے تیر برسائے سب خطا گئے۔

انطونی:۔ تو کیا ایروس تو یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ روما کے عظیم الشان شہر میں ایک کھڑکی میں اپنا تماشا دکھانیکو مجھے کھڑا کیا جائے۔ اور تو دیکھے کہ تیرا آقا عاجزی کے ساتھ گردن جھکائے چہرے سے ذلت و شرم ٹپکتی ہو۔ قیصر کی رتھ کے آگے ہو۔ ذلت و خواری کے داغ پہ داغ دیتی آگے بڑھاتی ہوں۔

ایروس :۔ میں ہرگز ایسا نہیں دیکھ سکتا۔

انطونی :۔ تو بس آ۔ میرا علاج ایک کاری زخم ہے، اسی علاج سے بیمار اچھا ہو جائیگا۔ اب تلوار کمر سے سُونت لے۔ جو تو نے اپنے وطن جانیکو باندھی ہے۔

ایروس :۔ حضور مجھے اس خدمت سے معاف رکھیں۔

انطونی :۔ کیا تو بھول گیا جس وقت میں نے تجھے آزاد کیا تھا تو تو نے قسم کھائی تھی کہ جو کچھ میں کہوں گا تو میرا کہنا کریگا۔ اب وقت آ گیا ہے کہ اپنی تلوار سے تو مجھے قتل کرے۔ ورنہ میں تیری گذشتہ خدمات کو ایسا سمجھوں گا کہ اُن کی کوئی غرض و غایت نہ تھی۔ بس تلوار نکال اور مجھے قتل کر دے۔

ایروس :۔ تو پھر حضور اپنا چہرہ میری طرف سے ہٹا لیں۔

انطونی :۔ اچھّا۔

ایروس :۔ میں نے تلوار کھینچ لی ہے۔

انطونی :۔ تو پھر جس لئے کھینچی ہے وہ کام کرو۔

ایروس :۔ اے میرے محترم آقا۔ میرے سردار۔ میرے شہنشاہ مجھے اتنا عرض کر لینے دیجئے کہ تلوار کا ہاتھ لگانے سے پہلے میں حضور کو الوداع کہہ لوں۔

انطونی :۔ ایروس۔ اچھا الوداع رخصت۔

ایروس :۔ خدا حافظ میرے سردار۔ کیا میں ہاتھ لگاؤں......

(اپنے آپ سے کہتا ہے) بہتر ہے یونہی سہی۔ اس طرح میں اپنے آقا کے خون سے باز رہکر اس کی موت کے رنج والم سے بچتا ہوں۔

(ایروس خود اپنے تئیں قتل کر دیتا ہے)

انطونی :۔ (مڑکر دیکھتا ہے) مرحبا ایروس۔ تو مجھ سے بھی زیادہ شریف نکلا۔ ہائے ایروس۔ تو مجھے سکھاتا ہے کہ میں خود اپنے ہاتھ سے وہ کروں جو تو نہیں کر سکا۔ اس ایروس اور میری ملکہ نے اپنی ہمت اور جسارت دکھا کر مجھے وہ سبق دیا ہے جس سے زندگی کی سرگذشت میں میرے حالات زیادہ شریف کا موں کی صورت میں دکھائے جائیں گے۔ مرنے پر دولھا بنا معشوق کے بستر پر دوڑ کر جا پہنچوں گا۔ اچھا اب آ اور دیکھ ایروس تیرا آقا تیرا شاگرد بن کر جان دیتا ہے۔

(اتنا کہہ کر انطونی اپنی برہنہ تلوار پر گرتا ہے لیکن زخم کاری نہیں پہنچتا)

ہائیں۔ یہ کیا ہوا۔ میں تو مرا نہیں۔ پہرے والو ادھر آؤ۔ میرا کام تمام کر دو۔

(درکیتاس اور پہرے والے اندر آتے ہیں)

پہلا پہرے والا :۔ یہ کیسا غل تھا۔

انطونی :۔ میں نے اپنا کام ناقص طور پر انجام دیا۔ دوستو اس کام کو تم جلد ختم کر دو جسے میں نے شروع کیا تھا مگر ناتمام چھوڑا ہے۔

دوسرا پہرے والا:۔ افسوس دُنیا کا چمکتا تارہ غروب ہو گیا۔ اور سب چیزیں خاتمہ کو پہونچ گئیں۔

سب مل کر:۔ ہائے افسوس۔ صد افسوس۔

انطونی:۔ جس کسی کو مجھ سے محبّت ہو وہ آئے اور جلد ایک وار میں میرا کام تمام کر دے۔

پہلا پہریوالا:۔ میں ایسا نہیں کر سکتا۔

دوسرا پہریوالا:۔ اور نہ میں ایسا کر سکتا ہوں۔

تیسرا پہریوالا:۔ یہ کام تو کوئی بھی نہیں کر سکتا۔

درکیتاس:۔ انطونی آپ کی موت اور آپکی تکلیفیں آپکے ساتھیوں کو آپ سے بھگا رہی ہیں۔ اگر میں یہ تلوار قیصر کو دکھاؤں اور اس سے کہوں کہ کیا پیش آیا ہے۔ تو یقیناً وہ آپ پر مہربان ہو جائے

(دایومیدس اندر آتا ہے)

دایومیدس:۔ انطونی کہاں ہیں؟

درکیتاس:۔ وہاں ہیں۔ وہاں۔

دایومیدس:۔ وہ زندہ ہیں۔ اے شخص جواب کیوں نہیں دیتا؟

(درکیتاس چلا جاتا ہے)

انطونی:۔ دایومیدس کیا تم ہو۔ اپنی تلوار کھینچو۔ اور ایک ہاتھ ایسا لگاؤ کہ جان نکل جائے۔

دایومیدس:۔ ہائے ہائے میرے آقا۔ میرے سردار۔ کلا بطرہ نی

مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے۔

انطونی :۔ ملکہ نے کب تمھیں میرے پاس بھیجا تھا؟

دایومیدس :۔ ابھی ابھی آقا۔

انطونی :۔ ملکہ کہاں ہے؟

دایومیدس :۔ اپنے مقبرے میں ہیں جو انھوں نے حال میں تیار کرایا ہے۔ آپ کے دل میں کچھ وہم آیا۔ اور سمجھ گئیں کہ کیا ہونیوالا ہے۔ ملکہ کو جب معلوم ہوا کہ حضور کو شبہ گذرا ہے کہ ملکہ نے قیصر سے سازش کرلی ہے تو گو حضور کا یہ محض خیال ہی خیال تھا اور اُسے باور کرنے کیلئے کوئی بنیاد نہ تھی مگر ملکہ سمجھ گئیں کہ اب حضور کا غصّہ کسی طرح دُور نہ ہوگا۔ پس انھوں نے اپنی موت کی خبر آپ کو کہلا بھیجی۔ کہنے کو تو کہہ دیا۔ مگر پھر ڈریں کہ معلوم نہیں یہ خبر آپ پر کیا اثر کرے۔ اس لئے ملکہ نے مجھے روانہ کیا کہ حقیقت حال سے آپ کو خبر کروں۔ اصل واقعہ سے مطلع کرنے میں حاضر ہوا تھا لیکن افسوس دیر میں پہنچا۔

انطونی :۔ ہاں دایومیدس تم دیر میں پہونچے۔ مہربانی کرکے میری پہرے والوں کو بُلا دو۔

دایومیدس :۔ پہرے والو چلو۔ شہنشاہ کے پاسبانو جلد ادھر آؤ۔ آقا بُلا رہے ہیں۔

(انطونی کے چار پانچ پہرے والے اندر آتے ہیں)

انطونی :۔ دوستو۔ مجھے وہاں اٹھالے چلو جہاں کلابطرہ اس وقت ہے۔
یہ آخری خدمت ہے جو میں تم سے چاہتا ہوں۔

پہلا پہرے والا :۔ ہائے ہائے وامصیبتا۔ کاش اپنے جاں نثاروں
سے پہلے رخصت نہ ہوتے۔ پہلے اِن سب کو اپنی خدمت میں مرتے
دیکھ لیتے۔

سب مل کر :۔ آج کا دن بڑی قیامت کا ہے۔

انطونی :۔ نہیں دوستو۔ اتنا رنج نہ کرو۔ اتنا غم ظاہر کرکے اس ظالم
تقدیر کی تسلی نہ کرو۔ جو چیز تمھاری سزا کیلئے آکے اس کا آنا
مبارک سمجھو۔ اور ہم اس سزا کو اپنے تئیں بے پروا ظاہر کرکے
سزا دیتے ہیں۔ میں تمھیں اکثر لڑائیوں پر لے گیا ہوں تمھاری
سرداری کی ہے بس اب اس کا انعام یہی ہے کہ تم مجھے یہاں
سے اٹھاکرلے چلو۔ اس تکلیف کے لئے اچھے میرے دوستو
میرا شکریہ قبول کرو۔

(زخمی انطونی کو سب اٹھا کر لیجاتے ہیں)

پندرھواں منظر

اسکندریہ۔ کلابطرہ کا مقبرہ جو اس نے اپنی زندگی میں بنوایا تھا

کلابطرہ۔ چارمیاں، ایراس بالاخانہ پر نظر آتی ہیں

کلابطرہ :۔ چارمیاں اب میں یہاں سے باہر نہ جاؤنگی۔

چارمیاں :۔ پیاری ملکہ ذرا دل کو ٹھیرائیے۔ صبر سے کام لیجئے۔
کلابطرہ :۔ اب کیا صبر آئیگا اور کیا دل ٹھیریگا۔ تکلیف اور رنج کا آنا اب
بھلا معلوم ہوتا ہے۔ آرام عیش اور تفریح سب سے نفرت ہو گئی ہے
رنج و تکلیف اپنے اپنے سبب کی مناسبت سے ہوا کرتا ہے۔
جیسا سبب بھاری ہے ویسی ہی تکلیف وزنی۔

(ڈا میدس بالاخانہ کے نیچے کھڑا نظر آتا ہے)

کیا وہ زندہ نہیں ہے؟
ڈایومیدس :۔ موت قریب آتی جاتی ہے مگر ابھی گذرے نہیں ہیں۔
حضور اپنے مقبرے کے پچھواڑے دیکھیں۔ زخمی انطونی کو لوگ
اٹھائے لا رہے ہیں۔
کلابطرہ :۔ اے آفتاب فلک جس طبقے میں تو گردش کرتا ہے اُسے
پھونک دے۔ اور دُنیا کے ساحلوں کو جن کی شکلیں مختلف ہیں
تاریک کر دے۔ انطونی۔ انطونی۔ انطونی۔ چارمیاں میری
مدد کر۔ ایرس تو بھی ہاتھ لگا۔ دوستو جو نیچے ہو تم بھی مدد کرو۔
تاکہ میں اپنے انطونی کو اوپر کھینچ لوں۔
انطونی :۔ اتنا غم نہ کرو۔ صبر کرو۔ قیصر کی جوانمردی نے انطونی کو مغلوب
نہیں کیا۔ بلکہ انطونی نے خود اپنے اوپر غلبہ پایا ہے۔
کلابطرہ :۔ اور یہی ہونا بھی چاہئے تھا۔ سوائے انطونی کے دوسرے
کی مجال نہ تھی کہ انطونی کو مغلوب کرے۔ لیکن ہائے افسوس۔ یہ

کیا ہوا۔ اور کیوں ہوا۔

انطونی :۔ ملکہ مصر۔ میرا دم نکل رہا ہے۔ مرنیکو ہوں۔ موت سے درخواست ہے کہ تھوڑی سی مہلت دے تاکہ ہزاروں بوسوں میں کا ایک بوسہ تیرے لبوں کا لوں۔

کلابطرہ :۔ پیارے یہ ممکن نہیں۔ مجھے معاف کر۔ میری اتنی ہمت نہیں کہ چھت سے اتر کر نیچے آؤں اور تم میرے لبوں کا بوسہ لو۔ قیصر فتح پا کر جشن و جلوس کے ساتھ روما میں داخل ہوگا۔ مگر میں اسکے ساتھ نہ ہونگی۔ اگر چھری میں دھار ہے۔ زہر میں اثر ہے اور سانپ کی کچلی میں سمیت ہے تو میں قیصر سے آزاد ہوں۔ تمہاری بیوی اوکتے ویا اپنی شرمیلی آنکھوں سے میری ذلت و خواری کو اپنے دل کے اطمینان کے لئے نہ دیکھ سکے گی۔ میری خواصو میری مدد کرو۔ تاکہ ہم انطونی کو اوپر کھینچ سکیں۔ دوستو۔ سب اس کام میں ہاتھ لگاؤ۔

انطونی :۔ مجھے جلد اٹھاؤ۔ ورنہ میرا دم نکلتا ہے۔

کلابطرہ :۔ واہ کیا تماشہ ہے۔ میرے آقا تم کتنے وزنی ہو گئے ہو تمہاری ساری طاقت تو اس بوجھ کے اٹھانے میں صرف ہوئی جاتی ہے۔ اگر آج کوپن دیبی جونو ہوتی تو شہ پروں والا مرکری ہمیں یہاں اٹھا لاتا۔ اور جوپیٹر کے تخت کے قریب ہمیں بٹھا دیتا۔ کسی چیز کی خواہش بغیر کوشش کے حماقت ہوتی ہے۔ ذرا اور اوپر اٹھاؤ۔

آؤ۔ آؤ۔ میری جان انطونی آؤ۔

(لوگ انطونی کو اونچا کر کے کلابطرہ کے پاس پہنچا دیتے ہیں)

تمہارا آنا مبارک ہے۔ جہاں زندہ تھے وہیں مرو بھی۔ لب سے لب ملانے میں از سر نو زندگی حاصل کرو۔ اگر ان لبوں میں اتنی قوت ہوتی تو میں تمہیں پھر زندہ کر لیتی۔

سب حاضرین:۔ کیسا دردناک سانحہ ہے۔

انطونی:۔ ملکہ مصر۔ میرا دم نکلتا ہے۔ لبوں پر جان ہی۔ تھوڑی سی شراب دو کہ میں بات کر سکوں۔

کلابطرہ:۔ نہیں۔ بات مجھے کرنے دو۔ تاکہ میں اس شدت سے لعنت ملامت کر سکوں اور اس شدت سے آہ و فغاں کروں کہ یہ بڑھیا چرخہ چلانے والی تقدیر بھی گھبرا کر اپنا چرخہ جلا دے۔

انطونی:۔ ملکہ پیاری۔ صرف ایک بات کہنی چاہتا ہوں۔ قیصر سے مصالحت کر لو۔ اسی میں تمہاری عزت اور جان کی سلامتی ہے۔

کلابطرہ:۔ دونوں چیزیں باہم جمع نہیں ہو سکتیں۔ اگر جان نہ دی تو عزت کا خون ہوگا۔

انطونی:۔ پیاری ملکہ۔ میری بات سنو۔ قیصر کے مصاحبین میں سوائے پروکلیوس کے اور کسی کا اعتبار نہ کرنا۔

کلابطرہ:۔ مجھے تو اب صرف اپنے ہاتھوں اور ارادے پر اعتبار رہے۔ قیصر یا اس کے مصاحبوں سے واسطہ نہیں۔

انطونی :۔ میری موت پر جو انقلاب ہوں ان پر رنج و افسوس نہ کرنا۔ بلکہ پُرانی دولت اور خوش نصیبی کو یاد کر کے جس میں زندگی بسر ہوئی ہے خوش رہنا۔ یہ دولت اور خوش نصیبی دی تھی جنھوں نے مجھے دُنیا کا سب سے بڑا بادشاہ بنا دیا تھا اور بادشاہ بھی نہایت شریف تھا۔ لیکن اب ذلّت و رسوائی ساتھ لئے مرتا ہوں۔ اپنے ہم وطنوں کے سامنے نامردی اور بُزدلی کے ساتھ اپنا آہنی خود سر سے اُتار کر ان سے رخصت نہیں ہوتا بلکہ اس طرح رخصت ہوتا ہوں جیسے ایک بہادر رومن بہادر رومن سے مغلوب ہو کر دُنیا سے جاتا ہے۔ اب میری جان نکلنے کو ہے۔ بولا نہیں جاتا۔

کلابطرہ :۔ پیارے آقا۔ دُنیا کے سب سے بڑے شریف کیا مرنے ہی کی ٹھان لی ہے۔ مجھے کس پر چھوڑ چلے۔ جب تم نہ رہے تو پھر اس مزبلہ دُنیا میں رہ کر کیا کروں گی۔ خواصو۔ دیکھو دیکھو۔

(انطونی مر جاتا ہے)

ہائے رُوئے زمین کا تاج پگھل کر پانی ہو گیا۔ لڑائی کے پھولوں کا ہار آج کُملا گیا۔ اور پھولوں سجا ستون اب اُکھڑ گیا۔ جس کے گرد مردانِ کارزار رقص کیا کرتے تھے۔ اب اس زمین پر کوئی چیز ایسی نہ رہی کہ ماہتاب جو اس کے گرد تصدق ہوتا ہے اس پر اپنی روشنی ڈالنے کے لائق سمجھے۔

(کلابطرہ غش کھا کر گرتی ہے)

چارمیاں :۔ بیگم ۔ ملکہ ۔ حضور چُپ کیوں ہوگئیں ۔
ایراس :۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہماری شہنشاہ بیگم بھی قضا کر گئیں ۔
چارمیاں :۔ بیگم ۔ بیگم ۔
ایراس :۔ ملکہ ۔ ملکہ ۔
چارمیاں :۔ ملکہ ۔ حضور ملکہ سلامت ۔
ایراس :۔ مصر کی مالک ۔ ہماری شہنشاہ بیگم ۔
چارمیاں :۔ ایراس ۔ ایراس ۔ چُپ رہو ۔ ذرا غور سے سُنو ۔
کلا بطرہ :۔ نہ ملکہ ہوں نہ بیگم ۔ اب تو میں ایک معمولی عورت ہوں ۔ اور اس طرح آفات اور مصائب کی متحمل ہوں جیسے کہ ایک ذلیل گوالن یا اس سے بھی ادنیٰ پیشے والی پر گذرتے ہیں ۔ جی میں آتا ہے کہ اپنا عصائے سلطنت دشمن دیوتاؤں کی طرف پھینک کر اُن سے کہوں کہ ہماری دُنیا بھی تمہاری دُنیا کی مانند اس وقت تک رہی تھی جب تک کہ تم نے میرا یہ دُرِ شہوار مجھ سے نہ چُرایا تھا ۔ اب سب ہیچ ہے ۔ صبر و شکیبائی محض حماقت ہے ۔ اور بیصبری وہ کتا ہے جو دیوانہ ہو گیا ہے تو پھر کیا موت کے تاریک اور تنہا گھر میں گھس جانا کوئی گناہ ہے ۔ میری خواصو تمہارا کیا حال ہے جوش رہو ۔ رنجیدہ خاطر نہ رہو ۔ کیوں پیاری چارمیاں ۔ میری شریف ہجولیوں ۔ آہ عورتوں ۔ عورتوں ۔ ہمارے چراغ کا تیل جل چکا ہے ۔ اور چراغ بجھ بھی گیا ہے ۔ اے دوستو دل مت گرُھاؤ ۔

ھمّت قائم رکھو۔ ھم اپنے انطونی کو دفن کریں گے۔ اور پھر رومانی رسم ورواج کے مطابق وہ کرنا ہوگا۔ جو شرافت وشجاعت کا مقتضی ہے۔ جس پر موت کو بھی فخر ہوگا کہ وہ ھمیں اٹھالے گی۔ آؤ۔ چلو۔ اس وقت ھمارا کوئی دوست بجز ھمارے ارادے کے جو ھماری تکلیفوں کو جلد سے جلد دُور کردے نہیں ہے۔

جزوِ خامس

پہلا منظر

اسکندریہ - قیصر کا لشکر گاہ

قیصر، اگرپیا، دولا بیلا، میکی ناس، گالس، پروکیولس اور دیگر اشخاص معہ اراکین مجلسِ جنگ آتے ہیں -

قیصر :- دولا بیلا - تم انطونی کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ وہ ہماری اطاعت قبول کرلے - کیونکہ اب اس کی حالت ایسی خراب ہوئی ہے کہ اطاعت قبول کرنے میں زیادہ تذبذب اور التوا تمسخر کی حد کو پہونچ جائیگا -

دولا بیلا :- حضور میں ابھی جاکر تعمیل ارشاد کرتا ہوں -

(درکیتاس انطونی کی تلوار لئے آتا ہے)

قیصر :- یہ تلوار کیسی ہے - تم کون ہو کہ اس ہیئت میں سامنے آئی ہو؟

درکیتاس :- مجھے درکیتاس کہتے ہیں - میں مارک انطونی کا ملازم تھا جو بہترین آقا بہترین خدمت کے لئے تھا - جب تک وہ زندہ رہا میرا آقا رہا - اور میری زندگی کی غرض و غایت یہی رہی کہ اس کی

دشمنوں کو ھلاک کروں ۔ اگر حضور مجھے اپنی ملازمت میں رکھنا چاہیں تو میں حضور کا بھی ایسا ہی وفادار ملازم رہوں گا جیسا کہ انطونی کا تھا۔ اگر حضور کو یہ منظور نہیں تو پھر گردن حاضر ہے۔

قیصر :۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟

درکیتاس :۔ قیصر مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ انطونی قضا کر گیا۔ کسی عدالت کے حکم یا کسی اُجرتی قاتل کے خنجر سے نہیں مرا۔ بلکہ اسی ہاتھ سے جو اس کے ہر کام میں شان و بزرگی پیدا کر دیتا تھا۔ اور اسی ہمت و دلیری سے جو اس کے قلب نے اسے مُستعار دی تھی۔ اس نے اپنا سینہ چاک کر ڈالا۔ یہ اس کی تلوار ہے۔ اس دولت کو اس کے زخم سے چُرا لایا ہوں۔ قیصر ملاحظہ فرمائیں یہ تلوار انطونی کے شریف خون سے رنگین ہو رہی ہے۔

قیصر :۔ دوستو۔ تمہارے چہرے زرد پڑ گئے ہیں۔ اور وہ غمگیں نظر آتے ہیں۔ یہ خبر وہ ہے جس کو سُن کر شاہوں کی آنکھوں سے بھی آنسو ٹپکنے لگیں۔ اگر میں اس جانکاہ خبر کو ایسا نہ سمجھوں تو آسمان کے جتنے خدا ہیں وہ سب مجھ پر لعنت و نفریں کریں۔

اگریپا :۔ اور حیرت اس پہ ہے کہ ہم اس کے خلاف ایک خونی جنگ میں مصروف ہونے پر بھی فطرت کی مجبوری سے اپنی آنکھوں سے آنسو بہائیں۔

میکی ناس :۔ نہیں انطونی کے عیوب اور اس کی خوبیاں دونوں درجے

میں اعلیٰ اور بلند تھیں۔

اگریپا۔ شاذ ہی کسی دوسرے انسان کی رہنمائی اپنی زندگی میں اس خوبی سے کی ہو لیکن اے معبود تم کوئی نہ کوئی نقص ہم میں ایسا رکھدیتے ہو کہ ہم ضعیف انسان ہی رہتے ہیں۔ دیکھو قیصر رو رہا ہے۔

میکی ناس۔ ظاہر ہے کہ جب ایک ایسا ذی شان آئینہ اس کے سامنے رکھدیا گیا ہو تو پھر اُسے اپنا ہی تصور بندھتا ہے۔

قیصر۔ ہائے انطونی۔ کیا میں تیرا تعاقب اسی انجام کیلئے کرتا تھا۔ جسم پر جب فاسد مادہ پیدا ہو جائے تو ہم فصد سے اس کا علاج کرتے ہیں۔ تقدیر میں یہی لکھا تھا کہ یا تو میری شان وعظمت کو زوال کا دن دیکھے یا میں تجھے اس حال میں دیکھوں جو تیرا اس وقت ہے۔ ہم دونوں کے سمانے کیلئے دُنیا کافی نہیں ہوئی۔ لیکن پھر بھی میں تیرے لئے وہ آنسو روتا ہوں جو شاہوں کا خون جگر ہیں۔ اور اس بات پر روتا ہوں کہ تو میرا بھائی تھا۔ بلند منصوبوں میں میرا ہمسر۔ سلطنت میں میرا شریک تھا۔ دوست و مددگار تھا۔ شہروں کو تسخیر کرنے میں تیرا قدم سب سے آگے رہتا تھا۔ تو میرا دست و بازو تھا۔ تو وہ دل تھا جس میں میرے عزم و ارادے روشن ہوتے تھے۔ مگر ہمارا مقدر ایسا نہ تھا کہ وہ ہمیں دوست بنا کر رکھتا۔ اور جو درجے میں برابر تھے اُن میں اتنا بُعد و فصل پیدا

ہو گیا کہ انجام کار وہ اس حال کو پہونچے۔ میرے دوستو جو کچھ مجھے کہنا ہے وہ سنو۔ لیکن مناسب ہے کہ اس بارے میں تم سے میں کسی اور وقت گفتگو کروں۔

(ایک مصری اندر آتا ہے)

مصری :۔ شاہا۔ میں ایک غریب آدمی مصر کا رہنے والا ہوں۔ ملکہ جو میری آقا ہیں اور اس وقت اپنے مقبرے میں تشریف رکھتی ہیں اور اب سوائے اس چاردیواری کے اور کچھ ان کے قبضے میں نہیں رہا۔ دریافت فرماتی ہیں کہ اب حضور کا کیا منشا ہے تاکہ جس امر پر وہ مجبور کی جائیں اس کیلئے طبیعت کو آمادہ رکھیں۔

قیصر :۔ ملکہ سے کہدو کہ وہ اطمینان رکھیں۔ جو کچھ مجھے ان سے کہنا ہے وہ میں اپنے مصاحبوں کی معرفت کہلا بھیجوں گا۔ ملکہ کو معلوم رہے کہ جو کچھ ہم ان کے بارے میں تجویز کریں گے ان کا پاس عزت اور اپنا لطف وکرم ملحوظ رہیگا۔ کیونکہ قیصر یہ نہیں چاہتا کہ وہ نامہربان ہو کر زندہ رہے۔ خواہ زندگی کم ہو یا زیادہ۔

مصری :۔ خدا حضور کو ہر بلا سے بچائے۔

قیصر :۔ پروکیلیوس ادھر آؤ۔ کلابطرہ کے پاس جاؤ اور کہو کہ ہم اسکو ذلیل اور شرمندہ کرنا نہیں چاہتے۔ تم ہی اس کے رنج وتکلیف کو دیکھ کر جس طرح مناسب سمجھو اس کی تسلی تشفی کرو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ اپنے زوال عظمت وشان کے غم میں اپنے کو ہلاک کر کے ہمارے مطلب کو

غارت کردے۔ کیونکہ روما میں اسے زندہ لیجانے میں ہماری اس فتح کو ایک دائمی شہرت اور رونق حاصل ہو جائیگی۔ ملکہ جو کچھ جواب دے اسے جلد سے جلد آکر ہمیں سناؤ۔ اور یہ بھی بیان کرو کہ تم نے اُسے کس حال میں پایا۔

پروکیلیوس:۔ حضور حکم بجالانے ابھی جاتا ہوں۔

قیصر:۔ گالس۔ تم بھی ساتھ جاؤ۔ تم دونوں پروکیلیوس جو کچھ کہے اسکی تائید کرنا۔

سب پکارتے ہیں:۔ دولابیلا۔ دولابیلا۔

قیصر:۔ اچھا دولابیلا کو ابھی رہنے دو۔ اب یاد آیا کہ اُسے کسی اور کام کو بھیجنا ہے۔ تھوڑی دیر میں وہ بھی وہیں جائیگا۔ دولابیلا تم میرے ساتھ خیمے میں آؤ۔ میں تمھیں وہاں وہ خطوط دکھاؤں گا جن سے معلوم ہوگا کہ اس جنگ کے کرنے پر مجھے کیسے کیسے اشتعال دیئے گئے ہیں۔ میں نے جتنے خطوط انطونی کو لکھے ان میں احتیاط اور اخلاق کو ہمیشہ مدنظر رکھا۔ ذرا میرے ساتھ آؤ تو میں تمھیں وہ خطوط دکھاؤں جن میں انتہا درجے کی بردباری اور سکونِ قلب کے ساتھ میں نے کام لیا ہے۔

(قیصر اور دولابیلا چلے جاتے ہیں)

دوسرا منظر

اسکندریہ۔ مقبرہ کا ایک کمرہ

کلابطرہ، چارمیاں اور ایراس اندر آتی ہیں

کلابطرہ:۔ میری اس وقت کی مصیبت اور بیوگی بتارہی ہے کہ اب آرام اور آسودگی کے دن آنیوالے ہیں۔ یعنی موت سے مقاربت ہونے والی ہے۔ قیصر ہونا یا شہنشاہ ہونا اتنی بڑی بات نہیں ہے۔ قیصر مقدر نہیں ہے بلکہ وہ خود تقدیر کا غلام اور اس کے احکام بجالانے والا ہے۔ ہمیں اب وہ کام کرنا ہے جو سب کاموں کو ختم کردیگا۔ اور جو حوادث اور سوانح ہم کو پیش آنیوالے ہیں انھیں روک دیگا۔ اور ایسی حالت پیدا کرے جو انسان پر خواب گراں طاری کردے پھر اُسے خورونوش کی بھی ضرورت نہ رہے گی جس پر شاہ وگدا دونوں چلتے ہیں۔

پرکیلیوس:۔ ملکہ مصر کو قیصر سلام کہتے ہیں۔ اور دریافت فرماتے ہیں کہ آپ ان سے اپنے کن مطالبات کی منظوری چاہتی ہیں۔

کلابطرہ:۔ آپ کا نام کیا ہے؟

پرکیلیوس:۔ مجھے پرکیلیوس کہتے ہیں۔

کلابطرہ:۔ انطونی نے آپ کا ذکر مجھ سے کیا تھا۔ اور کہا تھا کہ آپ اعتبار کے قابل آدمی ہیں۔ لیکن اب مجھے اس کی پروا نہیں کہ

کوئی مجھے دھوکا دے۔ اس لئے کسی پر اعتبار کرنے نہ کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ اگر آپ کا آقا ایک ملک اور سلطنت کی ملکہ کو اپنے دربار کا بھکاری بنانا چاہتا ہے تو آپ اس سے کہدیں کہ ملکہ اپنی شان اور عزت کیلئے جو کچھ مانگتی ہے جو ایک سلطنت سے کم نہیں ہے۔ اگر قیصر اپنا یہ مفتوحہ ملکِ مصر میرے فرزند کو عطا کردے تو پھر مجھ کو میری ہی مال و دولت سے جو کچھ عنایت کریگا اس کیلئے میں اس کے سامنے دوزانو ہو کر اس کی منت گزار ہونگی۔

پروکیلیوس:۔ آپ اپنے دل پر میل نہ لائیں۔ کیونکہ تقدیر نے آپ کو ایک ایسے فیاض اور جوہر شناس بادشاہ کا اسیر کیا ہے کہ کسی بات سے ڈرنے کی ضرورت نہیں رہی۔ جو کچھ آپ چاہتی ہوں وہ صاف صاف بالکل آزادی سے قیصر کے حضور میں بیان کردیں۔ اس کا فیض ہر ضرورت مند کیلئے جاری ہے۔ میں ابھی حاضر ہو کر قیصر سے عرض کرتا ہوں کہ خوشی اور رغبت سے آپ قیصر کی اطاعت قبول کرتی ہیں۔ اپنی ذات سے قیصر آپ سے خوش ہو کر آپ پر مہربان ہی نہ ہوگا بلکہ جو کچھ آپ طلب کرتی ہیں اس پہ اپنی فیاضی اور دریا دلی سے کچھ اور اضافہ کریگا۔

کلابطرہ:۔ مہربانی فرما کر قیصر سے عرض کر دیجئے کہ میں اس کی تقدیر اور دولت کی تابع فرمان ہوں۔ اور میں اس کی بادشاہی کو نہ دل

سے قبول کرتی ہوں۔ میں ایک ایک آن میں اس کی تابعداری
اور فرمانبرداری کا سبق پڑھتی جاتی ہوں اور اگر قیصر کا دیدار
نصیب ہوا تو وہ میرا موجب مسرت ہوگا۔

پروکیلیوس:۔ معزز خاتون۔ جو کچھ آپ نے کہا ہے میں قیصر سے عرض کردوں گا۔ میں اس بات کو بخوبی جانتا ہوں کہ جو حالت آپ کی اس وقت ہے اور جو قیصر کی پیدا کردہ ہے اس سے قیصر کو سخت رنج اور صدمہ ہے۔

گالس:۔ پروکیلیوس۔ تم دیکھتے ہو کہ اس وقت کلابطرہ کس آسانی سے اچانک گرفتار ہو سکتی ہے۔

(پروکیلیوس اور دو پہرے والے سپاہی جو مقبرے کے باہر پہرا دے رہے تھے سیڑھی سے دیوار پر چڑھکر ایک کھڑکی سے مقبرے کے اندر اتر آتے ہیں۔ اور کلابطرہ کے پیچھے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ کچھ پہرے والے سپاہی اندر سے مقبرے کے دروازے کھول دیتے ہیں)

گالس:۔ (پروکیلیوس سے کہتا ہے) جب تک قیصر تشریف لائیں ملکہ کو احتیاط سے نظر بند رکھا جائے۔

ایراس:۔ ملکۂ عالم۔ جہاں پناہ۔

چارمیاں:۔ حضور گرفتار ہو گئیں۔

کلابطرہ:۔ اے میرے دست و بازو مدد کرو۔

(اتنا کہہ کر خنجر کو نیام سے نکالتی ہے)

پروکیلیوس:۔ ملکہ محتشم نہیں نہیں۔ ایسا نہ کیجیے خنجر کو نیام میں رکھ لیجیے۔

(ملکہ کے ہاتھ سے برہنہ خنجر چھین لیتا ہے)

اپنے اوپر اتنا ظلم نہ کیجیے۔ حضور کی جان بچائی ہے دھوکا نہیں دیا ہے۔

کلابطرہ:۔ درست ہے۔ موت سے مجھے بچایا جو کتّوں کو بھی درد و اذیت سے نجات دیتی ہے۔

پروکیلیوس:۔ ملکہ مصر۔ حضور اپنے تئیں ہلاک کر کے میرے آقا قیصر کی فیاضی و ذکاوت کو غارت نہ کریں۔ دُنیا کو دیکھ لینے دیجیے کہ وہ اپنی شرافت سے کیسے کیسے بڑے کام کس خیر و خوبی سے انجام دیتا ہے۔ آپ اگر مر گئیں تو اس کے یہ محاسن اور فیاضیاں کبھی آشکارا نہ ہو سکیں گی۔

کلابطرہ:۔ اے موت تو کہاں ہے۔ ادھر آ۔ ایک ملکہ کی روح قبض کر جو صدہا نادان بچوں اور محتاجوں کی جان کے برابر ہے۔

پروکیلیوس:۔ ملکہ اعتدال سے خارج نہ ہو جیئے۔ طبیعت پر قابو رکھیئے۔

کلابطرہ:۔ صاحب میں فاقہ کشی سے جان دوں گی۔ گوشت نہیں کھاؤں گی۔ شراب نہیں پیوں گی۔ اور اگر فضول باتیں کرنے کی ضرورت ہو گی تو پڑ کر سو رہوں گی یہی نہیں۔ میں اس مٹی کے گھر کو خاک کر کے چھوڑوں گی۔ قیصر کو جو کچھ کرنا ہے کرے۔ آپ اچھی طرح سمجھ لیں کہ میں ہتکڑیاں بیڑیاں پہنکر قیصر کے دربار میں حاضر نہیں ہوں گی۔ اور نہ اس بدصورت اوکٹے ویا کی نظروں میں

ذلیل وخوار ہوں گی۔ کیا قیصر چاہتا ہے کہ روما کی غل مچاتی خلقت
کے سامنے مجھے اونچا کر کے میرا تماشا بنائے۔ ایسا ہر گز نہ ہو گا۔
مصر کی ایک خندق مصر کا ایک گڑھا جسمیں امن وامان نصیب ہو
میری قبر بنے گا۔ بہتر ہو کہ دریائے نیل کی کیچڑ میں ننگی پڑی ہوں
اور پانی کے کیڑے مکوڑے مجھے کاٹ کاٹ کر میری صورت کو
بھیانک بنا دیں۔ بہتر ہو کہ پیارے وطن کے اونچے اہرام پر زنجیروں
میں کس کر مجھے لٹکا دیا جائے۔

پروکیلیوس :۔ آپ اپنے خیال میں اتنی ہولناک صورتیں کیوں پیدا
کرتی ہیں۔ قیصر کے دل میں ایسے خیالات پیدا نہیں ہو سکتے۔

(دولابیلا اندر آتا ہے)

دولابیلا :۔ پروکیلیوس۔ جو کچھ تم نے کیا ہے اس کی اطلاع قیصر کو پہونچ
گئی ہے۔ تمھیں قیصر طلب فرماتا ہے۔ جاؤ ملکہ کو میں اپنی حراست
میں لیتا ہوں۔

پروکیلیوس :۔ ملکہ کے ساتھ نرمی اور اخلاق سے پیش آنا۔ پہلے میرا یہ
اطمینان کر دو۔ (کلابطرہ سے کہتا ہے) ملکہ جو کچھ آپ نے فرمایا ہے اگر
آپ کی مرضی ہو تو قیصر سے عرض کر دوں۔

کلابطرہ :۔ قیصر سے کہدینا کہ میں اپنا مر جانا پسند کرتی ہوں۔

(پروکیلیوس اور سپاہی چلے جاتے ہیں)

دولابیلا :۔ نہایت شریف ملکہ۔ آپ نے میرا ذکر تو سُنا ہو گا۔

کلا بطرہ:۔ کچھ یاد نہیں۔

دو لابیلا:۔ حضور مجھے جانتی تو ہوں گی۔

کلا بطرہ:۔ جو کچھ سنایا جانا اس سے اس وقت مطلب کیا۔ آپ وہی ہیں نا جو لڑکوں اور عورتوں کے جواب سن کر ہنسا کرتے ہیں۔ کیا یہی بڑی خصوصیت آپ کی طبیعت کی نہیں ہے۔

دو لابیلا:۔ میں حضور کا مطلب سمجھا نہیں۔

کلا بطرہ:۔ میں نے خواب میں انطونی کو دیکھا جو ایک زبردست شہنشاہ تھا۔ جو خواب میں نے دیکھا اس کا تجربہ تو ہو ہی جائیگا مگر اس جیسا انسان کبھی نہ دیکھوں گی۔

دو لابیلا:۔ حضور بجا ہے۔

کلا بطرہ:۔ اس کا چہرہ نمونہ بہشت تھا۔ وہ انسان تھا جس میں آفتاب و ماہتاب گردش کرتے تھے۔ اور اس زمین پر اپنی روشنی ڈالتی تھی۔

دو لابیلا:۔ ملکہ والاشان۔ درست ہے۔

کلا بطرہ:۔ اس کا ایک پاؤں سمندر کے ایک ساحل پر اور دوسرا پاؤں دوسرے ساحل پر تھا۔ اور اس ہیئت سے وہ اس بحر زخار کا مالک بنا کھڑا تھا۔ جب ہاتھ اونچے کرتا تھا تو وہ دنیا کے سر کا تاج بن جاتی تھے۔ اس کی آواز ایسی سریلی تھی کہ نغمۂ افلاک میں بھی وہ شیرینی نہ تھی۔ یہ کیفیت اس کی اپنے دوستوں اور رفیقوں کی صحبت میں تھی لیکن جب وہ اپنی آواز سے زمین پر لرزہ ڈالتا تھا تو کڑکتے

بادل کی طرح وہ گرجتا تھا۔ اس کی فیاضی کبھی کم نہ ہونا جانتی تھی۔ وہ ایک ایسی ہری بھری کھیتی تھا جو کاٹنے سے اور بڑھتی تھی تفریح وتفنن میں وہ دولفن ماہی کی طرح پانی میں اچھلتا کودتا تھا اور اس کی پشت ہمیشہ پانی سے اونچی رہتی تھی۔ اس کے ملازمین اور موالی میں زمانہ کے بادشاہ اور تاجدار حاضر رہتے تھے۔ ملک اور جزیرے اس کی جیب سے اس طرح گرتے تھے جیسے کسی امیر کی جیب سے روپیہ اور اشرفیاں گریں۔

دولابیلا:۔ جو کچھ حضور نے فرمایا بجا اور درست ہے۔

کلابطرہ:۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ ایسا انسان جیسا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کبھی ہوا ہے یا اب ہوگا۔

دولابیلا:۔ نہیں۔ شریف خاتون نہیں۔

کلابطرہ:۔ تم جھوٹ بولتے ہو۔ اور تمھارا یہ جھوٹ ایسا ہے کہ وہ دیوتاؤں کے کانوں تک پہنچتا ہے۔ اگر کوئی انسان ایسا گذرا ہے یا آئندہ گذرے تو اس کا خواب تک کسی کو نظر نہیں آسکتا۔ فطرت کے پاس وہ سازوسامان نہیں ہے کہ جس سے وہ ایسا خواب وخیال بھی تیار کرسکے۔ لیکن اگر فطرت نے کوئی خیال انطونی کی مانند وضع کر دیا تو وہ فطرت کی صنعت کا اعلیٰ ترین نمونہ ہوگا جس کے سامنے تصور وتخیل کی کوششیں بیکار ثابت ہونگی۔

دولابیلا:۔ شریف ملکہ میری ایک بات سنئے۔ آپ کا نقصان بھی اتنا ہی

بڑا ہے جیسے کہ آپ بڑی ہیں۔ اپنے غم کے بارگراں کو آپ بقدر اپنی طاقت کے اٹھائے ہیں۔ اگر جھوٹ کہتا ہوں تو خدا مجھے اپنے کسی مقصد میں کامیاب نہ کرے۔ آپ کا یہ رنج والم جب باز جست کر کے مجھ تک آتا ہے تو میرے دل کی تہوں تک کو ہلا ڈالتا ہے۔

کلابطرہ :۔ آپ کی شکر گذار ہوں۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ قیصر میرے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہتا ہے ؟

دولابیلا :۔ میں آپ کے سامنے اس کا ذکر کرنا نہیں چاہتا۔

کلابطرہ :۔ میں نہایت عاجزی سے کہتی ہوں کہ آپ مجھے بتادیں۔

دولابیلا :۔ قیصر صاحب عزت ووقار ہے۔

کلابطرہ :۔ کیا وہ مجھے جشنِ فتح کے جلوس میں اپنا اسیر بنا کر روما کی خلقت کے سامنے نکالنا چاہتا ہے ؟

دولابیلا :۔ ملکہ۔ قیصر کا یہی مقصد ہے۔ مجھے اس کا بخوبی علم ہے۔

(باجے بجتے ہیں۔ ہٹو بچو کا شور ہوتا ہے۔ قیصر تشریف لاتے ہیں۔ قیصر گالس، پروکیلیوس، میکی ناس اور سیلیوکس معہ ملازمین اور متوسلین کے اندر آتے ہیں)

قیصر :۔ ملکہ کہاں ہیں ؟

دولابیلا :۔ ملکہ سُنئے۔ قیصر کیا دریافت کرتے ہیں ؟

(کلابطرہ قیصر کے سامنے دوزانو ہوتی ہے)

قیصر :۔ آپ کھڑی ہو جائیں۔ تعظیم دینی آپ کیلئے غیر ضروری ہے۔ ملکہ مصر

آپ اٹھیں۔

کلابطرہ:۔ جب خداؤں نے اس درجہ کو پہنچا دیا تو پھر کیا۔ آپ میرے آقا اور مالک ہیں۔ آپ کی اطاعت اور فرمانبرداری مجھ کو لازم ہے۔

قیصر:۔ آپ اپنے دل میں کوئی بُرا خیال نہ لائیں۔ جو جو نقصان آپ نے ہمیں پہنچائے ہیں وہ ہمارے گوشت پوست پر نقش ہیں۔ لیکن ہم ان باتوں کو محض اتفاقیہ سمجھکر یاد کرتے ہیں۔

کلابطرہ:۔ اے دُنیا کے تنہا مالک اور سردار میں اپنے کردار کی معذرت صاف طور پر کرنے سے معذور ہوں۔ البتہ اتنا ضرور عرض کرونگی کہ ایسی کمزوریوں کا بار گراں مجھ پر موجود ہے جو مجھ سے پیشتر اکثر عورتوں کا باعث ذلت وخواری ہوا ہے۔

قیصر:۔ کلابطرہ آپ کو معلوم رہے کہ ہم آپکی کمزوریوں کو نرمی کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ ہم ہرگز سختی کی نگاہ ان پر نہ ڈالیں گے بشرطیکہ آپ میری تجویزوں کی طرف جو ہرگز سخت نہ ہونگی پورے طور پر متوجّہ ہوئیں۔ اس صورت میں آپ دیکھیں گی کہ جو تبدیلی آپکی حالت میں آئندہ ہوگی اس سے آپ ہی کا فائدہ نکلے گا لیکن اگر آپکی نیت وہی ہے جو انطونی سے عمل میں آئی ہے اور جس سے مجھ پر ظلم ہوا ہے تو پھر آپ اپنے ارادوں اور مقاصد سے محروم کر دی جائیں گی۔ اور اپنے بچّوں پر بھی تباہی لائیں گی جس سے

ہیں انھیں محفوظ رکھنا چاہتا ہوں۔ اگر یہ منظور کرتی ہیں تو بہتر ہوگا۔ ورنہ میں خدا حافظ کہہ کر آپ سے رخصت ہوتا ہوں۔

کلابطرہ:۔ آپ تو دنیا کے مالک ہیں کسی سے رخصت ہو کر کہاں جائیں گے۔ ہم تو آپ کی سپر ظفریاب کے زنگ نقش و نگار ہیں جو آپ کی فتح کو یاد دلاتے ہیں۔ جہاں حضور کا حکم ہوگا وہیں پڑی رہیں گے۔ ملاحظہ ہو میرے سردار اور مالک۔

قیصر:۔ جو بات آپ کے متعلق ہو گی اس میں میں قطعی آپ کے صلاح و مشورے پر چلوں گا۔

کلابطرہ:۔ ملاحظہ ہو۔ یہ فہرست ہے روپئے، ظروف اور زیورات کی جو میرے پاس اب تک تھے۔ ہر چیز کی قیمت اس میں صحیح درج ہے۔ چھوٹی چھوٹی چیزیں البتہ اس میں درج نہیں ہیں سیلیوکس کہاں ہے؟

سیلیوکس:۔ حاضر ہوں۔ حضور۔

کلابطرہ:۔ یہ میرا خزانچی ہے۔ سیلیوکس غلط بیانی میں جان کا خطرہ سمجھ کر کہو کہ میں نے اپنے لئے کوئی چیز نہیں رکھی۔

سیلیوکس:۔ بیگم۔ اپنی جان کو خطرے کی ڈالنے کی جگہ بہتر ہے کہ میں چپ رہوں اور واقعہ کے خلاف کوئی بات عرض نہ کروں۔

کلابطرہ:۔ بھلا بتا تو میں نے کونسی چیز اپنے لئے رکھ لی ہے؟

سیلیوکس:۔ حضور اتنی چیزیں رکھی ہیں کہ ان کی قیمت سے جتنی چیزیں

اس فہرست میں درج ہیں خریدی جا سکتی ہیں۔

قیصر:۔ کلابطرہ آپ کو شرمندہ ہونیکی کوئی ضرورت نہیں۔ اس کام میں آپکی عقل و احتیاط کو پسند کرتا ہوں۔

کلابطرہ:۔ عبرت کا مقام ہے کہ قیصر آپ کے دولت و اقبال نے ان لوگوں کو بھی جو میرے نوکر و نمک خوار تھے کس طرح آپ کا بنادیا۔ اس سیلیوکس کی احسان فراموشی تو مجھے اس حال میں دیوانہ بنائے دیتی ہے۔ ارے غلام۔ تیری وفاداری تو اتنی بھی قابلِ اعتبار نہیں جتنی کہ ایک بیوہ کی محبت ہوتی ہے۔ بے ایمان تو بھی مجھ سے پھر گیا۔ اچھا جا۔ دُور ہو۔ مجھ سے نظر بچا کر کہاں جائیگا۔ اگر تیری نظر میں پر بھی لگے ہوں گے تو میری نگاہ تیر کی طرح تجھے گھائل کر کے اپنی جگہ سے نہ ہٹنے دیگی۔ غلام بچے۔ خبیث کتے کمینے جس کی مانند دوسرا نہ نکلے۔

قیصر:۔ ملکہ۔ ملکہ۔ ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ اتنا غصہ نہ کیجئے۔

کلابطرہ:۔ قیصر۔ حضور کے خیال کرنے کی بات ہے کہ اس شخص نے مجھے کیسا شرم و ذلت کا زخم پہنچایا ہے۔ حضور جنھوں نے مجھ سے ملاقات کی تکلیف گوارا فرمائی ہے۔ یہاں تک قدم رنجہ فرمایا۔ مجھ پا اُفتادہ کو عزت بخشی۔ پھر میرا ہی ایک نمک پروردہ میری ذلت و خواری کے انبار پر ایک ذلت کا اور اضافہ کرے۔ اتنا ضرور ہے کہ عورتوں کے شوق کی بعض چیزیں جنھیں بالکل معمولی سمجھنا چاہیئے

میں نے رکھ لی تھیں۔ اور وہ چیزیں ایسی ہیں جو معمولی دوستوں کو تحفے میں دیتے ہیں۔ بعض البتہ زیادہ قیمت کی ہیں۔ انھیں آپ کی بیگم لیویا اور اوکیتے ویا کو نذر دینے کیلئے کہ وہ درمیانی بنکر حضور سے میری سفارش کریں رکھ لی تھیں۔ لیکن وہ غلام جو میرا پروردہ تھا میری شکایت کرنے پر تیار ہوا۔ یہ رسوائی وہ ہے کہ غار مذلت میں گرنیکے بعد بھی میری اذیت اور خواری کا موجب ہوتی ہے۔

(سیلیوکس سے کہتی ہے)

بس مہربانی کرو۔ یہاں سے دفع دفان ہو۔ ورنہ سمجھ لے کہ میں اپنے دولت واقبال کی بجھی راکھ سے قہر و غضب کے جلتے انگارے تجھے کھینچ مارونگی۔ اگر تو انسان ہوتا تو میری ذلت پر تجھے رحم آتا۔

قیصر:۔ سیلیوکس۔ تم ملکہ کے سامنے سے چلے جاؤ۔

کلاپطرہ:۔ دیکھو لوگو۔ جب دنیا میں ہم بڑا درجہ رکھتے ہیں تو اپنے کاموں کا دوسروں کو ذمہ دار قرار دیتے ہیں۔ لیکن جب قعر نکبت میں پڑے ہوتے ہیں تو دوسروں کے کاموں کے جواب دہ خود قرار پاتے ہیں۔ اور دوسروں کے قصوروں کی سزائیں بھی ہمیں کو بھگتنی پڑتی ہیں۔ پھر ہماری حالت قابل رحم ہوجاتی ہے۔

قیصر:۔ کلاپطرہ۔ یہ گفتگو آپ کی تو اس مال کے متعلق ہے جو آپ نے رکھ لیا یا درج فہرست نہیں کیا۔ ہم اس مال کو اپنی فتح کے

مالِ غنیمت میں شمار نہیں کرتے۔ یہ چیزیں سب آپ کی ہی رہنی چاہئیں۔ جسے چاہیں آپ اپنی مرضی اور خوشی سے انھیں دیں۔ قیصر کو آپ تاجر نہ سمجھیں۔ جس حالت میں اپنی فتح کا آپ کی ذات کو اپنے حق میں بہترین صلہ سمجھتا ہے تو وہ ایک لالچی حریص کی طرح تجارت کا مال حاصل کر کے دولت مند بننا نہیں چاہتا۔ بس دل کو تسلی دیجئے۔ جس صورت میں کہ آپ آزاد ہیں اپنے کو آپ کسی کا نظر بند یا اسیر نہ سمجھیں۔ ہم آپ کے ساتھ وہی سلوک کریں گے جس کا مشورہ خود آپ ہمیں دیں گی۔ کھاؤ پیو۔ آرام کی نیند سوؤ۔ ہمیں آپ کا اس قدر خیال ہے اور اس درجہ آپ پہ رحم آتا ہے کہ ہم فی الواقع آپ کے دوست اور خیر طلب ہو گئے ہیں۔ اچھا۔ خدا حافظ۔

کلابطرہ:۔ میرے مالک اور آقا۔

قیصر:۔ نہیں نہیں ایسا نہ سمجھو۔ لو خدا حافظ۔

(باجے بجتے ہیں۔ قیصر مع اپنے درباریوں کے باہر چلا جاتا ہے)

کلابطرہ:۔ خواصو۔ دیکھتی ہو۔ کیسی باتیں بناکر چاہتا ہے کہ میرے حق میں اس کا طرز عمل شریفانہ نہ ہو۔ لیکن چارمیاں ادھر آ۔

(چارمیاں کے کان میں ملکہ کچھ کہتی ہے)

ابراس:۔ اچھی ملکہ۔ باتیں ختم کیجیے۔ دن کا اجالا اب باقی نہیں ہے۔ اب تو موت کے اندھیرے میں چلنا ہے۔

کلابطرہ :۔ جلدی کر۔ میں حکم دے چکی ہوں۔ انتظام ہونا چاہیئے۔
جاؤ دیر نہ کرو۔

چارمیاں :۔ بیگم۔ میں انتظام جلد کرتی ہوں۔

(دولابیلا اندر آتا ہے)

دولابیلا :۔ ملکہ کہاں ہیں؟

چارمیاں :۔ دیکھیں حضور۔ وہاں ہیں۔ (چارمیاں باہر چلی جاتی ہی)

کلابطرہ :۔ دولابیلا!

دولابیلا :۔ حضور سے میرا تعلق مجبور کرتا ہے کہ میں ملکہ کی حکم برداری کو اپنا مذہبی فرض سمجھوں۔ مجھے اس وقت یہ عرض کرنا ہی کہ روما کو واپسی میں قیصر کا ارادہ ملک شام میں سے گذرنیکا ہے۔ آج سے تین یوم کے اندر آپ مع اپنے بچوں کے قیصر کی روانگی سے قبل اس طرف روانہ کردی جائیں گی۔ سامان سفر جو کچھ کرنا ہو اس میں عجلت فرمائیں۔ میں نے اپنا وعدہ اور حضور کی خوشی پوری کردی۔

کلابطرہ :۔ میں ہمیشہ آپ کی ممنونِ احسان رہونگی۔

دولابیلا :۔ میں حضور کا تابع دار ہوں۔ ملکہ خدا حافظ۔ مجھے اس وقت قیصر کی خدمت میں حاضر ہونا ہے۔

کلابطرہ :۔ اچھا رخصت اور شکریہ۔

(دولابیلا چلا جاتا ہے)

اری ایراس تو کیا سمجھ رہی ہے۔ تو مصر کی گڑیا کی طرح اور میں دونوں روما کے شہر میں نمائش کرائے جائیں گے۔ مزدور اور غلام میلی کچیلی تیل میں ڈوبی قبائیں پہنے، ہاتھوں میں بیلچے اور کلھاڑے لئے اپنے کندھوں پر ہمیں اونچا کئے ساری خلقت کی سامنے لئے پھریں گے۔ ان کا متعفن سانس جس سے پتہ چلے گا کہ کیسی بدبو کی غذائیں انھوں نے کھائی ہیں ہماری چاروں طرف پھیلا ہوگا۔ اور وہی بخارات سانس کے ساتھ ہم میں جائیں گے۔

ایراس :۔ خدا اس وقت کو نہ پہونچائے۔

کلا بطرہ :۔ نہیں ایراس یقین مان۔ قیصر کے ساتھ سزا دینے والے سپاہیوں کا جو دستہ ہاتھوں میں ڈنڈے لئے ہوگا وہ ہمیں مجرموں اور خطا کاروں کی طرح حراست میں لئے ہوگا اور ایسے آدمی جو کھجلی اور پھنسیوں میں لدے ہونگے ہمارے گرد گندے گندے گیت گاتے ہوں گے۔ تماشا گر فوراً اسٹیج پر ہمارا تماشا دکھائیں گے۔ اور اس تماشے میں اسکندریہ میں ہماری مے نوشی کے جلسوں کی نقلیں اتاری جائیں گی۔ انطونی شراب کے نشے میں مست تماشا خانوں میں دکھایا جائیگا۔ اور اس کے سامنے کوئی لڑکا کلا بطرہ کی شان و بزرگی کو ایک بیسوا کے بھیس میں دکھاتا ہوگا۔

ایراس :۔ ارے خدا۔

کلا بطرہ :۔ نہیں یہی ہونے والا ہے۔

ایراس :۔ ملکہ سلامت میں تو یہ نہ دیکھونگی میری ناخن میری آنکھوں سے زیادہ سخت ہیں۔

کلا بطرہ :۔ اس طرح ہم نے جو بندوبست کیا ہے اس میں خلل ڈال کر وہ اپنے اس بیہودہ مقصد کو پورا کرنا چاہیئے ہیں۔

(چارمیاں پھر آتی ہے)

کلا بطرہ :۔ اچھا چارمیاں تو مجھے اپنی خواصوں کے سامنے ملکہ بنا کر دکھا۔ جا اور میرا اسے پُر تکلف لباس لیکر آ۔ میں پھر دریائے کدنس پر انطونی سے ملاقات کرنے جاتی ہوں میری اچھی چارمیاں میں تو اب اپنے انطونی سے ملنے جاتی ہوں۔ اگر تو اس کام کو اچھی طرح کردے تو پھر تو آزاد ہے۔ قیامت تک تجھے چھٹی ہوجائیگی۔ پھر جہاں چاہے کھیلتی پھریو۔ میرا تاج اور رخت شاہی حاضر کر۔ یہ غل کیسا ہے؟

(ایک پہرے والا اندر آتا ہے)

پہرہ والا :۔ گاؤں کا ایک آدمی آیا ہے جو حضور کے سامنے حاضر ہونا چاہتا ہے اور سامنے آنے پر بہت مُصر ہے۔ وہ حضور کیلئے کچھ انجیر لایا ہے۔

کلا بطرہ :۔ اچھا اسے اندر آنے دو۔ دیکھو کیسے ادنی اور ذلیل وسیلے سے ایک بڑا کام ہوگیا۔ (پہرہ والا باہر چلا جاتا ہے) میرے لئے وہ آزادی لارہا ہے۔ میں نے پختہ ارادہ کرلیا ہے کہ اب مجھ میں کوئی بات عورت کی نہ رہے۔ اب میں از سر تا پا پتھر ہوگئی ہوں۔ آسمان پر یہ چاند جو گردش کررہا ہے اب میرا سیارہ نہیں رہا۔ (پہرہ والا پھر اندر آتا ہے اور وہی گاؤں کا مسخرا جس کے ہاتھ میں ایک ٹوکری ہے

ہے اس کے ساتھ ہے)

پہرہ والا:۔ حضور یہی آدمی ہے جو حضور سے ملاقات چاہتا ہے۔

کلابطرہ:۔ اچھا اس آدمی کو یہیں چھوڑ دو اور تم باہر جاؤ۔

(پہرے والا باہر جاتا ہے)

ارے آدمی سنا تیرے پاس نیل کا سانپ ہے۔ جس کی خاصیت یہ ہے کہ اس کے کاٹتے ہی انسان سو جاتا ہے اور تکلیف کچھ نہیں ہوتی۔

مسخرا:۔ حضور۔ ہاں میں اسے پکڑ تو لایا ہوں۔ مگر میں اس فریق میں نہیں ہوں جو اسے ہاتھ لگانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس کے کاٹے کی دوا نہیں اور جو اس کے کاٹے سے مرتے ہیں پھر وہ کبھی اچھے نہیں ہوتے۔

کلابطرہ:۔ ایسا کوئی آدمی تجھے یاد ہے جسے اس نے کاٹا ہو؟

مسخرا:۔ بہت سی عورتیں اور بہت سے مرد اس کے کاٹے سے مر چکے ہیں۔ دور کیوں جاؤں کل ہی کی بات ہے کہ ایک عورت اس کے کاٹے سے مری ہے۔ عورت ویسے تو بڑی پارسا تھی مگر جھوٹ بہت بولا کرتی تھی جو عورت کو کبھی نہ بولنا چاہیے۔ البتہ اگر سچی بات کیلئے بولے تو ہرج نہیں۔ وہ عورت اسی سانپ کے کاٹے سے مری ہے۔ رہا یہ کہ اسے تکلیف کتنی ہوئی تو بات یہ ہے کہ اس نے اس سانپ کی کیفیت بہت اچھی بیان کی تھی۔ لیکن جو آدمی جتنی باتیں اس سے کہی جائیں سب کا یقین کر لیتا ہے وہ ان سے آدھی باتوں میں بھی جو کی جائیں انسان کی جان نہیں بچا سکتیں مگر سانپوں میں یہ سانپ کاٹنے میں کبھی خطا نہیں کرتا۔ یہ بڑا عجیب سانپ ہے۔

کلابطرہ :۔ اچھا جاؤ۔

مسخرا :۔ خدا کرے یہ سانپ آپ کے حق میں مبارک ہو۔

(ٹوکری ہاتھ سے رکھ دیتا ہے)

کلابطرہ :۔ اچھا تمہارا خدا حافظ۔

مسخرا :۔ اور اس کا خیال رہے کہ سانپ کی جو عادت ہوگی وہی وہ کریگا۔

کلابطرہ :۔ اچھا بس اب جاؤ۔

مسخرا :۔ اتنا حضور اور کریں کہ اس سانپ کو ایسے لوگوں کی نگرانی میں رکھیں جو خاصے سمجھدار ہوں کیونکہ اس کیڑے میں کوئی بات بھلائی کی نہیں ہے۔

کلابطرہ :۔ تم اس کا فکر نہ کرو۔ سانپ حفاظت سے رہے گا۔

مسخرا :۔ حضور اسے کچھ کھانیکو نہ دیں۔ کیونکہ یہ موذی اس لائق نہیں کہ اسے کھانیکو کچھ دیا جائے۔

کلابطرہ :۔ کیا مجھے بھی یہ نہ کھائے گا؟

مسخرا :۔ حضور مجھے اتنا احمق نہ سمجھیں۔ عورت کو تو شیطان بھی نہیں کھا سکتا۔ عورت تو خداؤں کیلئے عمدہ غذا ہے بشرطیکہ شیطان نے وہ تیار نہ کی ہو۔ اور یہی شیاطین خداؤں کو نقصان پہنچاتے ہیں کیونکہ ہر دس عورتوں میں سے پانچ کو وہ خراب کر ڈالتے ہیں۔

کلابطرہ :۔ اچھا جاؤ۔ رخصت۔

مسخرا :۔ خدا کرے یہ سانپ حضور کے حق میں مبارک ہو۔

(مسخرا باہر چلا جاتا ہے)

(ایراس ملکہ کا رخت شاہی، تاج اور عصا سلطنت لاتی ہے)

کلا بطرہ :۔ لباس شاھی مجھے دے اور تاج میرے سر پر رکھ ۔ اب میں عالم بقا کی طرف متوجہ ہوتی ہوں ۔ مصر کا شیرہ انگور اب میرے لبوں کو تر نہ کریگا ۔ عجلت عجلت ۔ میری اچھی ایراس اب جلدی کر ۔ مجھے معلوم ہو رہا ہے کہ انطونی مجھے بُلا رہا ہے ۔ میں دیکھ رہی ہوں کہ قیصر کی خوش قسمتی پر وہ زہر خند ہے ۔ خدا انسان کو اس لئے خوش قسمت بناتے ہیں کہ آئندہ اسے اپنے قہر و غضب کا نشانہ بنائیں ۔ شوہر میں آتی ہوں ۔ اس نام سے محبت اپنا استحقاق مجھ پر ثابت کرتی ہے ۔ میں درحقیقت آگ اور ہوا ہوں ۔ باقی عناصر جن سے میں بنی ہوں ایسے ہیں جن سے میرے ادنیٰ کو الف تعمیر ہوئے تھے ۔ اچھا ایراس تو میرے سر پر تاج رکھ ۔ قریب آ ۔ اور میرے لبوں کی آخری گرمی محسوس کر ۔ اچھا ایراس تجھے ہمیشہ کو خدا کے سپرد کیا ۔ خدا حافظ ایراس ۔ خدا نگہبان چارمیاں ۔

(دونوں کا مُنہ چومتی ہے ۔ مُنہ چومتے ہی ایراس گر کر مر جاتی ہے)

کلا بطرہ :۔ ہائیں یہ کیا ۔ کیا میرے لبوں میں بھی سانپ کا زہر آ گیا ۔ ایراس تو گر پڑی ۔ اگر تجھ سے تیری جان اس قدر آسانی سے رخصت ہو سکتی ہے تو پھر موت کا ذائقہ عاشق کی چٹکیوں سے کم پُر لطف نہیں کہ تکلیف نہیں دیتا ہے اور اس کی آرزو بھی رہتی ہے ۔ ایراس کیا تو بالکل ہی بے حِس و حرکت ہو گئی ۔ اگر اس طرح آسانی سے یہ میری رُوح جسم سے جُدا ہو گئی تو پھر مرتے وقت لوگوں سے رخصت ہونے اتنے ہنگامے اور اہتمام کی کیا ضرورت ہے ۔

چارمیاں :۔ اے ابرِ سیاہ تحلیل ہو کر باران بن جا تا کہ کہہ سکوں کہ آج تو آسمان

پر خدا ابھی رو رہے ہیں۔
کلابطرہ:۔ اپر اس موت میں تو مجھ سے بھی بڑھ گئی۔ کیونکہ تو میری زلفوں والے انطونی سے مجھ سے پہلے ملاقات کریگی۔ انطونی تجھ سے میرا حال پوچھے گا اور تیرا بوسہ لیگا۔ ہائے وہ بوسہ جو میرے لئے جنت الفردوس کے برابر ہے۔ آ۔ اے موت کے لانبوالے کیڑے آ (اتنا کہہ کر سانپ کا مُنہ اپنی برہنہ چھاتی سے لگاتی ہے اور کہتی ہے) اے تیز دانتوں والے جان کی اس پیچیدہ گرہ کو فوراً کھولدے۔ اے زہر بھرے کیڑے بیوقوف جھنجلا کر کاٹتا کیوں نہیں۔ اور کیوں مجھے دُنیا سے جانے نہیں دیتا۔ کیڑے اگر تجھے زبان ملتی تو ضرور تجھ سے یہ سُنتی کہ اس قیصر گدھے کو تونے کیسی زک دی ہے۔
چارمیاں:۔ ہائے میرے مشرق کے چمکتے ستارے۔
کلابطرہ:۔ چُپ رہ۔ دیکھتی نہیں کہ بچہ میری چھاتی سے لگا اپنی دُودھ پلائی کو سُلا رہا ہے۔
چارمیاں:۔ ہائے کلیجے کے ٹکڑے اُڑے جاتے ہیں۔ ہائے دل ٹوٹ گیا۔
کلابطرہ:۔ نہیں یہ تو دل کی ٹھنڈک ہے۔ ہوا کی مثل لطیف و نرم ہے۔ میرے انطونی گھبرا نہیں۔ تجھے بھی لیتی ہوں۔ (دوسری سانپ سے کلابطرہ اپنی بازو پر کٹواتی ہے) اب میں یہاں کیوں زیادہ ٹھیروں۔

(کلابطرہ مرجاتی ہے)

چارمیاں:۔ ہاں یہ دُنیا خبیث ہے۔ ملکہ تجھے خدا کو سونپا۔ اب آرام اور چین سے رہو۔ اور اے موت اب تو فخر کر کہ ایک حسین و جمیل خاتون تیری شاھدوں میں ایسی ہے جس کی مانند دوسری نہیں۔ آنکھوں کی پپوٹوں

بند ہو جاؤ کہ پھر ایسی شاہانہ آنکھیں آفتاب کی زریں روشنی کو نہ دیکھیں گی۔ میرا تاج ٹیڑھا ہو گیا ہے۔ میں اسے سنوار دوں پھر میں کھیلتی پھروں گی۔ اب میرے لئے کونسی خدمت باقی رہی۔

(پہرے والے دوڑتے ہوئے اندر آتے ہیں)

پہلا پہریدار:۔ ملکہ کہاں ہیں؟

چارمیاں:۔ چپکے چپکے بولو۔ ملکہ آرام فرماتی ہیں۔ کہیں بیدار نہ ہو جائیں۔

پہلا پہریدار:۔ قیصر نے قاصد بھیجا ہے۔

چارمیاں:۔ قاصد بڑا ہی سُست قدم تھا۔

(چارمیاں ایک سانپ سے اپنے تئیں کٹواتی ہے)

چارمیاں:۔ کاٹ۔ جلدی کاٹ۔ ہاں ٹھیک ہے۔ اب معلوم ہوا کہ تو کاٹ رہا ہے۔

پہلا پہریدار:۔ لوگو۔ دوڑ کر آؤ۔ یہاں خیریت نہیں ہے۔ قیصر کو دھوکہ دیا گیا ہے۔

دوسرا پہریدار:۔ قیصر نے دولابیلا کو بھیجا ہے۔ اسے اندر بلا لو۔

پہلا پہریدار:۔ چارمیاں۔ یہ کیا ہوا۔ یہ تو ٹھیک نہ ہوا۔

چارمیاں:۔ بالکل ٹھیک ہوا۔ اور ایک مَلِک زادی کی شان کے مطابق ہوا۔ جو ملوک مصر کی نسل سے تھی۔ ارے پہرے والے۔

(چارمیاں مر جاتی ہے)

(دولابیلا اندر آتا ہے)

دولابیلا:۔ ارے یہ کیا تماشا ہے؟

دوسرا پہریدار:۔ سب مر چکے ہیں۔

دولا بیلا:۔ قیصر جو تیرا خیال پہلے تھا وہی صحیح نکلا۔ اب تو خود آ رہا ہی تاکہ وہ کام اپنی آنکھوں سے دیکھ لے جسے تو ٹال رہا تھا۔

(اندر سے آوازیں آتی ہیں۔ ہٹو بچو۔ قیصر کی سواری آتی ہے)

دولا بیلا:۔ قیصر۔ حضور بڑے پیشین گو ہیں۔ جس بات کا خوف تھا وہی پیش آئی۔

قیصر:۔ (کلابطرہ کی لاش کو دیکھکر کہتا ہے) آخری وقت تک ہمت نہ ہاری۔ ہماری کُل تدبیروں کو تو نے بیکار کر دیا۔ تو حقیقت میں بادشاہ تھی۔ اور جو کچھ کیا تو نے اپنی مرضی کے مطابق کیا۔ کوئی یہ تو بتائے کہ موت کی وجہ کیا ہوئی؟

دولا بیلا:۔ آخری وقت میں جو آدمی پاس آیا تھا وہ کون تھا؟

پہلا پہریوالا:۔ ایک بیوقوف سا گنوار تھا۔ ملکہ کیلئے وہ انجیر لایا تھا۔ اور جس ٹوکری میں انجیر لایا تھا وہ یہ ہے۔

قیصر:۔ تو کیا سب کے سب زہر کھا کر مر رہے ہیں؟

پہلا پہریوالا:۔ چارمیاں تو ابھی تک زندہ تھی۔ کھڑی باتیں کر رہی تھی۔ اور میں نے یہ بھی دیکھا تھا کہ اپنی مردہ ملکہ کا تاج وہ درست کرتی تھی پھر یکلخت وہ گری اور ختم ہو گئی۔

قیصر:۔ کیسی شریفانہ کمزوری تھی۔ اگر زہر کھایا ہوتا تو کوئی علامت یا ورم تو ہوتا لیکن ملکہ تو ایسی معلوم ہوتی ہے گویا وہ بے خبر سو رہی ہے۔ اور ایسی حسین ہے کہ کسی اور انطونی کو اپنے دام محبت میں اسیر کرتی معلوم ہوتی ہے۔

دولابیلا:۔ حضور ملاحظہ فرمائیں کہ یہاں چھاتی پر خون کا نشان اور ایک آبلہ ہی۔ اور ایسا ہی ایک آبلہ بازو پر نظر آتا ہی۔

پہلا پہر یوالا:۔ حضور ملاحظہ کریں کہ یہاں سانپ کے رینگنے کا نشان ہے اور ان انجیر کے پتّوں پر کوئی چیز سپید سپید لگی ہی جیسے کہ دریائے نیل کے غاروں میں سانپ پتھروں پر چھوڑ جاتے ہیں۔

قیصر:۔ یہی درست معلوم ہوتا ہے کہ سانپ کے کاٹے سے مری ہی۔ کیونکہ اسکے طبیب نے مجھ سے کہا تھا کہ ملکہ آسانی سے دم نکلنے کے ذرائع دریافت کیا کرتی اور ان پر بحث کیا کرتی تھی۔ ملکہ کا بستر اور اسکی خواصوں کی لاشیں اٹھاکر اس مقبرہ سے باہر نکالو۔ کلاپطرہ کی لاش انطونی کے قریب دفن کرنی ہوگی۔ دُنیا میں کوئی قبر ایسی نہ نکلے گی جس میں ایسے دو عاشق و معشوق دفن ہوں۔ ایسے واقعات اُن لوگوں پر بغیر اثر ڈالے نہیں رہتے جس کی وجہ سے وہ وقوع میں آئے ہوں۔ اور اس کا مضمون ایسا پُردرد ہو کہ جن لوگوں کو ان سے تکلیفیں پہونچی ہیں ان پر رحم اور ترس نہ آئے اور جو ان تکلیفوں کا موجب ہوئے ہیں ان کیلئے عزت و تعظیم کا خیال پیدا ہو۔ ہمارا پورا لشکر اس میّت کے دفن کرنے میں شریک ہوگا۔ پھر ہم روما کو جائیں گے۔ دولابیلا دیکھو اس تدفین میں پورے اہتمام سے تمام رسمیں ادا ہوں۔

ختم شُد